فرمانروایانِ اسلام

ڈاکٹر غلام جیلانی برق

طیب

شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ پبلشرز
ادبی مارکیٹ
چوک انارکلی
لاہور

ادارۂ معارفِ اسلامیہ کیمبل پور

(۸)

فرمانروایانِ اسلام

(لین پول)

مترجم

ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ ایم اے

پی - ایچ - ڈی

ناشر

شیخ غلام علی اینڈ سنز

لاہور ـــــ حیدر آباد ـــــ کراچی

طابع — شیخ نیاز احمد

مطبع — علمی پرنٹنگ پریس۔ لاہور

اشاعت اول — سنہ ۱۹۶۸ء

قیمت — [illegible] روپے

ناشرین

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، ادبی مارکیٹ۔
چوک انارکلی ۔ لاہور

مترجم کی دیگر تصانیف

۱۔ دو قرآن
۲۔ دو اسلام
۳۔ حکمائے عالم
۴۔ من کی دنیا
۵۔ جہانِ نو
۶۔ ایک اسلام
۷۔ حرفِ محرمانہ
۸۔ اللہ کی عادت
۹۔ لمعات
۱۰۔ انفعال
۱۱۔ بھائی۔ بھائی
۱۲۔ پیامِ ادب
۱۳۔ حیاتِ سکندر
۱۴۔ ابن تیمیہؒ (انگریزی)
۱۵۔ ابن تیمیہؒ (اردو)
۱۶۔ انقلاب
۱۷۔ مسائلِ نو
۱۸۔ مقالات برائے اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام
۱۹۔ ہم اور ہمارے اسلاف
۲۰۔ آئینِ فطرت
۲۱۔ یورپ پر اسلام کے احسان
۲۲۔ دانشِ رومی و سعدی
۲۳۔ کئی سو مقالات و مضامین
۲۴۔ اسلام اور عصرِ دوراں
۲۵۔ دانشِ عرب و عجم
۲۶۔ فلسفیانِ اسلام

ادارۂ معارف اسلامیہ کیمبل پور

بانی ۔ سید خالد محمود سی ایس پی

موجودہ سرپرست مسٹر طارق سعید جعفری سی ایس پی ڈپٹی کمشنر اٹک

صدر پرنسپل ظہور احمد

ممبران ۱۔ ڈاکٹر برق

۲۔ پروفیسر زاہد الحسینی

۳۔ پروفیسر مسعود اختر

۴۔ ملک محمد اسلم خاں ایم پی اے

۵۔ سیٹھ محمد داؤد خان

۶۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس اٹک

مالی معاون ۱۔ ڈسٹرکٹ کونسل اٹک

حرفِ اوّل

لین پول نے اس کتاب کی تصنیف پر بیس برس صرف کیے اور نہایت قابل اعتماد ذرائع سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کتاب کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ دنیائے اسلام کے تمام فرمانروا سلسلے جو زمین کے مختلف حصوں پر آج تک حکمران رہے ہیں، یہاں جمع کر دیے گئے ہیں اور یہ وصف عربی اور فارسی کی کسی اور کتاب میں موجود نہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ کچھ سلسلے رہ بھی گئے ہیں مثلاً ملوک شبانکارہ، ملوک ہرموز، سادات مرعشی وغیرہ۔ لیکن وہ اس قدر غیر اہم اور غیر معروف تھے کہ ان کے متعلق معلومات فراہم کرنا مشکل تھا اور غالباً اسی وجہ سے وہ نظر انداز کر دیے گئے۔ دوسری جنگ کے بعد کئی نئی اسلامی سلطنتیں ظہور میں آئیں۔ مثلاً انڈونیشیا، ملایا، پاکستان، عراق، کویت، وفاقِ جنوبی عرب، شام، جارڈن، لیبیا، طرابلس، سوڈان اور کئی افریقی ریاستیں ان کا ذکر اس کتاب میں موجود نہیں۔ کیوں کہ یہ کتاب بہت پہلے کی لکھی ہوئی ہے ان سلسلوں کو ضبط کرنے کے لیے نئی کتاب کی ضرورت ہے۔

فاضل مصنف نے ۱۱۹ سلسلوں کا ذکر کیا ہے اور ہر سلسلے کے متعلق تین باتوں کا خاص التزام کیا ہے۔

اول۔ اُن اسباب کا سراغ لگایا جو اس سلسلے کے ظہور و عروج کا باعث بنے۔

دوم۔ اس سلسلے کے تمام فرمانرواؤں کے نام بہ ترتیب جلوس و بہ قید سنینِ ہجری و عیسوی درج کیے۔

سوم۔ اور ہر سلسلے کے آخر میں اس کا مکمل شجرۂ نسب دے کر یہ بھی بتا دیا کہ

ترتیب جلوس میں اس کا نمبر کیا تھا۔ بدیگر الفاظ اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ پوری صحت، جامعیت اور اختصار کے ساتھ ان چند سو صفحات میں آگئی ہے۔ یہ امتیاز صرف اسی کتاب کو حاصل ہے کہ مکمل ہونے کے علاوہ صحیح بھی ہے اور مختصر بھی، ورنہ اکثر تاریخوں کے واقعات مشتبہ اور سنین غلط ہوتے ہیں اور ایک محقق اُن پر اعتماد نہیں کر سکتا۔

مترجم کا اضافہ (۱) مصنف نے ۱۸۹۳ء تک کے واقعات کا ذکر کیا تھا۔ میں نے حواشی میں یہ سلسلہ ۱۹۶۴ء تک پہنچا دیا ہے (۲) اصل کتاب کی بعض تاریخیں اہل مطبع کی غفلت کی وجہ سے غلط درج ہو گئی تھیں انھیں صحیح کر دیا ہے۔ (۳) اور رجال و اماکن کے متعلق پاورق میں تشریحی نوٹ دے دیے ہیں۔ ان تشریحی حواشی، شہور و سنین کی اس تصحیح اور واقعات کے اس اضافے کے بعد یہ ترجمہ اصل کتاب سے بھی زیادہ مفید بن گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہند و پاکستان کے محققین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

باقی زبانوں میں تراجم گو یہ کتاب حجم کے لحاظ سے چھوٹی ہے لیکن دنیائے علم میں اس قدر شہرت حاصل کر چکی ہے کہ مشہور مستشرق برٹلڈ نے اس کا روسی زبان میں، خلیل ادہم نے ترکی میں اور عباس اقبال نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ اسی طرح مشہور مستشرق زنبار Zambour نے تاریخ اسلام کے متعلق جو نسب نامہ تیار کیا تھا۔ اس کا ماخذ بھی یہی ہے۔ بحمد اللہ کہ آج اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی تیار ہو گیا ہے اور طلبۂ ہند و پاکستان کی ایک بہت بڑی ضرورت پوری ہو گئی ہے۔

والسلام

کیمبل پور
۲۰۔جون ۱۹۶۷ء

برقؔ

BARHOLD

مقدمۂ مولّف

میں نے برٹش میوزیم میں بیس برس تک اسلامی سکوں کے متعلق تحقیق کی اور یہ کتاب اسی تحقیق کا نتیجہ ہے۔ جب میں اپنی کتاب "فہرست مسکوکات شرقی و ہندی" کی تیرھویں جلد لکھ رہا تھا تو مجھے بار بار تاریخی فہرستوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔ انگریزی میں اس فن پر صرف ایک ہی ماخذ تھا۔ یعنی پرنسپ Princep کی تاریخی فہرستیں۔ جنھیں ایڈورڈ تھامس نے طبع کیا تھا۔ دورانِ تحقیق مجھے معلوم ہوا کہ پرنسپ کی یہ فہرستیں بعض مقامات پر غلط ہیں۔ چنانچہ صحیح اسما و سنین حاصل کرنے کے لیے مجھے اسلامی مآخذ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ "فہرست مسکوکات" کے مقدمہ میں جس قدر اسلامی سلاطین اور ان کے سلسلوں کا ذکر آیا ہے وہ خالص مشرقی مآخذ سے حاصل کیے گئے ہیں۔ عموماً میں سوچا کرتا تھا کہ اگر ان سلسلوں کو سنجیدہ کتابی صورت میں طبع کرا دیا جائے تو یقیناً مفید رہے گا۔ چنانچہ فہرست مسکوکات کی تکمیل کے بعد سلاطین اسلام کی فہرستوں اور نسب ناموں کو جداگانہ شائع کر رہا ہوں۔

یہاں یہ عرض کر دینا بے جا نہ ہوگا کہ اس کتاب کے مندرجات "فہرست مسکوکات" کی بالکل نقل نہیں ہیں بلکہ اس میں مندرجہ ذیل اضافے کیے گئے ہیں۔

(۱) اس کتاب میں چند ایسے سلسلوں کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو "فہرست مسکوکات" میں شامل نہیں تھے۔

(۲) اور ہر سلسلے سے پہلے ایک تاریخی مقدمے کا بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ اِن مقدمات (۳) سلسلوں کے داخلی حالات کا ذکر موجود نہیں بلکہ صرف اُن واقعات کا ذکر ہوا

ہے۔ جن کا تعلق اس سلسلے کی بقا و فنا سے تھا۔ نیز ہر سلسلے کے اصل و نسب، وسعت سلطنت اور مراحل عروج و زوال سے بھی بحث کی گئی ہے۔

شروع ہی میں میرا ارادہ ایک مختصر سی کتاب تیار کرنے کا تھا۔ اس لیے تاریخی واقعات نہایت مختصراً بیان ہوئے۔ چونکہ آج تک دنیائے علم میں کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جو مختلف اسلامی فرمانرواؤں کے باہمی تعلقات، اُن کے مراتب اور طریقِ کار پر روشنی ڈالتی اور یہ بتاتی کہ کون کس کا جانشین بنا۔ اس لیے یہ کتاب طلبۂ تاریخ کے لیے بہت مغتنم ثابت ہوگی، اور میں اپنے طویل تحقیقاتی تجربے کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ایسی کتاب کی شدید ضرورت موجود تھی، جو اب پوری ہو گئی۔

طبقات سلاطین دیتے وقت میں نے جغرافیائی ترتیب کو مدِ نظر رکھا ہے یعنی آغازِ اسپانیہ سے کیا۔ جو سب سے پہلے خلفائے بغداد کی اطاعت سے آزاد ہوا تھا اور افغانستان و ہندوستان کے ذکر پر کتاب کا خاتمہ کیا۔ صرف ایک آدھ مقام پر جغرافیائی ترتیب کو مجبوراً نظر انداز کرنا پڑا۔ مثلاً اصل کتاب کا صفحہ ۹۰ ملاحظہ ہو جہاں اس ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا۔

ہر سلسلے کا آغاز ایک تاریخی مقدمہ سے کیا گیا ہے۔ بعد میں بادشاہوں کی فہرست اور شجرۂ نسب درج ہے۔ ہجری سالوں کے ساتھ عیسوی سال بھی دیے ہیں اور مقدمہ میں جہاں کہیں صرف ہجری سال دیا ہوا ہے، اُسے باریک خط میں لکھا گیا ہے تاکہ ہجری و عیسوی میں امتیاز[1] باقی رہے۔ ہر فہرست کے آخر میں خطوط وحدانی کے اندر اس خاندان کا ذکر کیا گیا ہے جو پہلے کا جانشین بنا۔

آغازِ کتاب میں سلاطینِ اسلام کے دو جدول[2] دیے گئے ہیں۔ ایک میں

---

[1] ترجمہ میں یہ امتیاز قائم نہیں رکھا گیا۔ بلکہ سال عیسوی کو سال ہجری کے بعد خطوطِ وحدانی میں لکھ کر اوپر ع کی علامت ڈال دی گئی ہے۔

[2] یہ جدول ترجمہ میں شامل نہیں کیے گئے۔

عہدِ خلفاء کا ذکر ہے اور دوسرے میں اُن سلاطین کا جو خلفاء (امیہ و عباسیہ) کے بعد آئے۔ ان جداول سے ہر سلطنت کی وسعت و حالت معلوم ہو سکتی ہے۔ جو لوگ فنِ سکہ شناسی سے دلچسپی رکھتے ہیں، وہ ان جداول سے فوراً معلوم کر سکتے ہیں کہ کس سلسلہ کا کس زمانہ میں سکہ چلتا تھا۔ علاوہ ازیں مختلف خاندانوں کی حدودِ سلطنت، جغرافیائی لحاظ سے ان کا مقام، باہمی روابط اور مختلف ولایات و ممالک میں کون کس کا جانشین بنا۔ یہ سب وہ مسائل ہیں جو ان جداول سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

خلفائے (امیہ و عباسیہ) کی حدودِ سلطنت مغرب میں اندلس اور مشرق میں کنارِ جیحوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ خلافت کا زوال اس کے انتہائی نقطوں سے شروع ہوا۔ سب سے پہلے سلاطینِ قرطبہ خلفائے مشرق کے حلقۂ اطاعت سے آزاد ہوئے۔ اس کے بعد ادارسہ، بنی اغلب، بنی طولون، آلِ اخشید اور فاطمی خلفاء نے نہ صرف آزادی کا علم بلند کیا بلکہ خلافتِ بغداد کے مقابلہ میں اپنی خلافت قائم کر لی۔

اسی زمانے میں طاہری، صفّاری، سامانی اور دیلمی (آلِ زیاد و بویہ) خلافت کے شرقی نقطے یعنی کنارِ جیحوں سے اُبھرے اور بڑھتے بڑھتے بغداد کے قریب جا پہنچے۔ یہاں تک کہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۳۳۴ھ (۱۹۔ دسمبر ۹۴۵ء) کو دیلمی بغداد میں داخل ہو گئے اور عنانِ اختیارات سنبھال لی۔ خلیفہ کا اثر صرف قصرِ خلافت تک محدود رہ گیا اور بعض اوقات محل میں بھی دیلمیوں ہی کی بات مانی جاتی تھی اور خلیفہ عضوِ معطل بن کر رہ گیا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد ترکوں کے گروہ اسلامی ممالک میں داخل ہونے لگے غزنویوں نے افغانستان میں طرحِ سلطنت ڈالی، سلجوقیوں نے حدودِ مملکت ہرات سے بحیرۂ روم

تک وسیع کرلیں اور بخارا سے مصر تک کے تمام ممالک زیرنگیں کر لیے۔ جب سلجوقیوں کو زوال آنے لگا تو اتابکوں یا سلجوقی سپہ سالاروں کے چند ایک سلسلے مختلف منطقوں پر حکومت کرنے لگے۔ مغرب میں شام و دیارِ بکر اور عراق پر اتابک قابض ہو گئے اور مشرق میں خوارزمشاہیوں نے ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی جس میں نہ صرف سلجوقیوں کے بیشتر علاقے شامل تھے بلکہ اس کی حدود افغانستان (جس پر پہلے غزنوی اور پھر غوری قابض رہے) تک پھیلی ہوئی تھیں۔

اس کے بعد مشرق پر مرگ و ہلاکت کا ایک طوفان ٹوٹ پڑا۔ یعنی شمالی صحراؤں سے مغلوں کا سیلاب اسلامی ممالک میں داخل ہو گیا اور ہر چیز کو خاک و خون میں ملاتا ہوا آگے نکل گیا۔ مصر میں سلطان صلاح الدین کے غلاموں نے چند اہم سلسلوں کی بنیاد ڈالی اور شمالی افریقہ کے ملیے ساحل پر بربروں (بنی مرین، بنی زیان و بنی حفص) نے چند سلطنتیں قائم کرلیں۔ ادھر اندلس میں عیسائیوں نے مسلمانوں سے سلطنت چھین لی۔

تو یہ ہیں وہ واقعات جن پر پہلا جدول مشتمل ہے دوسرے جدول میں مغلوں کے حملے سے لے کر اب تک کے واقعات درج ہیں۔

جداول کی ترتیب یوں ہے کہ دائیں طرف انچ انچ کے فاصلہ پر قرن دکھائے گئے ہیں اور اوپر ممالک[1]۔ آغاز سنہ ۴۱ھ سے کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں حدودِ سلطنت اس تیزی سے بدلتی رہیں اور جغرافیائی حالات میں وہ مد و جزر تھا کہ کوئی تسلی بخش جدول کھینچنا آسان نہ تھا۔ اس لیے خلفائے اموی سے ابتدا کی گئی۔

---

[1] ممالک کے ذیل میں کئی خاندان دیے گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خاندان اُن ممالک میں پیدا ہوئے تھے۔ کس زمانے میں پیدا ہوئے؟ اس امر کے لیے اعدادِ قرون پر نگاہ ڈالیے جس عدد کے سامنے کسی خاندان کا ذکر ہوگا، وہی اس کا زمانۂ ظہور ہوگا۔

ہم نے یہ کوشش[1] تو کی ہے کہ ہر ملک کے نیچے اس کے تمام خاندانوں اور سلسلوں کا ذکر آ جائے لیکن ہر سلطنت کی جغرافیائی وسعت کو دکھانے سے ہم قاصر رہے ہیں۔ ہماری سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ زمان و مکان کے لحاظ سے کسی سلسلے کا ذکر اس کے اصلی اور صحیح مقام پر ہو لیکن بعض مقامات پر ترتیبی مشکلات اور قلتِ گنجائش کی وجہ سے ہم اس شرط پر بھی قائم نہ رہ سکے۔ چونکہ ترکوں اور مغلوں نے دنیا کے افکار میں کوئی اضافہ نہیں کیا تھا، اس لیے جداول میں اُن کے لیے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی۔

جداول میں کہیں کہیں مشہور بادشاہوں اور خلیفوں کے نام بھی دے دیے گئے ہیں اور یہ عموماً اس صورت میں کیا گیا ہے جب کسی فرمانروا کے نام سے محققین یورپ آگاہ تھے۔

مشرقی فرمانرواؤں کے نام اس قدر طویل ہوتے ہیں کہ یورپ کے ایک طالب علم کو عموماً پتہ ہی نہیں چل سکتا کہ مشرق میں فلاں بادشاہ کس نام سے مشہور ہے۔ اوائل اسلام میں مردوں کے نام بسیط اور زیادہ سے زیادہ دو لفظوں سے مرکب ہوا کرتے تھے۔ مثلاً محمد، احمد اور عمر جن کے ساتھ کبھی کنیت شامل ہو جاتی تھی۔ مثلاً ابوالحسن وغیرہ اور کبھی والد کا نام بڑھا دیا جاتا تھا۔ مثلاً احمد بن طولون۔ نام لکھتے وقت کنیت کو حذف کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ابوبکر کے ساتھ نہ خلیفہ کا لفظ بڑھانے کی ضرورت ہے نہ والد کا نام لکھنے کی۔ بعض سلسلے ایسے بھی ہیں، جن میں کئی بادشاہ ہمنام ہیں۔ ایسی صورت میں امتیاز

---

[1] اصل کتاب میں یہ پیراگراف پہلے ہے اور اوپر والا پیچھے تھا۔ مضمون میں تسلسل قائم رکھنے کے لیے ہم نے ترجمے میں ترتیب بدل دی ہے۔

کی خاطر کنیت اور والد کا نام درج کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر کسی سلسلے میں ایک نام کا ایک ہی فرمانروا ہو مثلاً احمد طولونی (احمد بن طولون) یا موسا ثانی اول زیانی (ابوحمو) تو پھر کسی امتیازی علامت کی ضرورت نہیں۔

لیکن کچھ عرصہ بعد سلاطین نے اپنے ناموں کے ساتھ آرائشی یا مذہبی القاب لگا لیے۔ مثلاً نورالدین و ناصرالدین وغیرہ اسماء سے پہلے اور المنصور۔ السعید و الرشید ناموں کے بعد۔ ہارون کو اہلِ یورپ Aaron کہتے ہیں اور اہلِ اسلام ہارون الرشید۔ اسی طرح صلاح الدین ایوبی کو مغرب میں saladin کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور مشرق میں الملک الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب۔ جن بادشاہوں کے نام لمبے چوڑے ہوں وہ یا تو اپنے مشہور لقب سے پکارے جاتے ہیں اور یا اس لقب سے جو الدین کی طرف مضاف ہو۔ مثلاً صلاح الدین ایوبی کے بھائی کو العادل (الملک) بھی کہا جاتا ہے اور سیف الدین بھی۔

اتابکان موصل اپنے ذاتی ناموں سے بھی پکارے جاتے ہیں اور ان کے القاب بھی استعمال ہوتے ہیں (ان فرمانرواؤں کے القاب اس قدر مشہور ہیں کہ صرف لقب ہی کافی ہیں) مثلاً عماد الدین زنگی و عزالدین مسعود۔

اس کتاب کی فہرستوں میں عموماً کنیت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اس لیے پہلے جزو کو ذاتی نام ہی تصور کیا جائے۔ جس صورت میں کہ کئی بادشاہوں کا لقب ایک ہی ہو، وہاں ذاتی نام کا ذکر ضروری ہے۔ مثلاً مملوکانِ (مصر) میں آٹھ فرمانرواؤں کا لقب المنصور تھا۔ اب ان میں امتیاز کی صورت یہی ہے کہ ان کے ذاتی نام بھی ساتھ درج ہوں۔ مثلاً المنصور قلادون۔ المنصور لاچین وغیرہ۔

اگر میں یہاں ان تمام مآخذ کا ذکر کروں جہاں سے یہ معلومات حاصل

کیے گئے ہیں تو ایک پورے کتب خانے کی فہرست دینا پڑے گی۔ اس لیے کہ ایک مستشرق کو ایسی کتاب لکھنے کے لیے بے شمار ماخذ استعمال کرنا پڑتے ہیں۔ میں نے عام معتبر اسلامی تاریخوں اور چند خاص تاریخی تصانیف اور ان مضامین سے فائدہ اٹھایا ہے جو علمی رسائل میں ایشیا اور ایشیا کے سکوں پر شائع ہوئے تھے۔ جہاں کہیں میں نے خاص کتاب سے کوئی خاص اطلاع حاصل کی ہے۔ وہاں پاورق میں اس کا حوالہ دے دیا ہے۔

اس کتاب کی بنیاد سکّوں پر رکھی گئی ہے اور مسکوکات ہی وہ معیار ہے جس سے ہم تاریخی معلومات کی صحت اور عدمِ صحت کا اندازہ لگا سکتے ہیں (اس لیے اس کتاب کی اہمیت میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا) چونکہ یہ تصنیف اسماء و جداول سے لبریز ہے اور طباعت کے اغلاط سے اس کا محفوظ رہنا مشکل ہے اس لیے میں ممنون ہوں گا اگر کوئی صاحب غلطیوں سے مجھے آگاہ فرمائیں گے تاکہ نئے ایڈیشن کے بعد ان جداول کو استعمال کرنے والے حضرات لغزش سے بچ جائیں۔

سٹینلی لین پول

(یکم اکتوبر ۱۸۹۳ء)

فہرست مضامین

باب پنجم (یمن)

باب ششم (شام والجزیرہ) ۱۲۷

مقدمۂ طبع جدید ۱۹۲۵ء

از مؤلف

یہ کتاب کنسٹیبل Constable کمپنی لندن نے ۱۸۹۳ء میں طبع کی تھی۔ پہلا ایڈیشن مدت سے ختم ہو چکا تھا لیکن تاریخِ مشرق کے طلبہ، یورپ کے سکّہ شناسوں اور سب سے بڑھ کر علماء امریکہ کی طرف سے اس کی مانگ جاری تھی۔ اس لیے پہلے ایڈیشن کا عکسی نسخہ تیار کر لیا گیا

چونکہ عکسی نسخے میں اصلاح و اضافے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لیے میں نہ تو ایڈورڈ سخاؤ Edw. Sachau سر ڈینیس راس Sir Denison Ross اور سر ولزلی ہیگ کی تازہ تحقیق سے فائدہ اٹھا سکا اور نہ ایشیائے خرد، شمالی ایران اور دکن کے بعض سلسلوں کا ذکر کر سکا ان نقائص کے باوجود مجھے اُمید ہے کہ یہ نسخہ بھی پہلے کی طرح مفید ثابت ہو گا۔

لین پول
یکم اگست ۱۹۲۵ء

باب اوّل

پہلی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک
(ساتویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک

ا۔ خلفائے راشدین

۲۔ اموی

۳۔ عباسی

باب اوّل

خلفاء

(ساتویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک)

جب سنہ ۶۳۲ء[1] میں پیغمبر اسلامؐ کی وفات ہوگئی تو آنحضرتؐ کے خسر جناب ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کے بعد عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ بالترتیب مسندِ خلافت پر فائز ہوئے۔ یہ چاروں فرمانروا خلفائے راشدین کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کسی صاحب نے بھی موروثی سلطنت کا سلسلہ قائم نہیں کیا۔

سنہ ۴۰ھ (سنہ ۶۶۱ء) میں حضرت علی کی وفات کے بعد جناب معاویہ (جو امیہ کی نسل سے تھے اور قریش خاندان سے تعلق رکھتے تھے) تختِ خلافت پر متمکن ہوئے اور خلفائے اموی کے سلسلے کی بنیاد ڈالی۔ ان خلفاء کی تعداد چودہ تھی اور پایۂ تخت دمشق تھا۔ گو سنہ ۱۳۲ھ (سنہ ۷۵۰ء) میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا لیکن ان کی ایک شاخ ہسپانیہ میں کچھ عرصے تک حکومت کرتی رہی۔ مشرق میں ان کے جانشین عباسی بنے جو آنحضرتؐ کے حقیقی چچا حضرت عباس کی اولاد میں سے تھے۔ ان خلیفوں کی تعداد سینتیس تھی۔ ان کا دارالخلافہ بغداد تھا جو سنہ ۱۴۵ھ (سنہ ۷۶۲ء) میں تعمیر ہوا تھا۔ اس سلسلے کو سنہ ۶۵۶ھ (سنہ ۱۲۵۸ء)

---

[1] مطابق سنہ ۱۱ھ۔ سال ہجری سنہ ۶۲۲ء میں شروع ہوا تھا (ترجمہ از متن)

میں ہلاکو خاں نے تباہ کر دیا۔ اُن کی ایک شاخ جو "خلفاے عباسیٔ مصر" کے نام سے مشہور ہے، کچھ عرصے تک مصر میں حکومت کرتی رہی۔ وہاں ان کا اقتدار بڑی حد تک روحانی تھا۔ جب ۹۲۲ھ (۱۵۱۷ء) میں سلطان سلیم خان اول (عثمانی فرمانروا) نے مصر کو فتح کیا تو اس سلسلے کے آخری فرمانروا کو اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لے گیا اور خلیفہ کا لقب خود اختیار کر لیا۔

آنحضرتؐ کی وفات کے وقت قلمرو اسلام میں صرف جزیرہ نماے عرب شامل تھا۔ حضرت ابو بکر نے اپنے عہدِ خلافت میں حدودِ سلطنت کافی وسیع کر لیں۔ ہجری کے بارھویں سال یعنی ۶۳۳ء میں جنگ سلاسل اور چند دیگر فتوحات کی وجہ سے عراق عرب (کالدیہ) اور حیرہ پر اسلامی تسلط ہو گیا اور ایک سال بعد جنگِ یرموک نے ارضِ شام کے دروازے اسلامی عساکر پہ کھول دیے۔ ۱۴ھ (۶۳۵ء) میں دمشق اور ۱۵ھ میں حمص، انطاکیہ اور بیت المقدس مفتوح ہوئے اور ۱۷ھ (۶۳۸ء) میں فتح کیساریہ کے بعد سارے شام پر اسلامی علم لہرانے لگا۔

اسی طرح ۱۴ھ (۶۳۵ء) میں جنگ قادسیہ کے بعد مداین (جس میں کالدیہ کے پرانے دارالخلافے یعنی سلوکیہ اور طیسفون بھی شامل تھے) اور عراق عرب خلیج فارس تک اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا۔ دو مشہور شہروں کوفہ و بصرہ کی بنا ڈالی گئی۔ ۱۷ھ اور ۱۹ھ (۶۳۸ء و ۶۴۰ء) کے درمیان خوزستان اور شوستر بھی ایرانیوں کے ہاتھ سے نکل کر اسلامی قبضہ میں چلے گئے۔

اکیسویں ہجری (۶۴۲ء) میں نہاوند کی فیصلہ کن جنگ نے ساسانی خاندان کا خاتمہ کر دیا اور قشون اسلام ایران پر چھانے لگے۔ ۴۱ھ (۶۶۱ء) میں ہرات فتح ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد مسلم افواج افغانستان کو روندتی ہوئی دریاے

سندھ کے کنارے تک پہنچ گئیں اور اس علاقے پر اپنی طرف سے ایک عامل (گورنر) مقرر کر دیا۔

مسلمانوں نے ۵۴ھ (۶۷۴ء) میں بخارا اور ایک برس بعد سمرقند پر قبضہ تو کر لیا۔ لیکن اس سرزمین پر پورا تسلط نہ جما سکے۔ اتنالیس برس بعد یعنی ۹۳ھ (۷۱۱ء) میں اس حصے پر بھی مکمل قبضہ ہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ صرف چالیس برس کے عرصے میں مسلمان شام، عراق عرب، ایران، بخارا، افغانستان اور ہندوستان کے کچھ حصے پر قابض ہو گئے۔

یہ تو تھا ان کا حال مشرق میں، مغرب میں اسلامی فتوحات کی رفتار اتنی تیز نہ تھی۔ ۲۰ھ (۶۴۱ء) میں مصر فتح ہوا۔ ۲۶ھ (۶۴۷ء) میں افریقہ کا سارا ساحل قرطاجنہ[1] کے دروازوں تک اسلامی تسلط میں آ گیا۔ یہاں عربوں کو بربروں کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ لوگ بڑے جنگجو واقع ہوئے تھے اور انھیں مسخر کرنا اتنا آسان نہ تھا جتنا عیاش ساسانیوں اور شام و مصر کے تن آسان رومیوں کو۔ ۵۰ھ (۶۷۰ء) میں ساحلِ افریقہ پر قیروان (جو اب ایک مشہور شہر ہے) کی بنیاد ڈالی گئی۔ جسے افریقی متصرفات کا پایۂ تخت بنا لیا گیا۔ وہاں سے قرطاجنہ پر حملہ کیا اور ۷۴ھ (۶۹۳ء) میں اس شہر پر قبضہ جمانے کے بعد اسلامی عساکر محیطِ اطلس (اوقیانوس) تک نکل گئے۔

۹۱ھ (۷۱۰ء) میں طنجہ[2] کے راستے اسپانیہ پر حملہ کیا اور وہاں

---

[1] آج قرطاجنہ نام کا کوئی شہر افریقہ کے شمالی ساحل پر موجود نہیں۔ ہاں ٹیونس میں ایک شہر جسے کارتھیج کہا جاتا تھا موجود تھا۔ اسے اہلِ روما نے ۱۴۶ قم میں تباہ کر دیا۔ اسی شہر کو عرب قرطاجنہ کہتے ہیں۔

[2] جبرالٹر کے بالمقابل افریقہ کی بندرگاہ ہے جسے انگریزی میں TAMGIER کہتے ہیں۔

طلیطلہ[1] کو فتح کرنے کے بعد گوتھ (قوم) کے تمام متصرفات پر قابض ہو گئے۔

جنوبی فرانس بھی اسلامی یلغار سے محفوظ نہ رہا۔ ۱۰۷ھ (۷۲۵ء) میں اسلامی افواج فرانس کے وسطی حصوں تک نکل گئی تھیں۔ ۱۱۴ھ (۷۳۲ء) میں تورس Tours کے مقام پر چارلس مارٹل Charles Martel نے مسلمانوں کو شکست دے کر اس سیلاب کو روکا۔ اس شکست کے بعد بھی نربونہ Narbonne کا شہر مسلمانوں ہی کے پاس رہا اور فرانس کے دو علاقے یعنی برگنی Boureogne اور ڈافین Dauphine کو اسلامی عساکر نے بری طرح تباہ کیا۔ تو یہ تھی اسلامی فتوحات کی کیفیت مغرب میں۔ اب ذرا ایشیائے صغیر کی طرف آئیے۔ یہاں اناطولیہ پر مسلمانوں نے بارہا چڑھائی کی۔ لیکن یونانیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور مسلمان حملہ آوروں کو ناکام لوٹنا پڑا۔ بایں ہمہ آرمینیا پہ اسلامی افواج کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۰ھ میں ارضِ روم تک پہنچ گئیں۔ ۲۸ھ (۶۴۹ء) میں جزیرۂ قبرص Cyprus پہ قابض ہو گئیں۔ ۵۰ھ (۶۷۰ء) سے لے کر خاتمۂ خلافت تک خلفاء نے بارہا قسطنطنیہ پر حملہ کیا۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

ماحصل یہ کہ خلفائے اسلام کی حدودِ سلطنت لبِ سندھ سے ساحلِ اوقیانوس اور دریائے ماژندران[2] سے کنارِ نیل تک پھیل گئیں۔ ظاہر ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کا ایک فرمانروا کے نیچے رہنا مشکل تھا۔ بعض سینوں میں خود مختاری کی ہوس کروٹیں لینے لگی۔ چنانچہ اس سلسلے میں پہلا قدم عبدالرحمٰن اموی

---

[1] Toledo : اسپین کے دارالخلافہ میڈرڈ کے جنوب میں ایک مشہور شہر

[2] یعنی بحیرہ خزر (Caspean Sea)

نے اسپانیہ میں اٹھایا۔ جہاں اُس نے ۱۳۹ھ (۷۵۵ء) میں خلفاے بغداد کے اثر سے آزاد ہو کر ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈال دی۔

تین برس بعد ادریس نامی ایک بزرگ نے۔ جو اپنے آپ کو چوتھے خلیفے (علیؓ) کی اولاد میں سے سمجھتا تھا اور بنی معاویہ اور بنی عباس کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتا تھا۔ مراکش میں خاندانِ علوی کی بنا ڈالی اور ۱۷۲ھ (۷۸۸ء) میں شہر تدغہ کو پایۂ تخت بنا لیا۔ ۱۸۴ھ (۸۰۰ء) میں آلِ اغلب کے ایک فاتح نے قیروان پر قبضہ کیا اور اس کے بعد سارا افریقہ بنی عباس سے چھین لیا۔

۲۴۶ھ (۸۶۸ء) میں ابن طولون نے مصر و شام پر آزاد حکومت قائم کر لی۔ اگرچہ تیس برس تک خلفاے عباسی اپنے عامل ان ممالک میں بھیجتے رہے۔ لیکن جب ۳۲۳ھ (۹۳۴ء) میں آلِ اخشید کی حکومت قائم ہوئی تو فرات سے مغرب کی طرف کہیں بھی خلفاء کا سیاسی اقتدار باقی نہیں رہا تھا۔ ہاں روحانی تصرف کہیں نہ کہیں قائم تھا اور یہی وجہ تھی کہ اندلس اور مراکش کے بغیر باقی ہر جگہ خطبہ و سکّہ خلفا ہی کے نام کا چلتا تھا۔

مشرق میں بھی خلافت کا زوال اسی سرعت کے ساتھ وقوع پذیر ہوا۔ جب مامون الرشید نے ۲۰۴ھ (۸۴۹ء) میں طاہر ذوالیمین کو حکومت خراسان پر متعین کیا تو اس نے فوراً لوائے آزادی بلند کر دیا۔ گو طاہر کے فرزندوں اور چند دیگر سلسلوں مثلاً صفاریوں، سامانیوں اور غزنویوں نے (جو طاہریوں کے بعد برسرِ اقتدار آئے تھے) خلفاے بغداد کے روحانی اقتدار کو نظر انداز نہیں کیا۔ لیکن ایران کے مشرقی صوبوں اور ماوراء النہر کے تمام اختیارات بست و کشاد انہی لوگوں کے ہاتھ میں تھے۔

چوتھی صدی ہجری کے وسط کے بعد خلافت کے سیاسی اختیارات پر ترک قراول، حاجب سالار اور امرائے دربار قابض ہو گئے۔ سلطنت کے باقیماندہ علاقوں کو آلِ بویہ نے ہتھیا لیا۔ یہاں تک کہ ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) میں بغداد بھی بویہیوں کے قبضہ میں آگیا۔ بایں ہمہ خلفا کے درباری امراء من مانی کارروائیاں کرتے رہے اور ان کی رفتار و کردار میں کوئی فرق نہ آیا۔

اس تاریخ (۳۳۴ھ ۹۴۵ء) سے خاتمۂ خلافت (۶۵۶ھ ۱۲۵۸ء) تک خلفائے عباسیہ کا دربار تو قائم تھا لیکن حکومت زمین کے کسی خطے پر باقی نہیں رہی تھی۔ البتہ ناصر کے زمانے میں چند اتفاقی واقعات کی وجہ سے خلیفہ کا اقتدار حرم کی چار دیواری سے نکل کر سارے عراق پر چھا گیا۔

اس کتاب میں مختلف سلسلوں کو درج کرتے وقت ہم نے خلافت عباسیہ کی تاریخِ زوال اور جغرافیائی ترتیب کو مدِ نظر رکھا ہے اور مناسب بھی یہی تھا کہ ایسا کیا جائے۔ چنانچہ سلاطینِ اسپانیہ سے ہم آغاز (بعد از ذکر خلفا) کر رہے ہیں۔ جنھوں نے سب سے پہلے خلفائے عباسیہ کے اثر سے آزاد ہو کر ایک سلطنت قائم کی۔ اسپانیہ و شمالی افریقہ کے سلسلوں کے بعد مصر و شام کی طرف آئیں گے اور پھر ایران و ماوراالنہر کا ذکر کریں گے۔ چونکہ سلاطین ہند کسی وقت بھی خلفا کے تحت نہیں رہے اس لیے ان کا ذکر کتاب کے آخر میں آئے گا۔

ایران و شام کے معاملے میں ہم اس ترتیب کو قائم نہیں رکھ سکے۔ اس لیے کہ سلاجقہ و مغول نے پرانی تقسیم کو عرصے تک درہم برہم کیے رکھا اور پھر خود ان لوگوں کی بدولت بھی چند نئے سلسلے بروئے کار آ گئے تھے۔ جن کا ذکر

اختلال ترتیب کا باعث بنا۔

اس کتاب کے آغاز میں دو ایسی جدولیں دی گئی ہیں۔ جن سے ہر خاندان کے عرصۂ سلطنت اور وسعت تمرد کا کچھ نہ کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے

۱۔ خلفائے راشدین

از ۱۱ھ تا ۴۰ھ
(۶۳۲ء تا ۶۶۱ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۱	ابوبکر	۶۳۲
۱۳	عمر	۶۳۴
۲۳	عثمان	۶۴۴
۳۵ـ ۴۰	علی	۶۵۶ـ ۶۶۱

۲۔ خلفائے اموی

از ۴۱ھ تا ۱۳۲ھ
(۶۶۱ء تا ۷۵۰ء)


سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۱	معاویۂ اوّل	۶۶۱
۶۰	یزید اوّل	۶۸۰
۶۴	معاویہ ثانی	۶۸۳

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۴	مروان اوّل	۶۸۳
۶۵	عبدالملک	۶۸۵
۸۶	ولید اوّل	۷۰۵
۹۶	سلیمان	۷۱۵
۹۹	عمر	۷۱۷
۱۰۱	یزید ثانی	۷۲۰
۱۰۵	ہشام	۷۲۴
۱۲۵	ولید ثانی	۷۴۳
۱۲۶	یزید ثالث	۷۴۴
۱۲۶	ابراہیم	۷۴۴
۱۲۷—۱۳۲	مروان ثانی	۷۴۴—۷۵۰

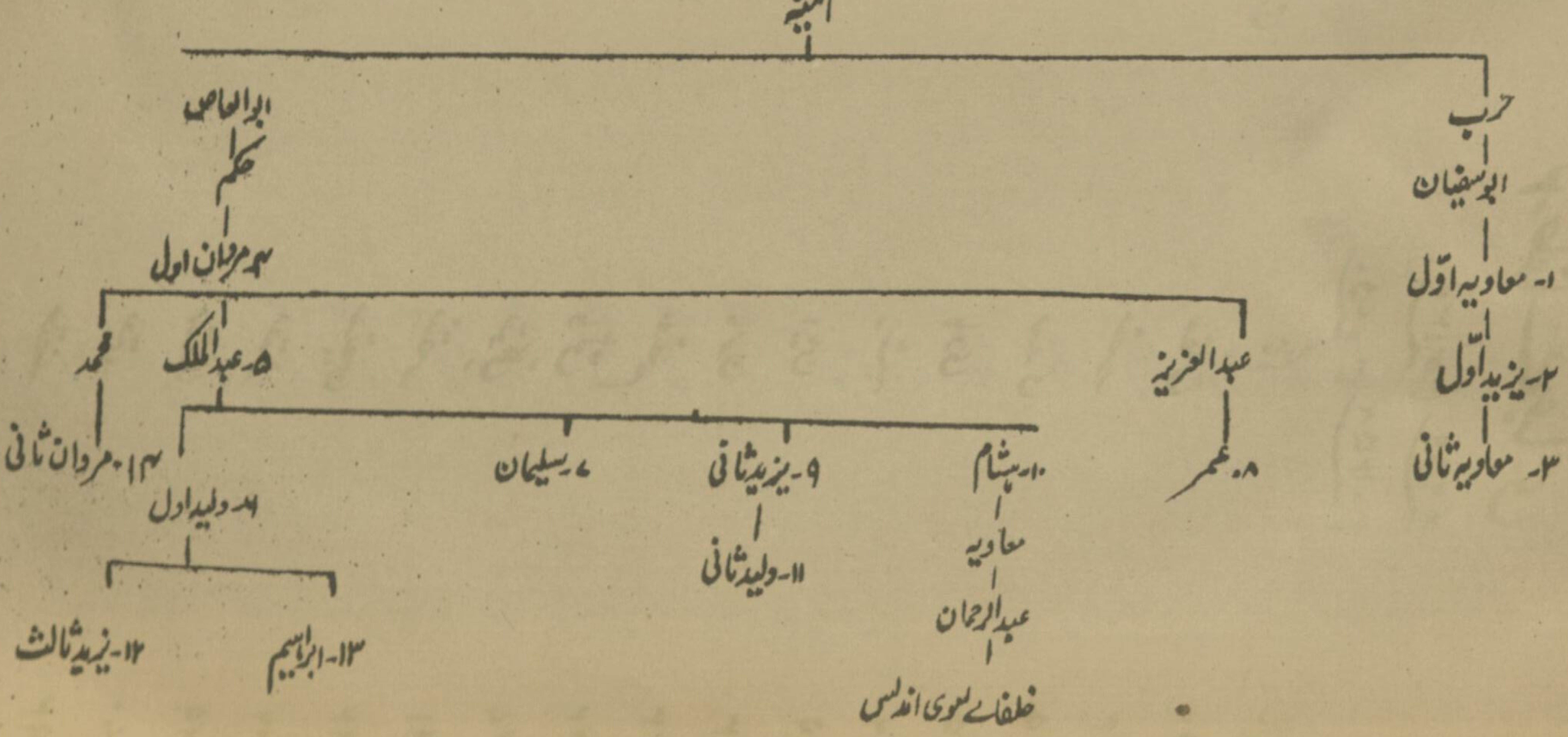
(ان کی سلطنت خلفائے عباسی اور امویانِ اندلس
میں بٹ گئی)

—— ❖ ——

شجرۂ خلفا


قبیلہ قریش
عبد مناف
ہاشم
عبد شمس
امیہ
خلفائے امیہ
عبد المطلب
عباس
خلفائے عباسی
ابو طالب
عبد اللہ
محمد رسول اللہ
علی
فاطمہ
رقیہ
عثمان
ابوبکر
عائشہ
عمر
حفصہ
محمد رسول اللہ
حسن
حسین
خلفائے فاطمی

خلفائے اموی


امیہ
حرب
ابوسفیان
۱- معاویہ اوّل
۲- یزید اوّل
۳- معاویہ ثانی
ابوالعاص
حکم
۴- مروان اول
عبدالعزیز
۸- عمر
۵- عبدالملک
محمد
۱۴- مروان ثانی
۱۰- ہشام
معاویہ
عبدالرحمان
خلفائے اموی اندلس
۹- یزید ثانی
۱۱- ولید ثانی
۷- سلیمان
۶- ولید اول
۱۳- ابراہیم
۱۲- یزید ثالث

۳۔ خلفائے عبّاسی

از ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ

(۷۵۰ء تا ۱۲۵۸ء)


سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۳۲	سفّاح	۷۵۰
۱۳۶	منصور	۷۵۴
۱۵۸	مہدی	۷۷۵
۱۶۹	ہادی	۷۸۵
۱۷۰	رشید	۷۸۶
۱۹۳	امین	۸۰۹
۱۹۸	مامون	۸۱۳
۲۱۸	معتصم	۸۳۳
۲۲۷	واثق	۸۴۲
۲۳۲	متوکّلِ	۸۴۷
۲۴۷	منتصر	۸۶۱
۲۴۸	مستعین	۸۶۲
۲۵۱	معتنز	۸۶۶
۲۵۵	مہتدی	۸۶۹
۲۵۶	معتمد	۸۷۰
۲۷۹	معتضد	۸۹۲

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۸۹	مکتفی	۹۰۲
۲۹۵	مقتدر	۹۰۸
۳۲۰	قاہر	۹۳۲
۳۲۲	راضی	۹۳۴
۳۲۹	متقی	۹۴۰
۳۳۳	مستکفی	۹۴۴
۳۳۴	مطیع	۹۴۶
۳۶۳	طایع	۹۷۴
۳۸۱	قادر	۹۹۱
۴۲۲	قائم	۱۰۳۱
۴۶۷	مقتدی	۱۰۷۵
۴۸۷	مستظہر	۱۰۹۴
۵۱۲	مسترشد	۱۱۱۸
۵۲۹	راشد	۱۱۳۵
۵۳۰	مقتفی	۱۱۳۶
۵۵۵	مستنجد	۱۱۶۰
۵۶۶	مستضئ	۱۱۷۰
۵۷۵	ناصر	۱۱۸۰
۶۲۲	ظاہر	۱۲۲۵
۶۲۳	مستنصر	۱۲۲۶

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۴۰ — ۶۵۶	مستعصم	۱۲۴۲ — ۱۲۵۸

(خلفائے عباسی کی سلطنت ادارِسہ، بنی اغلب، بنی طولون، طاہریوں، صفاریوں، بنی حمدان، آلِ بویہ، غزنویوں اور مغلوں میں بٹ گئی)۔

خلفائے عباسی



باب دوم
اسپانیہ

دوسری صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک
(آٹھویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک)

۴۔ امویانِ قرطبہ

۵۔ بنی حمود (مالقہ)

۶۔ بنی حمود (الجزیرۃ الخضرا)

۷۔ بنی عباد (اشبیلیہ)

۸۔ بنی زیری (غرناطہ)

۹۔ بنی جَہوَر (قرطبہ)

۱۰۔ بنی ذی النون (طلیطلہ)

۱۱۔ بنی عامر (ولنشیہ)

۱۲۔ امرائے تجیبی و بنی ہود (سرقسطہ)

۱۳۔ امرائے دانیہ (مرابطین اور موحدین کے لیے باب سوم ملاحظہ ہو)

۱۴۔ بنی نصر (غرناطہ)

باب دوم

اسپانیہ

دوسری صدی ہجری سے نویں صدی ہجری تک

(آٹھویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک)

مسلمانوں نے اسپانیہ کو سنہ ۹۱ ھ ۹۳ھ (سنہ ۷۱۰ء سنہ ۷۱۲ء) میں فتح کیا اور باقی ممالک کی طرح سنہ ۱۳۸ھ (سنہ ۷۵۶ء) تک یہاں بھی گورنر بھیجتے رہے لیکن بعد میں حالات بدل گئے۔

جب بنی عباس نے بنی امیہ سے سلطنت چھین لی تو اس خاندان کے چند ایک افراد قتلِ عام سے بچ کر ادھر اُدھر روپوش ہو گئے۔ ان میں سے ایک خلیفہ ہشام (دسواں فرمانروا) کا پوتا عبدالرحمٰن تھا۔ یہ شخص پہلے تو آوارہ گردی کرتا رہا بعد میں اُسے خیال آیا کہ اسپانیہ میں کافی بدنظمی پھیلی ہوئی ہے۔ قبائل عرب اور بربرہ کی آپس میں بنتی نہیں۔ اگر ان حالات سے فائدہ اٹھا کر عباسیوں کے بالمقابل اسپانیہ میں خلافت قائم کی جائے تو کیا ہرج ہے چنانچہ اس نے اسلامیانِ اسپانیہ سے نامہ و پیام کیا اور جب اسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں تو سنہ ۱۳۷ھ (سنہ ۷۵۵ء) میں وہاں جا پہنچا۔ سنہ ۱۳۸ھ میں مسلمانوں کی اکثریت اس کے ساتھ شامل ہو گئی اور عبدالرحمٰن اس قابل ہو گیا کہ عباسی لشکر کا آگا روک سکے۔

عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد اس کے جانشینوں نے نہ صرف اس کی قائم کردہ سلطنت کی حفاظت کی بلکہ مقبوضات میں بھی کچھ تھوڑا سا اضافہ کرلیا۔ یہ لوگ دو سو برس تک عیسائی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے رہے اور بغاوت کے شعلے جہاں بھی بلند ہوئے، آب شمشیر سے بجھاتے رہے۔ یہ سلاطین ابتدا میں امیر یا سلطان کہلاتے تھے۔ ۳۱۷ھ (۹۲۹ء) میں عبدالرحمٰن ثالث نے خلیفہ ہونے کا اعلان کردیا۔ یہ خلیفہ امویانِ اندلس میں سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔ اُس نے اپنی حکومت کے دوران لیون[1] Leon قسطلہ[2] Castille اور نوارے[3] Navarre کے عیسائی فرمانرواؤں کو شکست دی اور افریقہ شمالی کے حملہ آوروں کو اسپانیہ سے باہر نکال دیا۔ اس کا سمندری بیڑا اتنا طاقتور تھا کہ تمام بحیرۂ روم اس کی واحد ملکیت تصور کیا جاتا تھا۔

عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں کوئی ایسا شخص باقی نہ تھا جو والد کی شان کو قائم رکھ سکتا۔ یہ المنصور (مشہور وزیر اور سردار) ہی کی مساعی کا نتیجہ تھا کہ اندلس میں کچھ مدت اور وحدت قائم رہی۔

پانچویں صدی ہجری میں کچھ ایسے واقعات و حوادث ظہور پذیر ہوئے کہ اسپین کی وحدت ملی ختم ہو گئی اور طوائف الملوکی شروع ہو گئی۔ اس گروہ بندی کو بڑی حد تک بنی عبّاد نے ختم کیا جو اشبیلیہ سے اٹھے تھے اور علم پروری میں کافی شہرت حاصل کر چکے تھے۔

---

[1] سپین کا شمال مغربی حصہ

[2] لیون کے مشرق میں صوبہ

[3] قسطلہ کے مشرق میں صوبہ

بنی عباد مدت تک عیسائی حملہ آوروں کو روکتے رہے اور جب تھک گئے تو اپنی مدد کے لیے مرابطین کو افریقہ سے بلایا۔ مرابطین نے ان کی امداد تو کی لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حکومتِ اسپانیہ کے خود دعوے دار بن بیٹھے اور بنی عباد کو محکومانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔

۴۔ اندلس کے اموی خلیفے

(قرطبہ میں)

۱۳۸ھ تا ۴۲۲ھ

(۷۵۶ء تا ۱۰۳۱ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۳۸	عبدالرحمٰن اوّل	۷۵۶
۱۷۲	ہشام اوّل	۷۸۸
۱۸۰	حکم اوّل	۷۹۶
۲۰۶	عبدالرحمٰن ثانی	۸۲۲
۲۳۸	محمد اوّل	۸۵۲
۲۷۳	منذر	۸۸۶
۲۷۵	عبداللہ	۸۸۸
۳۰۰	عبدالرحمان ثالث، الخلیفۃ الناصر	۹۱۲
۳۵۰	حکم ثانی، المستنصر	۹۶۱
۳۶۶	ہشام ثانی، المؤیّد	۹۷۶
۳۹۹	محمد ثانی، المہدی	۱۰۰۹

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۰۰ھ	سلیمان المستعین	۱۰۰۹
۴۰۰ھ	محمد ثانی (دوبارہ)	۱۰۱۰
۴۰۰ھ	ہشام ثانی (")	۱۰۱۰
۴۰۳ھ	سلیمان (دوبارہ)	۱۰۱۳
۴۰۷ھ	علی بن حمود ٭	۱۰۱۶
۴۰۸ھ	عبدالرحمان رابع المرتضیٰ	۱۰۱۸
۴۰۸ھ	قاسم بن حمود ٭	۱۰۱۸
۴۱۲ھ	یحییٰ بن علی ٭	۱۰۲۱
۴۱۳ھ	قاسم بن حمود (دوبارہ)	۱۰۲۲
۴۱۴ھ	عبدالرحمٰن خامس، المستظہر	۱۰۲۳
۴۱۴ھ	محمد ثالث، المستکفی	۱۰۲۴
۴۱۶ھ	یحییٰ بن علی (دوبارہ)	۱۰۲۵
۴۱۸ھ-۴۲۲ھ	ہشام ثالث، المعتمد	۱۰۲۷ - ۱۰۳۱

(اِن خلفاء کے جانشین چھوٹے چھوٹے خاندان ہوئے)

٭ امرائے بنی حمود جن کا ذکر جدول پنجم میں آرہا ہے۔

شجرۂ امویانِ اندلس

- ہشام (خاندان امیہ کا دسواں بادشاہ)
  - معاویہ
    - ۱۔ عبدالرحمٰن
      - ۲۔ ہشام اول
        - ۳۔ حکم اول
          - ۴۔ عبدالرحمٰن ثانی
            - ۵۔ محمد اول
              - ۷۔ عبداللہ
                - محمد
                  - ۸۔ عبدالرحمان ثالث
                    - عبیداللہ
                      - عبدالرحمان
                        - ۱۵۔ محمد ثالث
                    - عبدالملک
                      - محمد
                        - ۱۳۔ عبدالرحمٰن رابع
                        - ۱۶۔ ہشام ثالث
                    - سلیمان
                      - حکم
                        - ۱۲۔ سلیمان
                    - عبدالجبار
                      - ہشام
                        - ۱۴۔ عبدالرحمٰن خامس
                        - ۱۱۔ محمد ثانی
                    - ۹۔ حکم ثانی
                      - ۱۰۔ ہشام ثانی
              - ۶۔ منذر

ملوک الطوائف[۱]

سنہ ۴۰۷ھ تا سنہ ۴۴۹ھ

(سنہ ۱۰۱۶ء تا سنہ ۱۰۵۷ء)

۵- امراے بنی حمود

(مالقہ میں)

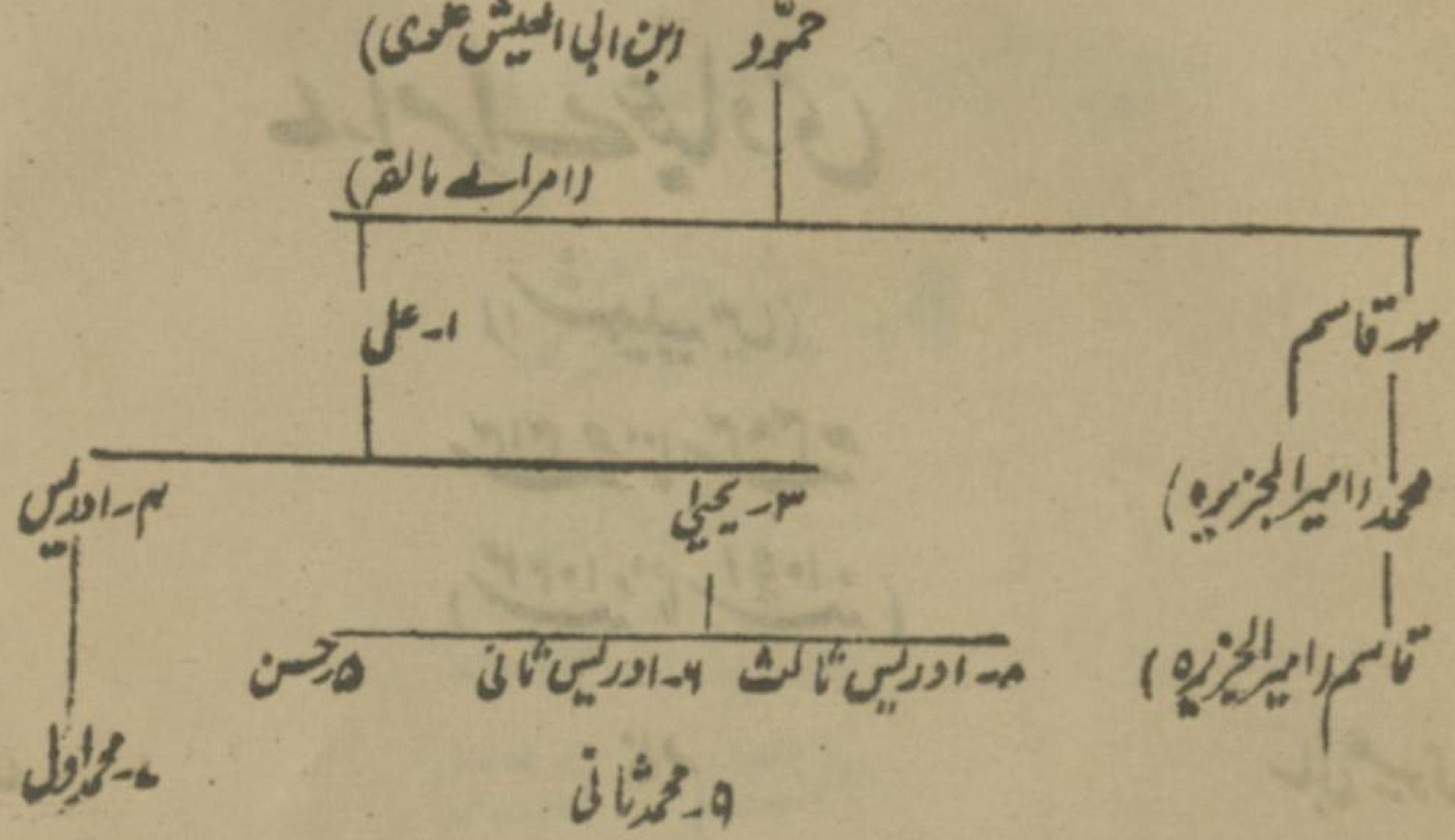
سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۰۷	ابوالحسن علی بن حمود علوی النّاصر (یا المتوکل)	۱۰۱۶
۴۰۸	قاسم بن حمود المامون	۱۰۱۸
۴۱۲	یحییٰ (ابن علی) المعتلی	۱۰۲۱
۴۱۳	قاسم بن حمود (دوبارہ)	۱۰۲۲
۴۱۶	یحیی المعتلی (دوبارہ)	۱۰۲۵
۴۲۷	ادریس اوّل (المتاید)	۱۰۳۵
۴۳۱	حسن المستنصر	۱۰۳۹
۴۳۴	ادریس ثانی العالی	۱۰۴۲
۴۳۸	محمد اوّل - المہدی	۱۰۴۶
۴۴۴	ادریس ثالث الموفق	۱۰۵۲
۴۴۵	ادریس ثانی (دوبارہ)	۱۰۵۳
۴۴۶-۴۴۹	محمد ثانی المستعلی	۱۰۵۴-۱۰۵۷

---

۱ دیکھو صفحہ ۴۵

(امرائے بنی حمود اپنے آپ کو خلیفہ وامیر المومنین سمجھتے تھے۔ ان کا خاتمہ المرابطین کے ہاتھوں ہوا۔

شجرۂ بنی حمود



۶۔ امرائے حمّودی

(الجزیرۃ الخضرا[۱])

۴۳۱ھ تا ۴۵۰ھ

(۱۰۳۹ء تا ۱۰۵۸ء

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۳۱	محمد المہدی	۱۰۳۹

(۱ صفحہ گذشتہ) فرمانروایانِ اندلس کا مکمل شجرۂ نسب دیکھنا ہو تو کوڈرا Codera کی مشہور تصنیف Tratado De Numismatica Arabigo Espanok ملاحظہ فرمائیے جو ۱۸۷۹ء میں شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں بعض ایسے امرا کے نام بھی دیے ہوئے ہیں جن کو ہم نے یہاں نظر انداز کر دیا ہے۔

[۱] Algeciras اسپانیہ میں جبرالٹر سے شمال کی طرف چند میل دور ایک مقام۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۴۰—۴۵۰	قاسم الواثق	۱۰۴۸—۱۰۵۸

(اس سلسلہ کو بنی عباد نے ختم کیا)

۷۔ امرائے عبّادی

(اشبیلیہ میں)

سنہ ۴۱۴ھ تا سنہ ۴۸۴ھ

(سنہ ۱۰۲۳ء تا سنہ ۱۰۹۱ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۱۴	ابوالقاسم محمد اول بن اسماعیل	۱۰۲۳
۴۳۴	ابوعمرو عبّاد ابن معتضد بن محمد اوّل	۱۰۴۲
۴۶۱—۴۸۴	ابوالقاسم محمد ثانی بن معتضد بن عبّاد	۱۰۶۸—۱۰۹۱

(ان امراء کو مرابطین نے ختم کیا)

۸۔ بنی زیری

(غرناطہ میں)

سنہ ۴۰۳ھ تا سنہ ۴۸۳ھ

(سنہ ۱۰۱۲ء تا سنہ ۱۰۹۰ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۰۳	زاوی بن زیری	۱۰۱۲
۴۱۰	جوس (بن ماکسن صنہاجی)	۱۰۱۹

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۳۰	بادیس بن حبوس المظفر الناصر	۱۰۳۸
۴۶۶	عبداللہ بن سیف الدولہ بلکین بن بادیس	۱۰۷۳
۴۸۳	تمیم بن بلکین	۱۰۹۰

(یہ سلسلہ بھی المرابطین کے ہاتھوں ختم ہوا)

۹- بنی جَہْوَر

(قرطبہ میں)

سنہ ۴۲۲ھ تا سنہ ۴۶۱ھ

(سنہ ۱۰۳۱ء تا سنہ ۱۰۶۸ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۲۲ھ	ابوالحزم جَہْوَر بن محمد بن جَہْوَر	۱۰۳۱
۴۳۵	ابوالولید بن جَہْوَر بن محمد بن جَہْوَر	۱۰۴۳
۴۵۰-۴۶۱ھ	عبدالملک بن ابوالولید محمد	۱۰۵۸ — ۱۰۶۸

(اس سلسلے کو امراے عبادی (اشبیلیہ) نے ختم کیا)

۱۰- بنی ذی النون

(طلیطلہ میں)

سنہ ۴۲۷ھ تا سنہ ۴۷۸ھ

(سنہ ۱۰۳۵ء تا سنہ ۱۰۸۵ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۲۷ھ	اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ذی النون الظافر	۱۰۳۵

سالِ عیسوی	نام	سالِ ہجری
۱۰۳۷	یحییٰ بن اسماعیل المامون	۴۲۹ھ
۱۰۷۴-۱۰۸۵	یحییٰ بن اسماعیل بن المامون القادر[1]	۴۶۷ھ - ۴۷۸ھ

(اس سلسلے کو قیون کے فرمانروا الفونسو ششم Alfonso VI نے ختم کیا)

۱۱- بنی عامر

(ولنسیہ Valencia میں)

۴۱۲ھ تا ۴۷۸ھ

(۱۰۲۱ء تا ۱۰۸۵ء)

سالِ عیسوی	نام	سالِ ہجری
۱۰۲۱	عبدالعزیز بن ابی الحسن عبدالرحمن بن ابی عامر المنصور	۴۱۲ھ
۱۰۶۱	عبدالملک المظفر	۴۵۳ھ
۱۰۶۵	المامون امیرِ طلیطلہ	۴۵۷ھ
۱۰۷۴	القادر امیرِ طلیطلہ	۴۶۷ھ
۱۰۷۵	ابوبکر بن عبدالملک	۴۶۸ھ
۱۰۸۵	القاضی عثمان بن ابی بکر	۴۷۸ھ
۱۰۸۵	القادر امیرِ طلیطلہ	۴۷۸ھ

(اس سلسلے کو امرائے عیسوی Gid اور المرابطین نے ختم کیا۔

---

[1] یہ یحییٰ اوپر والے یحییٰ کا پوتا معلوم ہوتا ہے۔ اوپر والے یحییٰ کے والد کا نام بھی اسماعیل تھا اور بیٹے کا بھی اور یہ یحییٰ اس مفروضہ کی بنا پر پوتا بنتا ہے۔ (مترجم)

۱۲۔ امرائے تجیبی وہودی

(سرقسطہ[1] Zaragoza میں)

سنہ ۴۱۰ھ تا سنہ ۵۳۶ھ

(سنہ ۱۰۱۹ء تا سنہ ۱۱۴۱ء)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۴۱۰	منذر بن یحیٰ التجیبی المنصور	۱۰۱۹
۴۱۴	یحیٰ بن المنذر المظفر	۱۰۲۳
۴۲۰	منذر بن یحیٰ	۱۰۲۹
۴۳۱	سلیمان بن احمد بن محمد بن ہود جذامی المستعین باللہ	۱۰۳۹
۴۳۸	احمد بن سلیمان سیف الدولہ المقتدر	۱۰۴۶
۴۷۴	یوسف بن احمد المؤتمن	۱۰۸۱
۴۷۸	احمد بن یوسف المستعین	۱۰۸۵
۵۰۳	عبدالملک بن احمد عماد الدولہ	۱۱۰۹
۵۱۲-۵۳۶	احمد بن عبدالملک سیف الدولہ	۱۱۱۹-۱۱۴۱

(اس سلسلے کو عیسائیوں نے ختم کیا)

۱۳۔ امرائے دانیہ[2] Dania

سنہ ۴۰۸ھ تا ۴۶۸ھ

---

[1] شمالی اسپانیہ کے اراگان Aragon صوبہ میں واقع ہے

[2] مشرقی اسپانیہ میں ونشیہ سے چالیس میل جنوب کی طرف ایک بندرگاہ۔

۱۰۱۷ء تا ۱۰۷۵ء

سال ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۰۸ھ	مجاہد بن یوسف	۱۰۱۷
۴۳۶ھ - ۴۶۸ھ	علی بن مجاہد اقبال الدولہ	۱۰۴۴ - ۱۰۷۵

(اس سلسلے کو امرائے ہودی نے ختم کیا)

۴۷۹ھ (۱۰۸۶ء) میں مرابطین شمالی افریقہ سے چل کر بنی عباد کی مدد کے لیے اسپانیہ پہنچے۔ اُن کا مقصد لیون کے فرمانروا الفونسو کو شکست دینا تھا۔ چار برس بعد یعنی ۴۸۳ھ (۱۰۹۰ء) میں پھر وہاں گئے اور الفونسو کو شکست دینے کے بعد تمام اسلامی اسپانیہ کو اپنی افریقی قلمرو میں شامل کر لیا۔ مرابطین کے جانشین یعنی موحدین بھی اسپانیہ پر حملہ کرتے رہے اور ۵۴۰ھ و ۵۴۵ھ (۱۱۴۵ء - ۱۱۵۰ء) کے درمیانی عرصہ میں اس ملک کو زیر نگین کر لیا۔ (ملاحظہ ہو جدول نمبر ۲۰) مرابطین کے خاتمے اور موحدین کے اسپانیہ پر چھا جانے کے درمیانی عرصہ میں ولنشیہ اور مرسیہ میں چند چھوٹے چھوٹے خاندان برسرِ اقتدار آ گئے۔ جن میں زیادہ اہم بنی نصر تھے۔ اِس سلسلے کا پایۂ تخت غرناطہ تھا۔ یہ لوگ ایک خاص تمدّن کے مالک تھے۔ بڑی شان و شکوہ سے دربار لگایا کرتے تھے۔ الحمرا کا مشہور محل اسی عظیم الشان دور کی یادگار ہے۔ ان کی کوششوں سے مسلمانوں کی عظمتِ گم گشتہ اسپانیہ میں لوٹ آئی اور عبدالرحمٰن ثالث کے زمانہ کی یاد تازہ ہو گئی۔

یہ خاندان مدت تک عیسائی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتا رہا۔ آخر ۸۹۷ھ (۱۴۹۲ء) میں فردیناں اور ایزابلا نے غرناطہ فتح کر لیا۔ اس

سلسلے کا آخری فرمانروا ابو عبداللہ بھاگ کر افریقہ چلا گیا اور اس طرح اسپانیہ اسلامی ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے نکل گیا۔

۱۴- بنی نصر

۶۲۹ھ تا ۸۹۷ھ

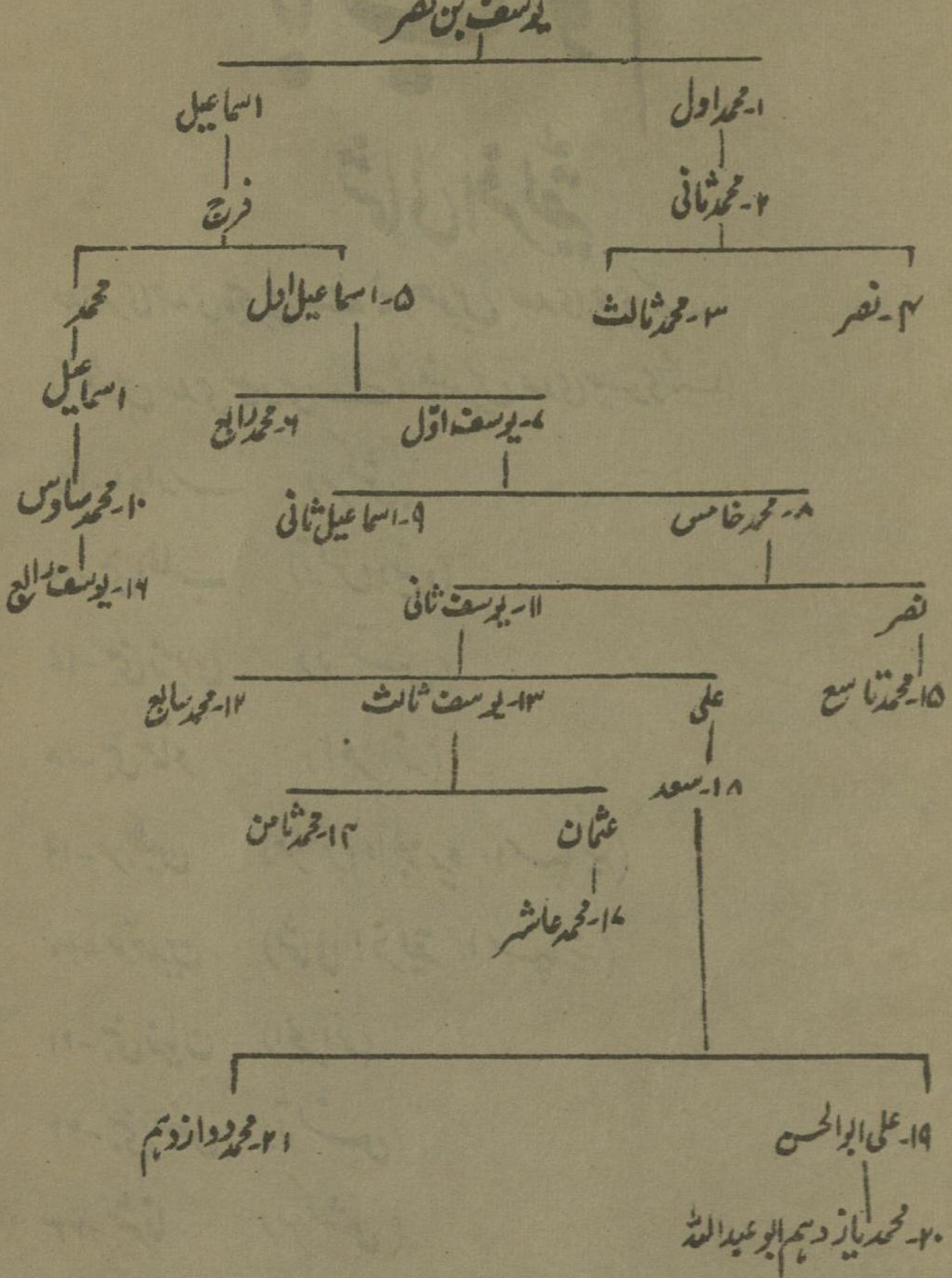
(۱۲۳۲ء تا ۱۴۹۲ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۲۹	محمد اوّل الغالب	۱۲۳۲
۶۷۱	محمد ثانی الفقیہہ	۱۲۷۳
۷۰۱	محمد ثالث	۱۳۰۲
۷۰۸	نصر ابو الجیوش	۱۳۰۹
۷۱۳	اسماعیل اوّل۔ ابو الولید	۱۳۱۴
۷۲۵	محمد رابع (چہارم)	۱۳۲۵
۷۳۳	یوسف ابو الحجاج	۱۳۳۳
۷۵۵	محمد خامس الغنی (پنجم)	۱۳۵۴
۷۶۰	اسماعیل ثانی	۱۳۵۹
۷۶۱	محمد سادس ابو سعید (ششم)	۱۳۶۰
۷۶۳	محمد خامس (دوبارہ)	۱۳۶۲
۷۹۳	یوسف ثانی	۱۳۹۱
۷۹۴	محمد سابع (ہفتم)	۱۳۹۲
۸۱۰	یوسف ثالث ابو الحجاج الناصر	۱۴۰۷

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۸۲۰	محمد ثامن المتمسک (ہشتم)	۱۴۱۷
۸۳۱	محمد تاسع الصغیر (نہم)	۱۴۲۷
۸۳۳	محمد ثامن (دوبارہ)	۱۴۲۹
۸۳۵	یوسف رابع	۱۴۳۲
۸۳۵	محمد ثامن (سہ بارہ)	۱۴۳۲
۸۴۸	محمد عاشر (دہم)	۱۴۴۴
۸۴۹	سعد المستعین	۱۴۴۵
۸۵۰	محمد عاشر (دوبارہ)	۱۴۴۶
۸۵۷	سعد (دوبارہ)	۱۴۵۳
۸۶۶	علی ابوالحسن	۱۴۶۱
۸۸۷	محمد یازدہم ابوعبداللہ	۱۴۸۲
۸۸۸	علی ابوالحسن (دوبارہ)	۱۴۸۳
۸۹۰	محمد دوازدہم زغل	۱۴۸۵
۸۹۲ – ۸۹۷	محمد یازدہم ابوعبداللہ (دوبارہ)	۱۴۸۶ – ۱۴۹۲

(اس خاندان کو فرڈیننڈ اور ازابلا نے ختم کیا)

شجرۂ امرائے بنی نصر



باب سوم

شمالی افریقہ

دوسری صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک

(آٹھویں صدی عیسوی سے اُنیسویں صدی عیسوی تک)

۱۵- ادارسہ (مراکش)

۱۶- بنی اغلب (تونس وغیرہ)

۱۷- بنی زیری (تونس)

۱۸- بنی حماد (الجزائر)

۱۹- مرابطین (مراکش، الجزیرہ، اسپانیہ)

۲۰- موحّدین (شمالی افریقہ، اسپانیہ)

۲۱- بنی زیان (الجزائر)

۲۲- بنی حفص (تونس)

۲۳- شرفا (مراکش)

لہ فاطمیوں کا حال مصر کے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

باب سوم

دوسری صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک
(آٹھویں صدی عیسوی سے اُنیسویں صدی عیسوی تک)

افریقہ کے صحرائے اعظم اور بحیرۂ روم کے درمیانی علاقے میں عموماً مذہبی فرقے پیدا ہوتے رہے۔ یہاں کے لوگ جو بربرہ کے نام سے مشہور ہیں زود اعتقاد اور وہم پرست واقع ہوئے ہیں اور ان میں اہلِ بدعت اور دیگر مذہبی فرقوں کے عقائد قبول کرنے کی خاص استعداد پائی جاتی ہے۔

چونکہ یہ علاقہ مرکزِ خلافت سے دُور تھا۔ یہاں کے باشندے جنگجو تھے اور سیاسی طور پر اس سرزمین کو کوئی خاص اہمیّت حاصل نہ تھی۔ نیز اس علاقے میں ضبط قائم رکھنا بھی دشوار تھا۔ اِس لیے خلفائے عباسی نے اس خطّے کو ہمیشہ نظر انداز کیے رکھا اور یہی وجہ ہے کہ یہاں بعض عجیب عجیب فرقے مثلاً مرابطین اور موحّدین برسرِ اقتدار آئے۔ یہیں بعض علوی سلسلوں یعنی ادارسہ و فاطمین کی بنیاد پڑی اور ہمارے عہد میں شیخ سنوسی نے بھی یہیں اعلانِ مہدّیت کیا۔

مسلمانوں نے شمالی افریقہ کو بڑی دقّتوں کے بعد سنہ ۲۶ھ اور سنہ ۸۱ھ (۶۴۷ء ۔ سنہ ۷۰۰ء) کے درمیانی عرصہ میں مسخر کیا تھا اس خطّے میں عبّاسیوں کی طرف سے گورنر مقرر ہوا کرتے تھے۔ جب تک کہ عبّاسیوں کا گورنر یزید بن حاتم

(پایۂ تخت قیروان) زندہ رہا۔ برابرہ کے دماغ میں طغیان وبغاوت کا خیال تک نہ پیدا ہوا۔ لیکن جونہی سنہ ۱۷۰ھ (۷۸۷ء) میں یزید کی وفات ہوئی تو شمالی افریقہ میں سلسلۂ نظم ونسق درہم برہم ہو گیا۔ کئی مقامات پر خود مختار خاندان بروے کار آ گئے اور سنہ ۱۸۴ھ (۸۰۰ء) کے بعد خلفاء کا اثر مصر سے آگے (مغرب کی طرف) کہیں باقی نہ رہا۔

۱۵۔ ادارسہ

(مراکش میں)

۱۷۲ھ تا ۳۷۵ھ

(۷۸۸ء تا ۹۸۵ء)

۱۶۹ھ (۷۸۵ء) میں اولادِ علیؓ کے حمائتیوں نے مدینے میں شورش برپا کر دی۔ جب خلفا نے اس شورش کو کچل دیا تو شورش پسندوں میں سے ایک شخص جس کا نام ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب تھا۔ مصر میں بھاگ آیا۔ وہاں سے مراکش کی طرف چلا گیا اور سبتہ[1] میں سلسلۂ علوی کی بنیاد ڈال دی۔ اس کے چند سکے آج بھی باقی ہیں جو تدغہ اور وَلیلہ میں ڈھالے گئے تھے۔ ۲۴۶ھ (۸۶۰ء) میں ادارسہ کی طاقت منتہاے کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ ۳۷۵ھ (۹۸۵ء) میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ ابن خلدون نے اس خاندان کی تاریخ ضبط کی ہے لیکن بعض تاریخیں نہیں دیں۔

---

[1] انگریزی میں Ceuta شمالی افریقہ میں جبرالٹر کے سامنے ایک شہر۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۷۲	ادریس اوّل	۷۸۸
۱۷۷	ادریس ثانی بن ادریس اوّل	۷۹۳
۲۱۳	محمد بن ادریس ثانی	۸۲۸
۲۲۱	علی اول بن محمد	۸۳۶
۲۳۴	یحییٰ بن محمد	۸۴۹
	یحییٰ ثانی بن یحییٰ اوّل	
	علی ثانی بن عمر بن ادریس ثانی	
	یحییٰ ثالث بن قاسم بن ادریس ثانی	
۲۹۲	یحییٰ رابع بن ادریس بن عمر	۹۰۴
۳۱۰	حسن	۹۲۲

۱۶- بنی اغلب

تونس وغیرہ میں

سنہ ۱۸۴ھ تا سنہ ۲۹۶ھ

(۸۰۰ء تا سنہ ۹۰۹ء)

سنہ ۱۷۰ھ (۷۸۷ء) میں جب افریقہ (تونس) کے فرمانروا یزید کی وفات واقع ہو گئی تو اس خطہ میں گڑبڑ پھیل گئی۔ اس وقت ابراہیم بن اغلب خلفاے عباسیہ کی طرف سے زاب کا گورنر تھا۔ ہارون الرشید نے سنہ ۱۸۴ھ (۸۰۰ء) میں اسے افریقہ کا حاکم مقرر کر دیا اور ہدایت کردی کہ یہ مغرب میں امراے ادریسی سے متصادم نہ ہو۔

ابراہیم بن اغلب نے بہت جلد خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ لیکن اس کی اولاد نے خلیفے کا اس قدر احترام ضرور باقی رکھا کہ سکوں پر اس کا نام رہنے دیا۔ امرائے اغلبی ساحلی افریقہ پر نہ صرف پوری شان اور حکومت سے حکومت کیا کرتے تھے بلکہ ان کے سمندری بیڑے کی دھاک تمام بحیرۂ روم میں جمی ہوئی تھی۔ یہ اسی بیڑے کی برکت تھی کہ یہ لوگ سارڈینیا اور کارسیکا (جزائر) کے علاوہ سنہ ۲۱۲ھ اور سنہ ۲۶۲ھ (سنہ ۸۲۷ء و سنہ ۸۷۸ء) کے درمیانی عرصے میں سسلی پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ موخر الذکر جزیرہ مارمنز نے بعد میں مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔

امرائے اغلبی کے عہدِ اقتدار میں مسلمان بحیرۂ روم پر پوری طرح چھائے ہوئے تھے اور ان کے دریائی قزاقوں نے اس بحیرے کو اپنی جولانگاہ بنا رکھا تھا۔ سسلی کے علاوہ مالٹا اور سارڈینیا پر بھی یہ قابض تھے اور روما کے گرد و نواح تک لوٹ مار کیا کرتے تھے۔

اس سلسلے کے آخری امرا کوتاہ نظر ثابت ہوئے۔ رعایا میں ادریسی شیعوں کے تفرقہ انگیز عقائد پھیل گئے اور بالآخر سنہ ۲۹۶ھ (سنہ ۹۰۹ء) میں خلفائے فاطمی نے اس سلسلے کو ختم کر دیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۸۴	ابراہیم اوّل	۸۰۰
۱۹۶	عبداللہ اوّل	۸۱۱
۲۰۱	زیادۃ اللہ اوّل	۸۱۶
۲۲۳	ابوعقال الاغلب	۸۳۷
۲۲۶	محمد اوّل	۸۴۰

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۴۲	احمد	۸۵۶
۲۴۹	زیادۃ اللہ ثانی	۸۶۳
۲۵۰	محمد ثانی	۸۶۴
۲۶۱	ابراہیم ثانی	۸۷۴
۲۸۹	عبداللہ ثانی	۹۰۲
۲۹۰—۲۹۶	زیادہ اللہ ثالث	۹۰۳—۹۰۹

افریقہ میں امرائے اغلبی کا خاتمہ خلفائے فاطمی نے کیا۔ جیسا کہ جدول ۲۷ میں آئے گا۔ یہ خلفا امرائے مصر میں شمار ہوتے تھے۔ ایک ایسا وقت تھا کہ خلفائے فاطمی کی حکومت مصر سے بحر اوقیانوس کے سواحل تک پھیلی ہوئی تھی۔ سسلی اور سارڈینیا پر بھی انہی کا قبضہ تھا لیکن بعد میں یہ سلطنت چھوٹے چھوٹے سلسلوں میں تقسیم ہو گئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ۳۶۲ھ (۹۷۲ء) میں ان لوگوں نے اپنا پایۂ تخت افریقہ سے قاہرہ میں منتقل کر لیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ افریقہ کے مغربی خطے ان کے تصرف سے نکل گئے اور وہ یوں کہ افریقہ کے فاطمی حکمران یوسف بلگین نے جو صنہاجہ کے بربروں کا رئیس تھا۔ خودمختاری کا اعلان کر دیا اور خاندانِ بنی زیری کی بنیاد ڈال دی۔ معاً الجزائر کے ایک شہر بجایہ Eougie میں بنی حمّاد کی حکومت شروع ہو گئی۔ بنی حمّاد نے بنی زیری کا اقتدار تونس تک محدود رکھا اور اس علاقے سے آگے نہ بڑھنے دیا۔

مغرب اقصیٰ یعنی مراکش میں ادارسہ کی جگہ چند مقامی قبائل مثلاً برابرہ، مِکنا سہ اور مُغروہ نے علم استقلال بلند کر دیا، جنھیں بالآخر مرابطین نے ختم کر ڈالا۔

مرابطین نے الجزائر میں بنی حمّاد کے بعض علاقوں پر بھی قبضہ جما لیا۔ کچھ عرصہ کے بعد الموحدین اُبھرے اور انھوں نے بنی حمّاد، بنی زیری اور دیگر سلسلوں کو کلیتہً مٹا ڈالا۔

شجرۂ بنی اغلب

- اغلب
  - ١- ابراہیم
    - ٢- عبداللہ اول
    - ٣- زیادۃ اللہ اوّل
    - ٤- اغلب
      - ٥- محمد
        - ٦- احمد
          - ٨- محمد ثانی
          - ٩- ابراہیم ثانی
            - ١٠- عبداللہ ثانی
              - ١١- زیادۃ اللہ ثالث
        - ٧- زیادۃ اللہ ثانی

١٧- بنی زیری

تونس میں

سنہ ٣٦٢ تا سنہ ٥٤٣

(سنہ ٩٧٢ تا سنہ ١١٤٨)

سال ہجری	نام	سالِ عیسوی
٣٦٢	یوسف بُلکّین بن زیری	٩٧٢
٣٧٣	منصور بن یوسف	٩٨٣

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۸۶	بادیس بن منصور	۹۹۶
۴۰۶	المعزّ بن بادیس	۱۰۱۵
۴۵۳	تمیم بن المعز	۱۰۶۱
۵۰۱	یحیٰ بن تمیم	۱۱۰۷
۵۰۹	علی بن یحیٰ	۱۱۱۵
۵۱۵-۵۴۳	الحسن بن علی	۱۱۲۱—۱۱۴۸

(اس سلسلہ کو سسلی کے عیسائی بادشاہ راجر اور الموحدین نے ختم کیا)

۱۸۔ بنی حمّاد

(الجزائر میں)

۳۹۸ھ تا ۵۴۷ھ

(۱۰۰۷ء تا ۱۱۵۲ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۹۸	حمّاد	۱۰۰۷
۴۱۹	القائد بن حمّاد	۱۰۲۸
۴۴۶	محسن بن القائد	۱۰۵۴
۴۴۷	بلکین بن محمد بن حماد	۱۰۵۵
۴۵۴؟	الناصر بن علناس بن محمد	۱۰۶۲؟
۴۸۱	المنصور بن الناصر	۱۰۸۸

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۹۸	بادیس	۱۱۰۴
۵۰۰	العزیز	۱۱۰۶
۵۴۷؟	یحیٰ بن العزیز	۱۱۵۲؟

(اس سلسلے کو الموحدین نے ختم کیا)

۱۹۔ مرابطین

(مراکش کے کچھ حصے۔ الجزائر اور اسپانیہ ہیں)

۴۴۸ھ تا ۵۴۱ھ

(۱۰۵۶ء تا ۱۱۴۷ء)

پانچویں صدی ہجری (گیارھویں صدی عیسوی) کے وسط میں مسلمانوں کی طاقت بحیرۂ روم میں کمزور ہوگئی اور اس کی کئی وجوہات تھیں:۔

اوّل:۔ اسپانیہ میں عیسائی طاقتوں کا اقتدار بڑھ رہا تھا۔

دوم۔ جنوآ Genoa (اٹلی کی بندرگاہ) اور پیزا[۱] کے باشندوں نے مسلمانوں سے کارسیکا اور سارڈینیا کے جزائر چھین لیے تھے۔

سوم۔ جنوبی اطالیہ میں نارمنز کی طاقت کافی بڑھ گئی تھی۔ تمام افریقہ میں خلفاے فاطمی ہی کا ایک ایسا سلسلہ تھا جو اسلامی شوکت کو باقی رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ امراے بنی زیری کی تو یہ حالت ہو چکی تھی کہ اپنی قلمرو میں شعلۂ بغاوت کو فرو کرنے سے عاجز تھے۔ پھر بنی زیری، بنی حماد اور خلفاے

۱؎ Pisa اٹلی کی ایک بندرگاہ فلورنس کے مغرب کی طرف۔

فاطمی کی باہمی رقابت نے مسلمانوں کو عیسائی سلطنتوں کے مقابلے میں متحد ہونے کا موقع ہی نہیں دیا۔

ان حالات نے کسی انقلاب انگیز ہستی کے لیے زمین تیار کر دی تھی ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ بربری قبائل نئی مذہبی تحریکات میں شامل ہونے کی خاص استعداد رکھتے ہیں اور وہ ہر وقت کسی مذہبی پیشوا کے منتظر رہا کرتے ہیں چنانچہ اس پیشوا کا ظہور قبیلہ لمتونہ میں ہوا۔ اس کا نام عبداللہ بن تاشفین تھا۔ اس نے تجدید اسلام کے لیے لوگوں کو جہاد کی طرف دعوت دی۔ بربر نے اس دعوت کو فوراً منظور کر لیا۔ اس کے پیرو مرابطین کہلاتے ہیں جس کے لغوی معنے ہیں وہ سپاہی جو دشمن کی سرحدوں پر گھوڑے تیار رکھیں اور اس لفظ کے اصطلاحی معنی ہیں "مبلغین اسلام" اسپانیہ کے عیسائیوں نے اس لفظ کو بگاڑ کر Almarovides بنا دیا ہے اور فرانسیسی زبان کا لفظ Marabaut بمعنی زاہد بھی مرابطی کی تحریف ہے۔

لمتونہ کے بربروں نے عبداللہ بن تاشفین کی قیادت میں سب سے پہلے خلیفۂ بغداد کی اطاعت کا اعلان کیا اور پھر شمالی افریقہ کے ایک بڑے قبیلے مسموُدہ کے ساتھ سیاسی اتحاد کر لیا۔ بعد میں جب ابوبکر اور عبداللہ کے بھائی یوسف بن تاشفین کا زمانہ آیا تو سب سے پہلے ان لوگوں نے سجلماسہ اور پھر ۴۶۰ھ (۱۰۶۸ء) میں شہر اَغمات فتح کیا۔ اسی سال شہر مراکش کی بنیاد ڈالی اور آنے والے پچاس برس میں بلادِ فاس، بکناسہ، سبتہ، طنجہ اور سالی کے علاوہ مغرب مراکش کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

یوسف بن تاشفین نے اپنے حُسنِ انتظام اور سپہ گری میں مہارت کی بنا پر جماعتِ مرابطین کو اپنا فدائی بنا رکھا تھا۔ ۴۷۹ھ (۱۰۸۶ء) میں جب

اسپانیہ کے بنی عباد پر فونسو ششم[1] آراگن[2] کے بادشاہ سانشو Soncho اور سِڈ[3] کا مپیڈار ریگو دیازڈی بیور Cid Campeador Bodrigo Diaz de Bivar نے حملہ کیا تو بنی عباد نے یوسف کو امداد کے لیے بلایا یوسف نے ۲۳۔ اکتوبر ۱۰۸۶ء (رمضان ۴۷۹ھ) کو جنگ زلاقہ[4] Badojoz کے قریب) میں قسطلہ Castille کی افواج کو شکست دی۔ لیکن ہزیمت خوردہ فوج کا تعاقب نہ کیا اور مسلمانانِ اندلس کی امداد کے لیے تین ہزار سپاہی چھوڑ کر خود افریقہ میں واپس چلا آیا۔

۴۸۴ھ (۱۰۹۱ء) میں شاہِ اشبیلیہ نے دوبارہ یوسف کی امداد طلب کی۔ یوسف وہاں گیا اور تمام اسلامی علاقے عیسائی حملہ آوروں سے واپس لے لیے۔ ہاں طلیطلہ ان ہی کے قبضے میں رہا اور سرقسطہ پر بنی ہود متسلط رہے۔

مرابطین کی شان و شوکت زیادہ دیر تک قائم نہ رہی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ افریقہ کے جنگجو لوگ اندلس کے سرسبز خطوں میں پہنچ کر آرام طلب ہو گئے، آبائی صفات کھو بیٹھے اور ان میں عیسائیوں کے مقابلہ کی ہمت باقی نہ رہی۔

---

[1] سپین پر گیارہ فونسو ۱۰۳۹ء سے ۱۳۵۰ء تک حکمران رہے۔ فونسو ششم ۱۰۶۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۱۰۵ء میں وفات پائی۔

[2] آراگان سپین کا ایک صوبہ ہے۔

[3] سپین کا مشہور بہادر۔ اصلی نام Bodrige Diaz ولادت ۱۰۳۵ء، وفات ۱۰۹۹ء۔ مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں کافی نام پیدا کیا۔

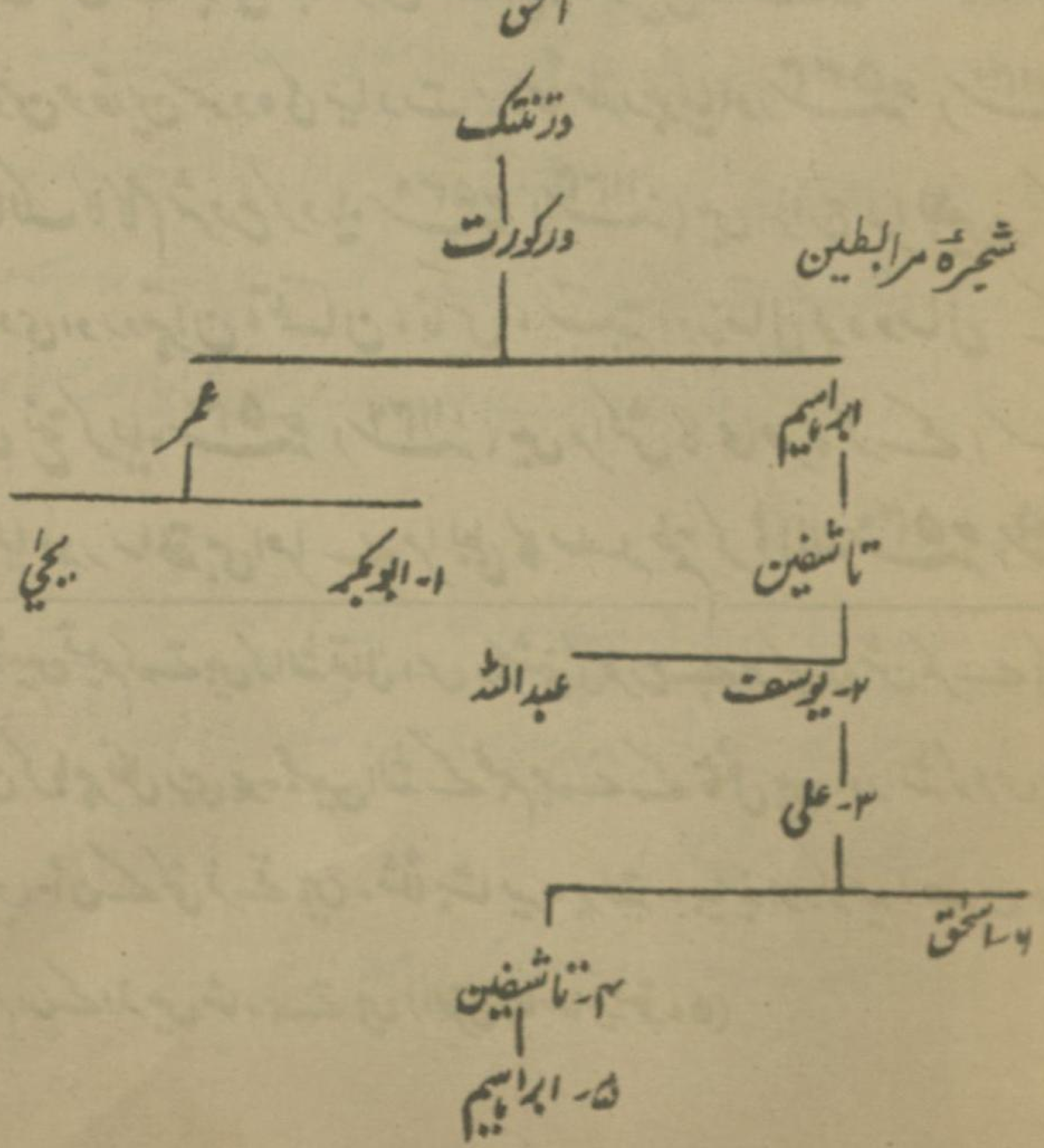
[4] اسپانوی نام Sagralias سپین میں گاڈیانہ Guadiana دریا کے کنارے ایک شہر جس پر ۱۸۱۲ء میں برطانوی فوجیں ولنگٹن کے زیر کمان حملہ آور ہوئی تھیں۔

بحیرۂ روم میں بھی ان لوگوں نے اقتدار بڑھانے کی کوشش نہ کی۔ نیز الجزائر، تونس اور طرابلس کے اکثر علاقوں پر بنی حماد اور بنی زیری کی حکومت باقی رہنے دی

مرابطین کا اقتدار ایک صدی تک باقی رہا۔ متعصب موحدین نے بعد میں ان کا خاتمہ کر دیا۔ موحدین نے ابھرتے ہی تمام شمالی افریقہ اور جنوبی اسپانیہ پر قبضہ جما لیا اور تمام رقیبوں سے میدان صاف کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سالِ عیسوی
۴۴۸	ابوبکر	۱۰۵۶
۴۸۰	یوسف	۱۰۸۷
۵۰۰	علی	۱۱۰۶
۵۳۷	تاشفین	۱۱۴۳
۵۴۱	ابراہیم	۱۱۴۶
۵۴۱	اسحٰق	۱۱۴۷

شجرۂ مرابطین



۲۰- موحّدین

شمالی افریقہ میں

۵۲۴ھ تا ۶۶۷ھ

۱۱۳۰ء تا ۱۲۶۹ء

موحّدین کو اہل اسپانیہ Almohades کہتے ہیں - یہ ایک اسلامی فرقہ ہے جو قائلین تشبیہ[1] وتجسیم کے خلاف اٹھا تھا اور اللہ کے متعلق کسی قسم کی تشبیہ یا تجسیم کا منکر تھا۔ اس فرقے کا قائد ابو عبداللہ بن تومرت تھا جو بربروں کے ایک قبیلے مصمودہ سے تعلق رکھتا تھا۔ لوگوں کو خالص توحید کی طرف دعوت دیا کرتا تھا اور اس کے پیرو اسے مہدیٔ منتظر سمجھتے تھے۔

ابو عبداللہ ۵۲۲ھ (۱۱۲۸ء) میں فوت ہو گیا اور موحّدین کی قیادت کی ذمہ داریاں اس کے بھائی عبدالمومن کے سپرد ہوئیں۔ ۵۲۴ھ (۱۱۳۰ء) میں عبدالمومن موحّدین مصمودہ کی سیادت پر رسماً مقرر ہو گیا اور ۵۳۴ھ (۱۱۴۰ء) سے تسخیر ممالک کا کام شروع کر دیا۔ ۵۳۸ھ (۱۱۴۴ء) میں افواج مرابطین کو شکست دی اور وہران، تلمسان، فاس، سبتہ اور سلا کو دو سال کے عرصے میں فتح کر لیا۔ ۵۴۱ھ (۱۱۴۶ء) میں مراکش کا محاصرہ کر کے اس شہر کو مسخر کیا اور ساتھ ہی امرائے مرابطی کا سلسلہ ختم کر ڈالا۔ ۵۴۰ھ (۱۱۴۵ء)

---

[1] مشبہین تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس روشنی کی طرح ہے جو کسی روشن کمرے کی جالیوں سے چھن چھن کر باہر نکل رہی ہو۔ مجسمین اللہ کے مجسم ہونے کے قائل ہیں اور اللہ کو عرش پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہیں۔ اُن کے کئی فرقے ہیں۔ مثلاً ہشامیہ۔ جوالقیہ۔ بیانیہ اور کرامیہ، جعد بن درہم اور محمد بن کرام ان کے اکابر میں شمار ہوتے ہیں (الفرق الاسلامیہ صفحہ ۵۰)

ہیں ایک فوج اسپانیہ میں روانہ کی اور صرف پانچ برس کے عرصہ میں تمام اسلامی اسپانیہ زیر نگیں کرلیا۔ اسپانیہ اور مراکش پر قبضہ جمانے کے بعد عثمان توجہ مشرق کی طرف منعطف کی۔ ۵۴۷ھ (۱۱۵۲ء) میں الجزائر کے بنی حماد کا خاتمہ کیا اور ۵۵۳ھ (۱۱۵۸ء) میں ان نارمنز کو جنھوں نے امرائے بنی زیری کو تونس میں مغلوب کر رکھا تھا۔ تونس سے نکالا اور ساتھ ہی طرابلس کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔ اس طرح مصر سے لے کر محیط اطلس تک یعنی افریقہ کے سارے شمالی ساحل کا مالک بن گیا اور یہاں نیز اسلامی اندلس میں اس کا سکّہ چلنے لگا۔

عبدالمومن کے جانشین اسپانیہ کے عیسائیوں کے خلاف عموماً مصروف پیکار رہا کرتے تھے۔ جب ۶۳۲ھ (۱۲۳۵ء) میں لاس نواس Las Navas کے مقام پر انھیں شکست ہوئی تو اسپانیہ میں پھر ان کی دھاک نہ بندھ سکی اور کچھ عرصے کے بعد اس ملک کو چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔ ان کے چلے آنے کے بعد اسپانیہ عیسائی حکمرانوں اور چھوٹے چھوٹے اسلامی سلسلوں میں بٹ گیا۔ موخرالذکر میں سب سے زیادہ مشہور امرائے بنی نصر (جدول ۱۴) تھے۔ جنھوں نے عیسائیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ۸۹۷ھ (۱۴۹۲ء) تک وہیں جمے رہے۔ اسی سال فرڈیناں[1] اور ملکۂ ایزابلا[2] نے سارے ملک کو زیر نگیں کرلیا اور مسلمانوں کو اسپانیہ سے باہر نکال دیا۔

موحدین کا اسپانیہ سے نکلنا تھا کہ ان کا اقتدار شمالی افریقہ میں بھی مٹ

---

[1] اس سے مراد فرڈیناں پنجم ہے جو سپین کے دو صوبوں کیسٹائل اور لیون کا فرمانروا تھا (۱۴۵۲ء - ۱۵۱۶ء)

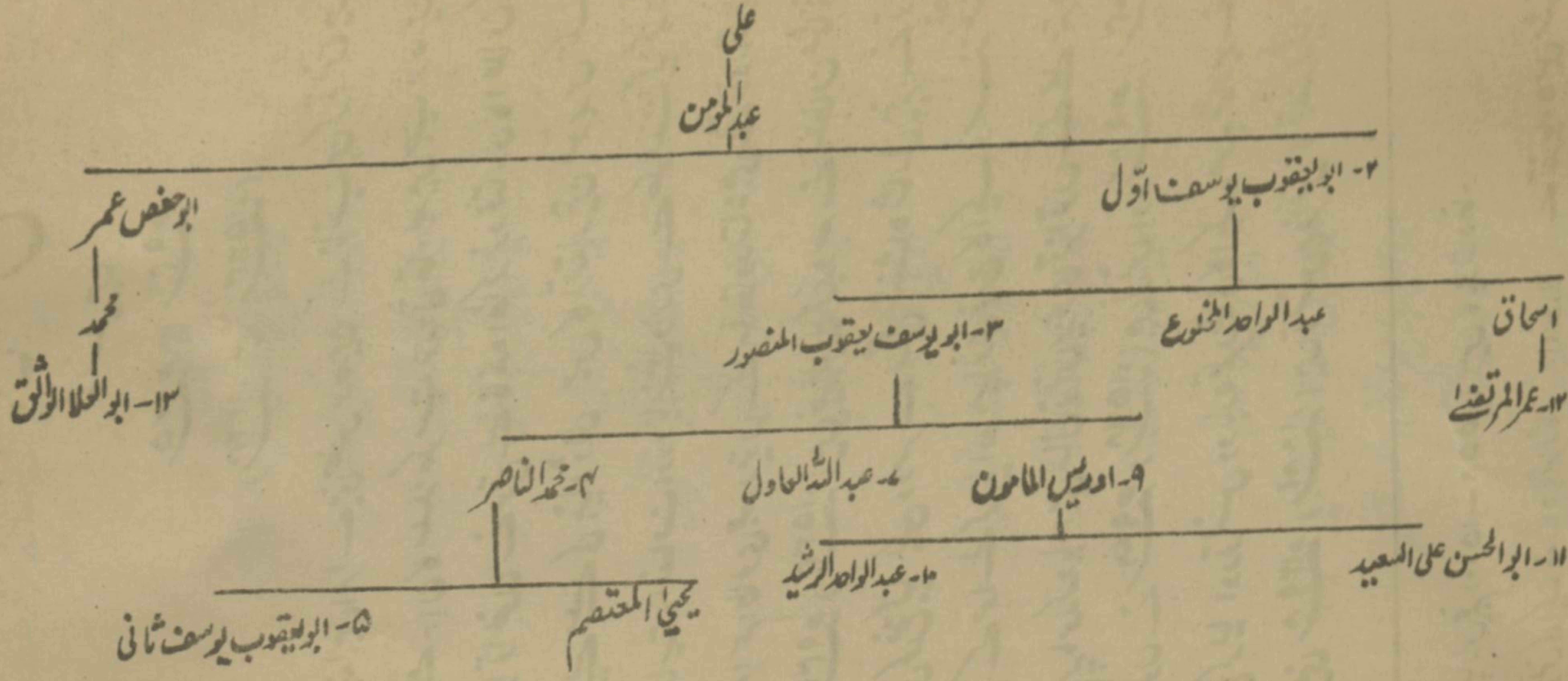
[2] سپین کے فرمانروا فردینانِ پنجم کی بیوی۔

گیا۔ کافی عرصہ پہلے یعنی ۵۶۸ھ (۱۱۷۲ء) میں طرابلس پہ سلطان صلاح الدین ایوبی قبضہ جما چکا تھا۔ تونس میں امرائے بنی حفص جو موحدین کی طرف سے حکومت کیا کرتے تھے ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) میں خود مختار بن بیٹھے۔ ۶۲۳ھ (۱۲۳۵ء) میں تلمسان کے بنی زیان نے خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ مراکش میں بھی حالات بگڑ چکے تھے اور جابجا مدعیانِ تخت پیدا ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ۶۶۷ھ (۱۲۶۹ء) میں ایک کہستانی قبیلے بنی مرین نے موحدین کے پایۂ تخت یعنی مراکش کو فتح کر لیا اور موحدین کو مٹا دیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۲۴	عبدالمومن	۱۱۳۰
۵۵۸	ابویعقوب یوسف الاول	۱۱۶۳
۵۸۰	ابویوسف یعقوب بن المنصور	۱۱۸۴
۵۹۵	محمد الناصر	۱۱۹۹
۶۱۱	ابویعقوب یوسف ثانی بن المستنصر	۱۲۱۴
۶۲۰	عبدالواحد المخلوع	۱۲۲۳
۶۲۱	ابومحمد عبداللہ العادل	۱۲۲۴
۶۲۴	یحییٰ المعتصم	۱۲۲۷
۶۲۶	ابوالعلا ادریس المامون	۱۲۲۹
۶۳۰	عبدالواحد الرشید	۱۲۳۲
۶۴۰	ابوالحسن السعید	۱۲۴۲
۶۴۶	ابوحفص عمر المرتضیٰ	۱۲۴۸
۶۶۵ - ۶۶۷	ابوالعلا الواثق	۱۲۶۶ - ۱۲۶۹

(اس سلسلے کو امرائے مرینی وحفصی نے ختم کیا۔)

شجرۂ موحدین



۱۲۔ بنی حفص

تونس میں

۶۲۵ھ تا ۹۴۱ھ

(۱۲۲۸ء تا ۱۵۳۴ء)

ابتدا میں امرائے بنی حفص موحدین کے نائب بن کر تونس میں حکومت کیا کرتے تھے۔ ان کا سلسلۂ حکومت موروثی تھا۔ بعد میں جب موحدین کا زوال شروع ہوا تو انھوں نے موقع سے فائدہ اٹھا کر خود مختاری کا اعلان کر دیا اور ایک ایسے سلسلے کی بنیاد ڈالی جس کا اقتدار تین سو برس تک باقی رہا۔ یہ حکمران نہایت انصاف اور دیانت داری سے حکومت کیا کرتے تھے اور اُن کے مراسم اطالوی جمہوریتوں کے ساتھ دوستانہ بھی تھے اور تاجرانہ بھی۔ ۹۴۱ھ (۱۵۳۴ء) میں خیر الدین بربروسہ نے سلطان عثمانی کے نام پر تونس کو فتح کیا لیکن دوسرے سال شہنشاہ شارل پنجم[۱] نے تونس کو پھر بنی حفص کے حوالے کر دیا اور ہسپانوی فوج کا ایک دستہ غلتہ[۲] Goletta کے مقام پر مامور کر دیا۔ اسی سال تونس پر بحری قزاقوں کے حملے شروع ہو گئے چنانچہ انھوں نے ۹۷۶ھ (۱۵۶۸ء) میں تونس اور ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء) میں غلتہ کو فتح کر لیا اور تونس دوبارہ قلمرو عثمانی کا ایک صوبہ شمار ہونے لگا۔ تین سو برس بعد یعنی ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) میں تونس پر فرانس کا قبضہ ہو گیا۔

---

[۱] چارلس پنجم (۱۵۰۰ — ۱۵۵۸ء) سپین کا بادشاہ تھا۔

[۲] تونس کی ایک بندرگاہ بانسزرٹا Bizerta سے تقریباً ۵۰ میل مشرق کی طرف۔

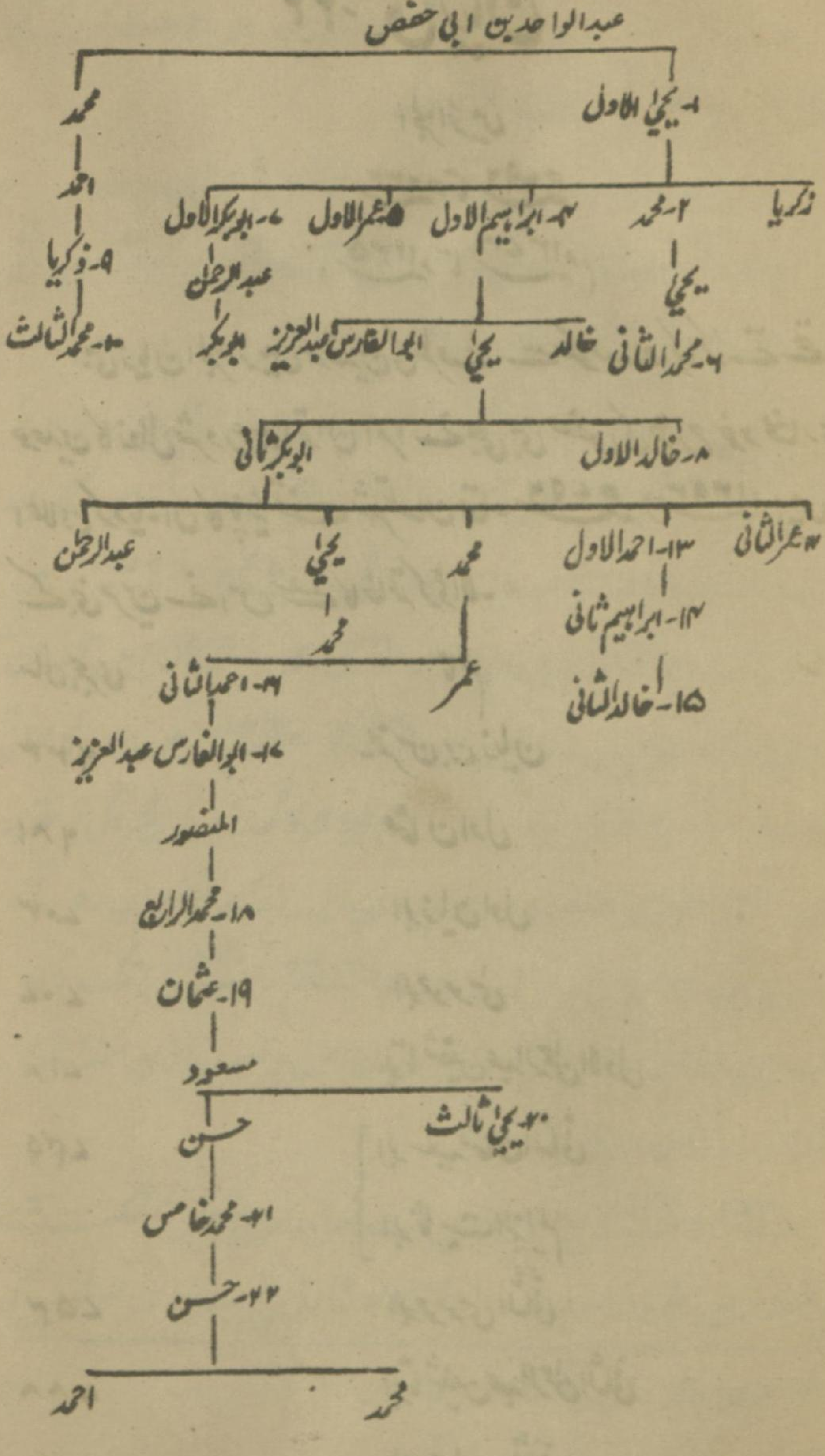
سنہ ۹۱۶ھ (سنہ ۱۵۱۰ء) میں اسپانوی فوجوں نے طرابلس پر قبضہ جما لیا تھا۔ لیکن سنہ ۹۸۵ھ (سنہ ۱۵۵۱ء) میں دریائی قزاقوں نے اسے مسخر کر کے سلطنتِ عثمانیہ میں شامل کر دیا۔

سال ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۲۵	ابوزکریا یحییٰ الاول	۱۲۲۸
۶۴۷	ابوعبداللہ محمد الاول المستنصر	۱۲۴۹
۶۷۵	ابوزکریا یحییٰ الثانی	۱۲۷۷
۶۷۸	ابواسحٰق ابراہیم الاول	۱۲۷۹
۶۸۳	ابوحفص عمر الاول	۱۲۸۴
۶۹۴	ابوعبداللہ محمد الثانی المستنصر	۱۲۹۵
۷۰۹	ابوبکر الاول الشدید	۱۳۰۹
۷۰۹	ابوالبقا خالد الاوّل	۱۳۰۹
۷۱۱	ابویحییٰ ذکریا	۱۳۱۱
۷۱۷	ابوذربہ محمد الثالث المستنصر	۱۳۱۷
۷۱۸	ابویحییٰ ابوبکر الثانی المتوکل	۱۳۱۸
۷۴۷	ابوحفص عمر الثالث	۱۳۴۶
۷۴۷	(بنی مرین کا عہد)	۱۳۴۶
۷۵۰	ابوالعباس احمد الاول الفضل	۱۳۴۹
۷۵۱	ابواسحٰق ابراہیم الثانی المستنصر	۱۳۵۰
۷۷۰	ابوالبقا خالد الثانی	۱۳۶۸
۷۷۲	ابوالعباس احمد الثانی المستنصر	۱۳۷۰

سال ہجری	نام	سالِ عیسوی
۷۹۶	ابوالفارس عبدالعزیز	۱۳۹۴
۸۳۷	محمد رابع المنتقر	۱۴۳۳
۸۳۹	ابوعمرو عثمان	۱۴۳۵
۸۹۳	ابو ذکریا یحیٰ الثالث	۱۴۸۸
۸۹۹	ابوعبداللہ محمد الخامس	۱۴۹۳
۹۳۲-۹۴۱	الحسن	۱۵۲۵-۱۵۳۴

(سلاطین عثمانی کے نام پر دریائی قزاقوں اور بیگوں نے اِس سلسلے کو ختم کیا)

شجرۂ بنی حفص


عبدالواحد بن ابی حفص
۱- یحییٰ الاول
محمد
زکریا
۲- محمد
۴- ابراہیم الاول
۵- عمر الاول
۷- ابوبکر الاول
احمد
یحییٰ
عبدالرحمن
۹- زکریا
۶- محمد الثانی
خالد
یحییٰ
ابوالفارس عبدالعزیز
ابوبکر
۱۰- محمد الثالث
۸- خالد الاول
ابوبکر ثانی
عمر الثانی
۱۳- احمد الاول
محمد
یحییٰ
عبدالرحمن
۱۴- ابراہیم ثانی
محمد
۱۵- خالد الثانی
عمر
۱۶- احمد الثانی
۱۷- ابوالفارس عبدالعزیز
المنصور
۱۸- محمد الرابع
۱۹- عثمان
مسعود
۲۰- یحییٰ ثالث
حسن
۲۱- محمد خامس
۲۲- حسن
محمد
احمد

۲۲- بنی زیان

الجزائر میں

سنہ ۶۳۳ھ تا سنہ ۷۹۶ھ

(سنہ ۱۲۳۵ء تا سنہ ۱۳۷۳ء)

بنی زیان الجزائر میں موحدین کی طرف سے حکومت کیا کرتے تھے جب موحدین کا زوال شروع ہوا تو ان امرا نے بھی بنی حفص کی طرح خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ ان کا پایۂ تخت شہر تلمسان تھا۔ سنہ ۷۹۶ھ (سنہ ۱۳۹۳ء) میں مراکش کے بنی مرین نے اس سلسلے کا خاتمہ کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۳۳	یغمرسن بن زیان	۱۲۳۵
۶۸۱	عثمان اول	۱۲۸۲
۷۰۳	ابوزیان اول	۱۳۰۳
۷۰۷	ابوحمو موسیٰ	۱۳۰۷
۷۱۸	ابوتاشفین عبدالرحمٰن الاول	۱۳۱۸
۷۴۹	ابوسعید عثمان الثانی	۱۳۴۸
	ابوثابت الزایم	
۷۵۳	ابوحمو موسیٰ الثانی	۱۳۵۲
۷۸۸	ابوتاشفین عبدالرحمٰن الثانی	۱۳۸۶
۷۹۶	ابوزیان الثانی	۱۳۹۳

(اس سلسلے کو امرائے مرینی نے ختم کیا)

سولھویں صدی عیسوی سے لے کر اب تک الجزائر، تونس اور طرابلس کے صوبے سلطنتِ عثمانیہ کا برائے نام حصہ رہے ہیں۔ ان ولایات کو بربر کے دریائی قزاقوں نے قلمروِ عثمانیہ میں شامل کیا تھا۔

بربروسہ کے آنے سے پہلے اسپانوی فوج نے ڈان پیڈرو نیورو Don Pedro Navaro کی قیادت میں ساحلِ افریقہ پر الجزائر کی بندرگاہوں بجایہ[1]، وہران[2] (اران) اور طرابلس کو فتح کر لیا تھا۔ سنہ ۹۱۵ھ (۱۵۰۹ء) میں اروج بربروسہ نے جو لسبی Lesbie کا ایک انقلاب پسند لیڈر تھا۔ جزیرۂ جربا کو فتح کر لیا جو ساحلِ طرابلس کے بالمقابل واقع ہے اور اس کے بعد اسپانوی افواج کے خلاف مصروفِ پیکار ہو گیا۔ سنہ ۹۲۰ھ (۱۵۱۴ء) میں جیجل[3] سنہ ۹۲۲ھ (۱۵۱۶ء) میں الجزائر اور ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں تلمسان[4] اور تونس کو امرائے مرینی سے چھین لیا۔ سنہ ۹۲۵ھ (۱۵۱۹ء) میں اس کا بھائی خیرالدین بربروسہ دربارِ عثمانی کی طرف سے الجزائر کا گورنر (یا بیگلربیگی) مقرر ہوا۔ اب شمالی افریقہ میں صرف دو مقام اسپانیوں کے قبضے میں رہ گئے تھے۔ اول الجزائر کا قلعہ پی نن Penon جو سنہ ۹۲۷ھ (۱۵۳۰ء) تک ان کے تسلط میں رہا اور دوسرا شہر وہران (اران) جس پر اسپانوی سنہ ۱۱۲۱ھ (۱۷۰۶ء) تک قابض رہے۔

سنہ ۹۴۱ھ (۱۵۳۴ء) میں خیرالدین نے امرائے بنی حفص کو شکست دے کر تونس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن دوسرے سال شہنشاہ شارل پنجم نے اس شہر کو

---

[1] Bougie الجیریا کا ایک ساحلی شہر

[2] Oran الجیریا کی ایک بندرگاہ

[3] Jigri الجیریا کا ایک شہر

[4] Tilmicen

دوبارہ فتح کرلیا۔ ۹۷۶ھ (۱۵۶۸ء) میں اس پر الجزائر کے دریائی قزاق قابض ہو گئے۔ ۹۸۱ھ (۱۵۷۳ء) میں اُسے ڈان جان (جو آسٹریا کا رہنے والا تھا) نے مسخر کرلیا۔ لیکن ۹۸۲ھ (۱۵۷۴ء) میں الوج علی (دریائی قزاق) نے اس شہر کو قلمروِ عثمانی میں شامل کر ڈالا۔ ۹۵۹ھ (۱۵۵۱ء) میں ایک اور قزاق ترغود نامی نے سینٹ جین کے امیروں سے جو جزائر روڈس سے بھاگ کر یہاں پناہ گزین ہوئے تھے۔ طرابلس چھین کر سلاطین عثمانی کے حوالے کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ الجزائر، تونس اور طرابلس کے صوبے ۹۲۵ھ (۱۵۱۹ء)، ۹۷۶ھ (۱۵۶۸ء) اور ۹۵۸ھ (۱۵۵۱ء) میں بالترتیب عثمانی اقتدار میں چلے گئے۔

ابتداء میں الجزائر پر پاشا لوگ حکومت کیا کرتے تھے۔ جنہیں باب عالی مقرر کیا کرتا تھا۔ ۱۰۸۲ھ (۱۶۷۱ء) تک چھبیس پاشے یکے بعد دیگرے یہاں آچکے تھے۔ ۱۰۸۲ھ ۱۶۷۱ء میں ینی چری[1] کے سالار الملقب بہ ڈے نے اِن پاشاؤں کو اپنی بندگی میں لے کر ان کے اختیارات محدود کر دیے ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) میں پاشاؤں کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ڈے الجزائر کا مستقل فرمانروا بن گیا۔ تقریباً سوا سو برس بعد یعنی ۱۲۴۶ھ (۱۸۳۰ء) میں الجزائر پر فرانسیسی قابض ہو گئے۔

تونس پر ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) تک باب عالی کا قبضہ رہا۔ باب عالی کی طرف سے فوجی سردار جن کا لقب Dey حکومت کیا کرتے تھے۔

---

[1] ترکی خطاب جو سپہ سالاروں کو ملتا تھا۔ سترھویں صدی میں ترکوں کی ایک مشہور فوج ینی چری کے سپہ سالار جو ڈے کے نام سے مشہور تھے۔ الجیریا کے فرمانروا بن گئے۔

سنہ ۱۱۱۷ھ (سنہ ۱۷۰۵ء) میں یہاں بیگوں کی حکومت شروع ہوگئی۔ جن میں سے ایک بیگ خود مختار سلطان بن گیا۔ سنہ ۱۲۹۹ھ (سنہ ۱۸۸۱ء) میں تونس پر بھی فرانسیسی قبضہ ہوگیا[1]۔ اب صرف طرابلس عثمانی اقتدار کے نیچے رہ گیا جس پر ایک پاشا کی حکومت تھی۔

شمالی[2] افریقہ میں صرف مراکش کی ولایت ایسی ہے۔ جس پر آج تک عیسائیوں کا قبضہ نہیں ہوا سبتہ کا قلعہ اسپانیوں کے قبضہ میں ہے اور طنجہ کی بندرگاہ پر انگریز قابض ہیں۔ لیکن یہ دونوں سلطنتیں اپنے ان مقبوضات کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتیں اور نہ ان کے انتظامات کی طرف توجہ دیتی ہیں۔

شجرۂ بنی زیان

- زیان
  - ۱۔ یغمراسن
    - ابوزکریا یحییٰ
      - عبدالرحمٰن
        - یوسف
          - ۷۔ موسیٰ ثانی
            - ۹۔ ابوزیان الثانی
            - ۸۔ عبدالرحمان ثانی
        - ۶۔ (ب) ابوثابت
        - ۶۔ (الف) عثمان ثانی
    - ۲۔ عثمان اول
      - ۳۔ ابوزیان اول
      - ۴۔ موسیٰ اول
        - ۵۔ عبدالرحمٰن اول

---

[1] طرابلس تصنیف کتاب یعنی سنہ ۱۳۱۱ھ (سنہ ۱۸۹۳ء) تک ترعثمانی اقتدار میں تھا لیکن سنہ ۱۳۳۲ھ (سنہ ۱۹۱۳ء) میں اس پر اطالیہ کا قبضہ ہوگیا اور آج (سنہ ۱۹۶۷ء) میں آزاد ہے۔

[2] مراکش کے آج تین ٹکڑے ہوچکے ہیں۔ طنجہ بین الاقوامی بندرگاہ متصور ہوتا ہے۔ ملیلہ اور سبتہ پر اسپانیہ قابض ہے اور باقی پر سلطان مراکش کی حکومت ہے۔

۲۳- امرائے بنی مرین

مراکش میں

۵۹۱ھ تا ۸۷۵ھ

(۱۱۹۵ء تا ۱۴۷۰ء)

گو امرائے بنی مرین کی حکومت مرتفعات مراکش میں ۵۹۱ھ (۱۱۹۵ء) سے قائم ہو چکی تھی۔ لیکن مراکش کے پایۂ تخت پر مدتوں موحدین کا قبضہ رہا۔ ۶۶۷ھ (۱۲۶۹ء) میں بنی مرین نے پایۂ تخت پر بھی قبضہ جما لیا اور ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) کے کچھ عرصہ بعد الجزائر کے ان علاقوں کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا جن پر امرائے بنی زیان قابض تھے۔ اس سلسلے کو بنی مرین ہی کے ایک قبیلے بنی وطّاس نے ۸۷۵ھ (۱۴۷۰ء) میں ختم کر ڈالا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۹۱	عبد الحق	۱۱۹۵
۶۱۴	عثمان اوّل	۱۲۱۷
۶۳۷	محمد اوّل	۱۲۳۹
۶۴۲	ابو یحییٰ ابوبکر	۱۲۴۴
۶۵۶	ابو یوسف یعقوب	۱۲۵۸
۶۸۵	ابو یعقوب یوسف	۱۲۸۶
۷۰۶	ابو ثابت عامر	۱۳۰۶
۷۰۸	ابو الربیع سلیمان	۱۳۰۸
۷۱۰	ابو سعید عثمان الثانی	۱۳۱۰

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۷۳۱	ابوالحسن علی	۱۳۳۱
۷۴۹	ابو عنان	۱۳۴۸
۷۵۹	السعید	۱۳۵۸
۷۶۰	ابو سلیم ابراہیم	۱۳۵۹
۷۶۲	ابو عمر تاشفین	۱۳۶۱
۷۶۳	عبدالحلیم	۱۳۶۱
۷۶۳	ابو زیان محمد الثانی	۱۳۶۱
۷۶۸	عبدالعزیز	۱۳۶۶
۷۷۴	محمد الثالث السعید	۱۳۷۲
۷۷۶	ابوالعباس احمد المستنصر عبدالرحمٰن	۱۳۷۴
۷۸۶	موسیٰ	۱۳۸۴
۷۸۶	المستنصر	۱۳۸۴
۷۸۸	محمد الرابع الواثق	۱۳۸۶
۷۸۹	ابوالعباس احمد المستنصر (دوبارہ)	۱۳۸۷
۷۹۶	ابوالفارس	۱۳۹۳
؟	فارس المتوکل	؟
۸۱۱	ابو سعید	۱۴۰۸
۸۱۹	سعید۔ / یعقوب	۱۴۱۶
۸۲۷	عبداللہ	۱۴۲۴
۸۷۵	شریف	۱۴۷۰

امرائے بنی وتعس

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۸۷۵	شیخ وتعس السعید	۱۴۷۰
۹۰۶	محمد اوّل بن السعید	۱۵۰۰
۹۳۶	احمد بن محمد	۱۵۳۰
۹۵۷	محمد ثانی بن احمد	۱۵۵۰

(اس سلسلے کو شرفائے مراکش نے ختم کیا)

۴۲۔ شرفائے مراکش

سنہ ۹۵۱ھ تا سنہ ۱۳۱۱ھ

سنہ ۱۵۴۴ء تا سنہ ۱۸۹۳ء

یہ امراء چونکہ اپنے آپ کو حسن بن علی بن ابی طالب اور جنابِ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد میں سے تصور کرتے تھے۔ اس لیے شریف کہلاتے تھے (جمع شرفا) ان شرفا نے مراکش کے مشہور شہر ٹرُوڈنٹ[1] کو سنہ ۹۲۱ھ (سنہ ۱۵۱۵ء) میں فتح کیا اور فاس[2] کو کچھ اور شہروں سمیت بعد میں مسخر کیا۔ لیکن ان کی مستقل اور باقاعدہ سلطنت سنہ ۹۵۱ھ (سنہ ۱۵۴۴ء) سے شروع ہوتی ہے۔ شرفائے مراکش کے

---

[1] جنوبی مراکش کی بندرگاہ اگادیر سے ۵۵ میل مشرق میں واقع ہے۔

[2] ایرانی Fez کو فاس لکھتے ہیں۔ یہ شہر شمالی مراکش میں بندرگاہ رباط Rabat سے تقریباً سو میل مشرق میں واقع ہے۔

دو بیٹے تھے۔ حسنی اور فلالی۔ موخر الذکر کو مقدم الذکر کا جانشین بنتے بنتے چھ برس صرف ہو گئے اور اس عرصے میں مراکش بدنظمی کا گھر بنا رہا۔

مراکش کی حدود ہمیشہ ایک ہی رہی ہیں۔ لیکن اس کی مملکت میں دو شریف شروع سے حکمران رہے ہیں جن کی آپس میں سخت رقابت تھی۔ ایک کا پایۂ تخت فاس تھا اور دوسرے کا مراکش۔ ہر دو اپنے آپ کو خلیفہ و امیر المومنین سمجھتے تھے۔

(الف) شرفائے حسنی

سنہ ۹۵۱ھ تا سنہ ۱۰۶۹ھ

(سنہ ۱۵۴۴ء تا سنہ ۱۶۵۸ء)

سال ہجری	نام		سال عیسوی
۹۵۱	محمد اول الشیخ		۱۵۴۴
۹۶۵	عبداللہ		۱۵۵۷
۹۸۱	محمد ثانی		۱۵۷۳
۹۸۲	ابو مروان عبدالملک الاول		۱۵۷۵
۹۸۶	ابو العباس احمد اول المنصور		۱۵۷۸
۱۰۱۱	شیخ		۱۶۰۳
	ابو فارس	ایک دوسرے کے رقیب	
	زیدان		
۱۰۱۶	زیدان (بلا شرکت)		۱۶۰۸
۱۰۳۸	ابو مروان عبدالملک ثانی		۱۶۲۸

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۰۴۰	ولید	۱۶۳۰
۱۰۴۵	محمد ثالث	۱۶۳۵
۱۰۶۴ — ۱۰۶۹	احمد ثانی	۱۶۵۴ — ۱۶۵۸

(ب) شرفائے فلالی

سنہ ۱۰۷۵ھ تا سنہ ۱۳۱۱ھ

(سنہ ۱۶۶۴ء تا سنہ ۱۸۹۳ء)

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۱۰۷۵	رشید بن الشریف بن علی	۱۶۶۴
۱۰۸۳	اسماعیل السمین	۱۶۷۲
۱۱۳۹	احمد الذہبی	۱۷۲۷
۱۱۴۱	عبداللہ[1]	۱۷۲۹
۱۱۷۱	محمد اول	۱۷۵۷
۱۲۰۴	یزید	۱۷۸۹
۱۲۰۶	ہشام	۱۷۲۹

---

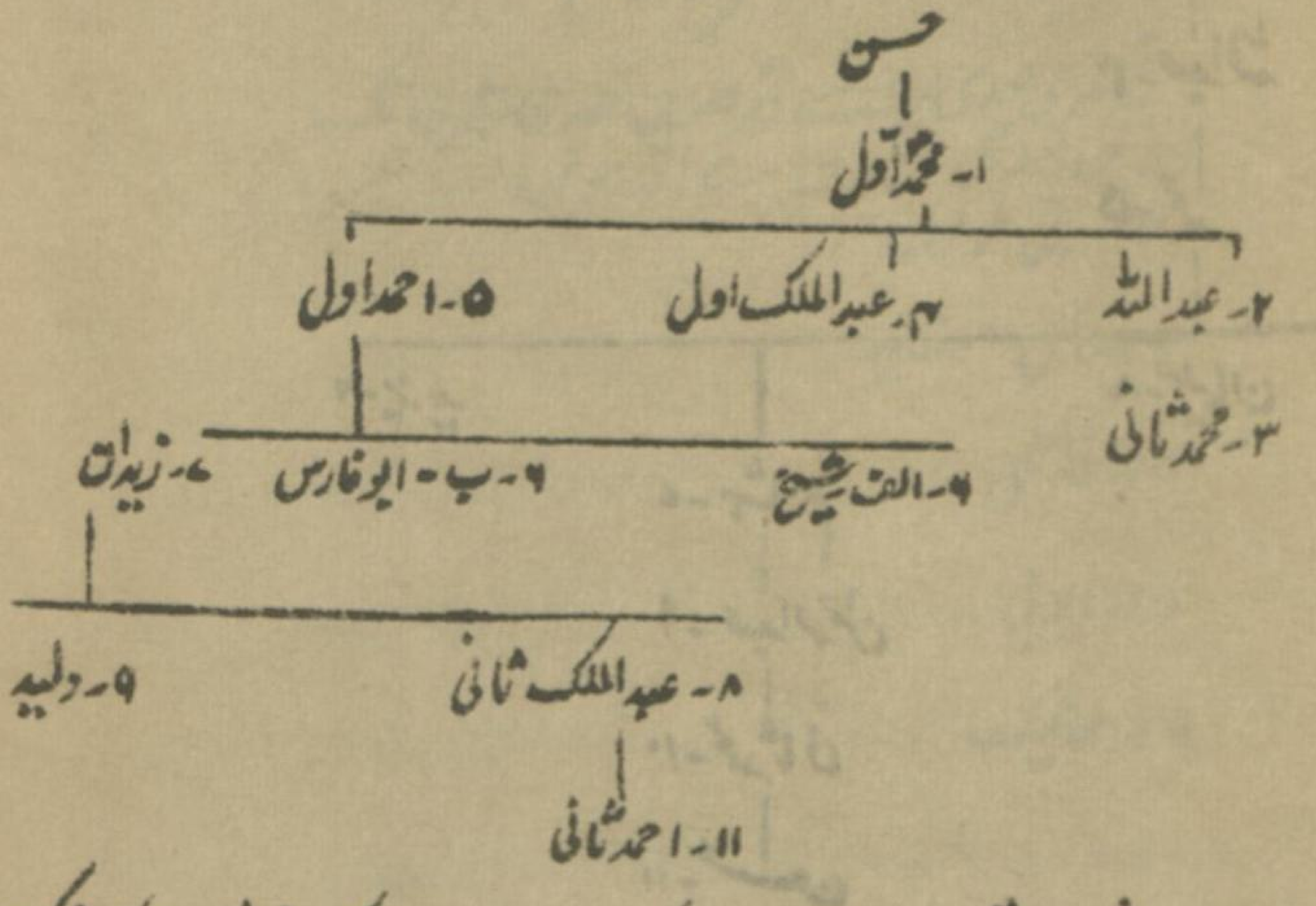
[1] عبداللہ کے بعد عارضی طور پر شرفائے فلالی کی سلطنت ختم ہوگئی اور مندرجہ ذیل تین حکمران برسرِ اقتدار آئے۔

[2] علی بن اسمٰعیل ۲۳۲-۴۴ھ (۱۱۴۷ - ۱۱۴۹)

[3] المستغنی بن اسمٰعیل ۴۸-۵۲۶ھ (۱۱۵۱-۱۱۵۳ھ) (۳) زین العابدین ۲۵۵۳ (۱۱۵۸)

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۱۲۰۹	سلیمان	۱۷۹۵
۱۲۳۸	عبدالرحمٰن	۱۸۲۲
۱۲۷۶	محمد ثانی	۱۸۵۹
۱۲۹۰–۱۳۱۱	حسنؒ	۱۸۷۳–۱۸۹۳

شجرۂ شرفائے حسنی

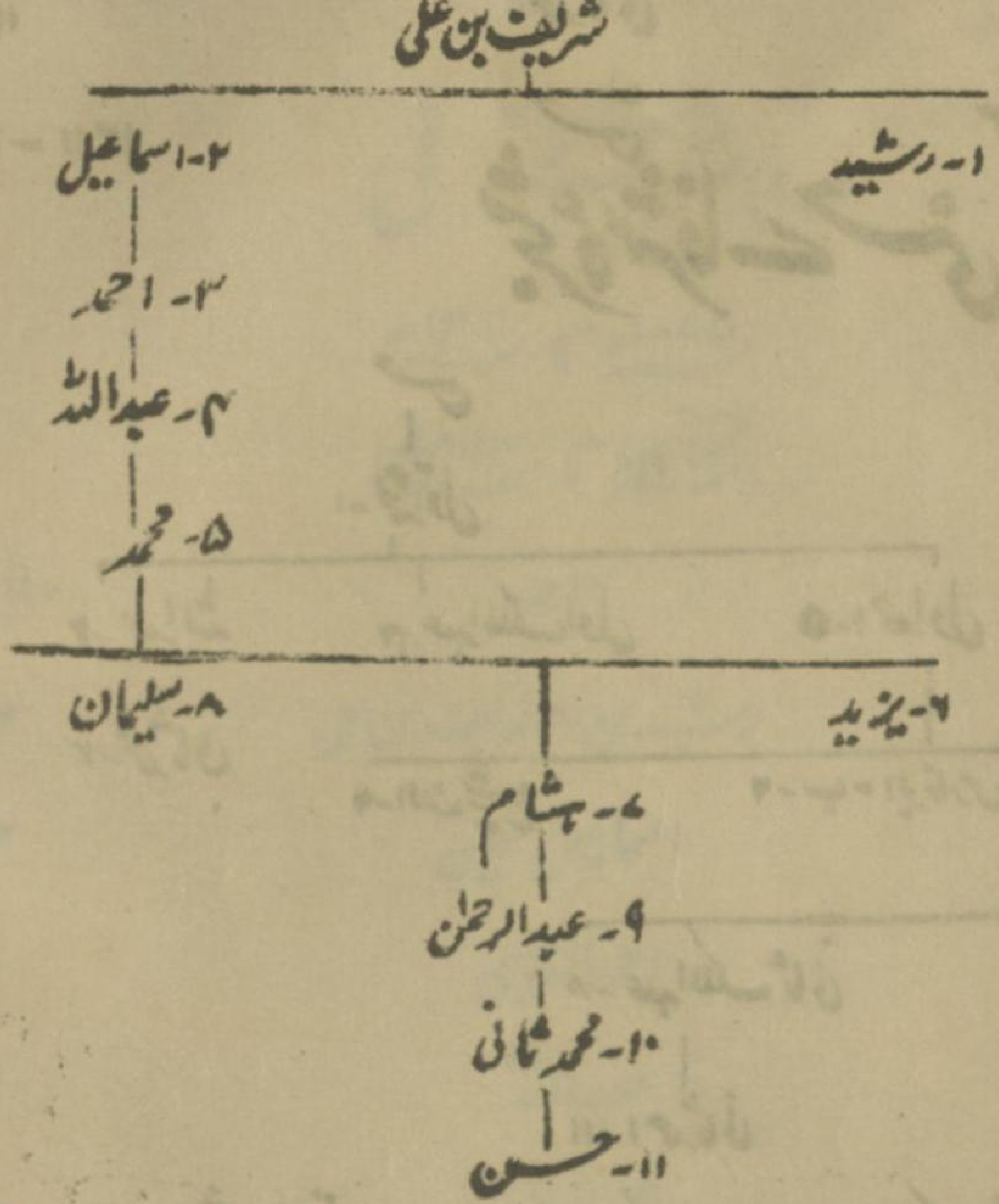


نوٹ:۔ یہ شجرۂ ناقص ہے۔ اس لیے کہ اس میں دسویں حکمران محمد ثالث کا ذکر موجود نہیں۔ مبرق

ؔ اصل کتاب کی تصنیف کے بعد مندرجہ ذیل شرفا برسراقتدار رہے۔

۱۳۱۲	عبدالعزیز	۱۸۹۴
۱۳۲۵	الحفیظ (ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ میں مستعفی ہوگیا)	۱۹۰۶
۱۳۳۰	یوسف (۲۹ شعبان ۱۳۳۰ھ کو سلطان مراکش بنا)	۱۹۱۲
۱۳۴۶	محمد اول۔	۱۹۲۷
۱۳۸۱	محمد ثانی (حسن)	۱۹۶۲

شجرۂ شرفائے فلالی



باب چہارم

مصر و شام

تیسری صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک
(نویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

۲۵- بنی طولون

۲۶- آل اخشید

۲۷- فاطمی

۲۸- ایوبی

۲۹- ممالیک

بابِ چہارم

مصر و شام

تیسری صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک

(نویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

اسلامی تاریخ میں مصر و شام عموماً ایک ہی حکومت کے ماتحت رہے ہیں مسلمانوں نے شام کو ۱۴ھ و ۱۷ھ (۶۳۵ء - ۶۳۸ء) کے درمیان اور مصر کو ۲۱ھ (۶۴۱ء) میں فتح کیا۔ ۲۱ھ سے ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) تک مصر کی حیثیت محض ایک صوبے کی تھی جس پر بنی امیہ و بنی عباس کے مقررِ کردہ گورنر حکومت کیا کرتے تھے۔ ان گورنروں کی تعداد ۹۸ ہے۔ ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں احمد بن طولون نے مصر میں ایک آزاد سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جو ۳۰ برس تک جاری رہی۔ اس کے بعد آلِ اخشید کا سلسلہ شروع ہوا۔ جسے خلفائے فاطمی (ازمنۂ وسطیٰ میں سلاطینِ مصر کا سب سے بڑا سلسلہ شمار ہوتا ہے) نے ختم کیا۔ خلفائے فاطمی کے زمانے میں شام میں بھی چند آزاد سلسلے برسرِ اقتدار آئے۔ مثلاً آلِ مرداس، امرائے بوری اور اتابکانِ زنگی۔ لیکن صلاح الدین ایوبی کے ظہور کے بعد شام مصر کا ایک صوبہ بن گیا۔ بالآخر یہ دونوں ممالک سلاطینِ عثمانی کے قبضہ میں چلے گئے۔

۱۲۴۷ھ (۱۸۳۱ء) میں محمد علی پاشا کے لڑکے ابراہیم پاشا نے شام کو قلمروِ مصر میں شامل کر لیا۔ لیکن انگریزوں نے مداخلت کر کے شام سلاطینِ عثمانی کو واپس دلا دیا۔ ۱۲۵۷ھ (۱۸۴۱ء) سے شام[1] سلاطینِ عثمانی کے قبضے میں ہے۔

---

[1] پہلی جنگِ عظیم ۱۹۱۴ء - ۱۹۱۸ء میں ٹرکی، جرمنی کے ساتھ مل کر روس، برطانیہ، فرانس اور امریکہ کے خلاف برسرِ پیکار رہا۔ جرمنی اور ٹرکی کو شکست ہوئی۔ نتیجۃً عراق، عرب، فلسطین، (باقی ص ۸۹ پر)

۲۵- بنی طولون

۲۵۴ھ تا ۲۹۲ھ

(۸۶۸ء تا ۹۰۵ء)

طولون امراے سامانی کے غلاموں میں سے تھا۔ جسے بخارا کے سامانی حکمران نے بطور ہدیہ مامون کے ہاں بھیجا تھا۔ طولون نے مامون کے ہاں بغداد اور سرمن رائی (جگہ کا نام) ایسی بڑی عزت پیدا کی اور بلند مناصب پر فائز ہوا۔ سنہ ۲۴۰ھ میں اس کا لڑکا احمد والد کا جانشین بنا۔ اور ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) میں مصر کا گورنر مقرر ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور ۲۶۴ھ (۸۷۷ء) میں شام کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ یہ دونوں ممالک سلسلۂ طولونی کے اختتام (۲۹۲ھ ۹۰۵ء) تک اسی سلسلے کے ماتحت رہے۔ یہ اُمراء اپنے پایۂ تخت القطائع (فسطاط) و قاہرہ کے درمیان کی شان و شوکت اور دیگر خیراتی عمارات کی وجہ سے مشہور رہیں۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۲۵۴	احمد بن طولون	۸۶۸
۲۷۰	خمارویہ بن احمد	۸۸۳
۲۸۲	جیش ابو العساکر بن خمارویہ	۸۹۵
۲۸۳	ہارون بن خمارویہ	۸۹۶
۲۹۲	شیبان بن احمد	۹۰۵
	(اس سلسلے کو عباسیہ نے ختم کیا)	

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۸۶) شرقی اردن اور شام ترکی سے چھین لیے گئے۔ عراق اور فلسطین پر انگریز ہی مسلط رہا۔ مشرقی اردن کو برائے نام آزادی دے دی گئی۔ عرب پر ابن سعود چھا گیا اور شام فرانس کے حصے میں آیا۔ ستائیس برس کی جد و جہد کے بعد جولائی ۱۹۴۵ء میں فرانس نے شام خالی کیا اور اب شام ایک آزاد سلطنت بن گیا ہے۔

۲۶- آلِ اخشید

سنہ ۳۲۳ھ تا سنہ ۳۵۸ھ

(سنہ ۹۳۵ء تا سنہ ۹۶۹ء)

جن دنوں کہ خلفائے عباسی کے حکام نے مصر و شام میں عارضی اقتدار پیدا کر لیا تھا۔ محمد الاخشید انہی اطراف میں ایک مستقل سلسلے کی بنیاد ڈال رہا تھا۔ (اخشید امرائے فرغانہ کا رسمی لقب ہے)، فرغانہ کے ایک فوجی افسر کے لڑکے کا نام طغج (محمد کا والد) تھا جو دربارِ بغداد میں رہتا تھا۔ یہ ترقی کرتے کرتے عاملِ دمشق بن گیا۔ بعد میں خلیفہ سے اَن بن ہو گئی اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ جہاں سے اس کا جنازہ باہر آیا۔ خلیفہ نے اس سختی کی تلافی یوں کی کہ طغج کے لڑکے محمد کو سنہ ۳۱۸ھ میں عاملِ دمشق، اور سنہ ۳۲۱ھ میں حاکمِ مصر مقرر کیا۔ محمد اپنی اسامی پر سنہ ۳۲۳ھ (سنہ ۹۳۵ء) میں حاضر ہوا۔ چار برس بعد یعنی سنہ ۳۲۷ھ (سنہ ۹۳۹ء) میں اخشید کا لقب اختیار کیا اور سنہ ۳۳۰ھ (سنہ ۹۴۱ء) میں شام اور حرمین شریفین کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۳۲۳	محمد الاخشید بن طغج	۹۳۵
۳۳۴	ابو القاسم انگور بن الاخشید	۹۴۶
۳۴۹	ابو الحسن علی بن الاخشید	۹۶۰
۳۵۵	ابو المسک کافور (خواجہ سرا)	۹۶۶
۳۵۷-۳۵۸	ابو الفوارس احمد بن علی	۹۶۸ — ۹۶۹

(اس سلسلے کو خلفائے فاطمی نے ختم کیا)

۲۷۔ خلفائے فاطمی

۲۹۷ھ تا ۵۶۷ھ

(۹۰۹ء تا ۱۱۷۱ء)

ادارسہ کی طرح فاطمی بھی اپنے آپ کو فاطمۃ الزہرا کی اولاد سمجھتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو شجرۂ خلفاء صفحات گزشتہ ہیں) ادارسہ خلفائے فاطمی کے عروج کے تمام اسباب پہلے ہی مہیا کر چکے تھے اور وہ اس طرح کہ عہدِ ادارسہ میں کئی ایسے مبلغ موجود تھے۔ جو بربرہ میں شیعی عقائد کی تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ اسی تبلیغ کا نتیجہ تھا کہ جب خلافتِ فاطمیہ کے بانی عبیداللہ نے دعوئے مہدویت کرنے کے بعد اپنے آپ کو خلیفہ و امیرالمومنین کہا تو اُسے کوئی خاص دقت پیش نہ آئی۔ عبیداللہ نے ۲۹۶ھ (۹۰۹ء) میں امرائے اغلبی کے آخری آثار تک مٹا دیے اور امرائے ادریسی کے مقبوضات کو چھوڑ کر باقی تمام مراکش کا واحد فرمانروا بن گیا۔

ابتدا میں فاطمیہ کا پایہ تخت مہدیہ (تونس کے پاس ایک شہر) تھا، یہ وہی شہر ہے۔ جسے فرانس کے ایک مورخ فرائیسر Froissart نے افریقہ کے نام سے یاد کیا تھا۔ پچاس برس بعد فاطمیوں نے مصر و شام کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ جس سردار نے ۳۵۸ھ (۹۶۹ء) میں اخشیدیوں سے مصر چھینا تھا اُسی سردار نے دریائے نیل کے دوشاخے پر قلعہ بنایا تھا جس کی آبادی بڑھتی گئی اور آج یہ شہر قاہرہ کہلاتا ہے۔

اسی سال فاطمیوں نے جنوبی شام فتح کیا۔ ۳۸۱ھ (۹۹۱ء) میں حلب پہ قابض ہو گئے اور اس طرح اُن کی حکومت صحرائے شام و نہر عاصی سے

ف دیکھو صفحہ ۹۰)

سواحل مراکش تک پھیل گئی۔

جب فاطمیوں کے مغربی مقبوضات ان کے ہاتھ سے نکل گئے تو انھوں نے مہدیہ اور قیروان کو چھوڑ کر قاہرہ کو پایۂ تخت بنا لیا گو نارمنز نے ۴۶۳ھ (۱۰۷۱ء) میں سسلی۔ ۴۳۸ھ (۱۰۴۶ء) میں مالٹا اور ۴۴۰ھ (۱۰۴۸ء) میں قیروان و مہدیہ پر قبضہ جما لیا تھا باایں ہمہ فاطمیوں کی طاقت مصر و شام میں برسوں تک غیر متزلزل رہی اور یہ لوگ بحیرۂ روم کے سواحلی ممالک کے ساتھ مدتوں تجارت کرتے رہے۔

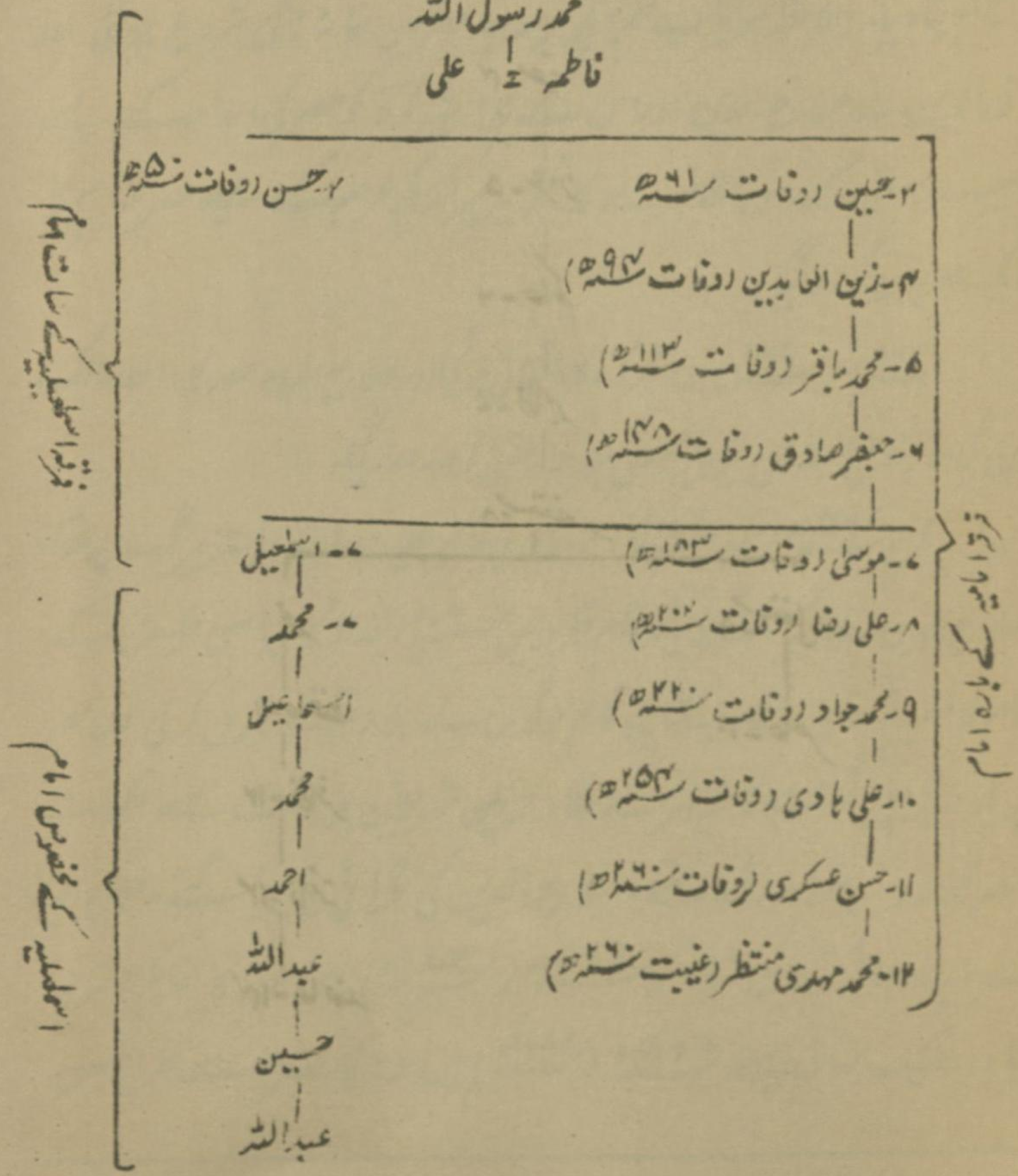
۵۶۷ھ (۱۱۷۱ء) میں اس سلسلے کو صلاح الدین ایوبی نے ختم کر ڈالا۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۲۹۷	مہدی۔ ابومحمد عبیداللہ	۹۰۹
۳۲۲	قائم۔ ابوالقاسم محمد	۹۳۴
۳۳۴	منصور۔ ابوطاہر اسمٰعیل	۹۴۵
۳۴۱	معز۔ ابوتمیم معد	۹۵۲
۳۶۵	عزیز۔ ابومنصور نزار	۹۷۵
۳۸۶	حاکم۔ ابوعلی منصور	۹۹۶
۴۱۱	ظاہر۔ ابوالحسن علی	۱۰۲۰
۴۲۷	مستنصر۔ ابوتمیم	۱۰۳۵
۴۸۷	مستعلی۔ ابوالقاسم احمد	۱۰۹۴
۴۹۵	منصور۔ امیر ابوعلی عامر	۱۱۰۱

۱؎ (صفحہ گزشتہ) نہر عاصی یعنی Orontes شام کا دو سو میل لمبا دریا جو انطاکیہ کے پاس سے گزر کر بحیرۂ روم میں جا گرتا ہے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۲۴	حافظ۔ ابوالمیمون عبدالمجید	۱۱۳۰
۵۴۴	ظافر۔ ابوالمنصور اسماعیل	۱۱۴۹
۵۴۹	فائز۔ ابوالقاسم عیسےٰ	۱۱۵۴
۵۵۵-۵۶۷	عاضد۔ ابومحمد۔ عبداللہ (اس سلسلہ کو ایوبیوں نے ختم کیا)	۱۱۶۰-۱۱۷۱

ائمہ سادات



فاطمی

۱- مہدی

۲- قائم

۳- منصور

۴- معزّ

۵- عزیز

۶- حاکم

۷- ظاہر

۸- مستنصر

- ۹- مستعلی
  - ۱۰- عامر
- محمد
  - ۱۱- حافظ
  - ۱۲- ظافر
  - ۱۳- فائز
  - ۱۴- عاضد

۲۸- ایوبی

سنہ ۵۶۴ھ تا سنہ ۶۴۸ھ

(سنہ ۱۱۶۹ء تا سنہ ۱۲۵۰ء)

صلاح الدین بن ایوب نسلاً کرد تھا اور نور الدین محمود بن زنگی کے ہاں سپہ سالار تھا۔ نور الدین نے بعض خدمات کے صلہ میں صلاح الدین کو حاکم شام بنا دیا۔ (ملاحظہ ہو باب نہم) کچھ عرصہ بعد مصر[1] میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور نور الدین نے صلاح الدین اور اس کے چچا شیر کوہ کو مصر کی امداد کے لیے بھیجا۔ دوستی کے اس مظاہرے کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ عرصہ کے لیے مصر شام کا ایک صوبہ بن کر رہ گیا۔

سنہ ۵۶۴ھ (سنہ ۱۱۶۹ء) میں شیر کوہ کا انتقال ہو گیا اور صلاح الدین مصر کا واحد مالک بن گیا۔ آخر فاطمی خلیفہ بھی تین برس بعد دار عقبیٰ کو سدھار گیا۔

محرم سنہ ۵۶۷ھ (ستمبر سنہ ۱۱۷۱ء) میں آخری فاطمی خلیفہ (عاضد) بستر مرگ پر تھا۔ صلاح الدین نے حکم نافذ کر دیا کہ تمام قلمرو میں مستضئی (بغداد کا عباسی خلیفہ) کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ یہ تبدیلی تمام لوگوں نے بلا دقت قبول کر لی اور مصر پر بار دیگر اہل سنت[2] کا علم لہرانے لگا۔ حرمین شریفین جو مدت سے حکومتِ مصر کا جزو بنے ہوئے تھے۔ صلاح الدین کی نگرانی میں آ گئے۔ صلاح الدین نے اپنے بھائی توران شاہ کو سنہ ۵۶۹ھ (سنہ ۱۱۷۳ء) میں یمن کا حاکم مقرر کیا اور ایک سال پہلے سنہ ۵۶۸ھ (سنہ ۱۱۷۲ء) میں دو نارمنز سے طرابلس

---

[1] ان دنوں مصر پر خلفائے فاطمی کی حکومت تھی۔ [2] فاطمی شیعہ تھے۔

چھین چکا تھا۔

۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں نورالدین زنگی کا انتقال ہوگیا اور اب صلاح الدین کی نگاہیں شام کی طرف اٹھنے لگیں۔ چنانچہ ۵۷۰ھ (۱۱۷۴ء) میں دمشق جا پہنچا اور اتابکان زنگی کے مقابلے کے باوجود قلمرو شام کو کنارۂ فرات تک روند ڈالا۔ صرف حلب باقی رہ گیا تھا۔ جس پر وہ الملک الصالح (نورالدین زنگی کا بیٹا) کی وفات ۵۷۹ھ (۱۱۸۳ء) تک قبضہ نہ کر سکا۔ صلاح الدین نے موصل کو بھی فتح کرلیا اور ۵۸۱ھ (۸۶-۱۱۸۵ء) میں امرائے جزیرہ (دجلہ وفرات کا درمیانی علاقہ) کو باجگزار بنا کر ایسی سلطنت کی بنا ڈال دی جو فرات سے نیل تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس سلطنت میں صرف چند ایک استحکامات (قلعے وغیرہ) شامل نہیں تھے، جن پر عیسائیوں کا قبضہ تھا۔

صلاح الدین نے فتح حطّین (۲۴ ربیع الثانی ۵۸۳ھ / ۴ جولائی ۱۱۸۷ء) کے بعد بیت المقدس کی عیسائی حکومت کا خاتمہ کر ڈالا اور تین ماہ کے اندر اندر یروشلم پر قبضہ کرلیا۔ صرف صور کا ایک قلعہ باقی رہ گیا تھا جس پر عیسائی مسلّط تھے۔

بیت المقدس کی فتح نے عیسائی طاقتوں کو آگ لگا دی۔ چنانچہ صلیبی جنگوں کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ۵۸۶ھ (۱۱۹۰ء) میں انگلینڈ کے بادشاہ رچرڈ اول[1] اور شاہ فرانس فلپ آگسٹ[2] مل کر بیت المقدس پر حملہ آور ہوئے

---

[1] رچرڈ اول انگلستان کا بادشاہ (۱۱۸۹ء-۱۱۹۹ء) صلیبی لڑائیوں میں شامل رہا۔

[2] فلپ اگسٹ (۱۱۸۰ء-۱۲۲۳ء) نے تیسری صلیبی جنگ میں اہم حصہ لیا۔

اور ایک سال بعد محاصرہ عکّا[1] میں بھی یہ دونوں طاقتیں شامل تھیں۔ یہ لڑائیاں ۱۸ ماہ تک جاری رہیں۔ جب عیسائی طاقتوں نے دیکھا کہ کامیابی کی کوئی امید باقی نہیں رہی تو ۵۷۸ھ (۱۱۹۲ء) میں تین برس کے لیے صلح کر لی۔ ۵۸۹ھ (۱۱۹۳ء) میں صلاح الدین کی وفات ہوگئی اور معاً اس کی وسیع سلطنت اس کے بھائیوں، لڑکوں اور بھتیجوں میں تقسیم ہوگئی۔ صلاح الدین کے ایک بھائی سیف الدین عادل نے آہستہ آہستہ باقی تمام وارثانِ سلطنت کو اپنا محکوم بنا کر سلطنت کو پھر طاقت ور بنا لیا۔

صلاح الدین کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں نے سلطنت کے تین حصے کر لیے۔ افضل نے اپنا پایۂ تخت دمشق کو بنا لیا۔ عزیز نے قاہرہ اور ظاہر نے حلب کو انتخاب کیا۔ ۵۹۲ھ (۱۱۹۹ء) میں عادل نے عزیز کے جانشین منصور کو مصر سے باہر نکال دیا۔ صرف حلب بچ گیا جو ۶۴۸ھ (۱۲۶۰ء) تک صلاح الدین کی اولاد کے قبضے میں رہا۔

۵۹۲ھ (۱۱۹۶ء) اور ۵۹۶ھ (۱۱۹۹ء) کے درمیانی عرصے میں سیف الدین عادل مصر اور شام کے بیشتر حصے کا مالک بن چکا تھا۔ ۵۹۷ھ (۱۲۰۰ء) میں اپنے ایک لڑکے کو الجزیرہ کا حاکم بنا کر بھیج دیا۔ اور اپنی موت ۶۱۵ھ (۱۲۱۸ء) تک سلطنت ایوبی کے بیشتر حصے پر حکومت کرتا رہا۔ جب عادل کا انتقال ہوگیا تو اس کے لڑکوں نے سلطنت کو تقسیم کر لیا اور اس طرح مصر، دمشق اور الجزیرہ میں ایوبی سلاطین کے چھوٹے چھوٹے سلسلے شروع ہوگئے جو عادل کی پشت سے تھے۔ حماۃ، حمص اور یمن میں بھی ایوبی فرمانروا موجود تھے۔ جو ایوبی خاندان کے دیگر ارکان کی اولاد تھے۔

---

[1] عکّا یا عکّہ فلسطین کی بندرگاہ ہے۔

ایوبی حکومت کی اہم ترین شاخ سلطنت مصر تھی۔ جس کے تصرف میں عموماً ملک شام بھی رہتا تھا۔ اس شاخ پر ۶۴۸ھ (۱۲۵۰ء) میں ممالیک بحری نے قبضہ کرلیا۔

ایوبی سلطنت کی دمشقی شاخ سارے شام پر قبضہ کرنے کے لیے مصری اور حلبی شاخ کے خلاف مدتوں لڑتی رہی۔ ابھی یہ تنازعات جاری تھے کہ ۶۵۸ھ (۱۲۶۰ء) میں تاتاریوں کا سیلاب آپہنچا اور ایک ہی ریلے میں اِن سلطنتوں کو بہالے گیا۔ عادِل نے جو سلطنت الجزیرہ میں قائم کی تھی، وہ ۶۴۳ھ (۱۲۴۵ء) میں ختم ہو چکی تھی۔ ممالیک مصر نے ۶۶۱ھ (۱۲۶۲ء) میں حمص پر قبضہ کرکے وہاں کے ایوبیوں کو ختم کر ڈالا اور ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) میں یمن کے رسولی امرائنے وہاں کی ایوبی سلطنت کو مٹا دیا - ان حادثات کے بعد ایوبی خاندان کی صرف ایک شاخ باقی رہ گئی۔ جس کا پایۂ تخت حماۃ[۱] تھا۔ اور جس کا خاتمہ تقریباً سوا سو برس بعد یعنی ۷۴۲ھ (۱۳۴۱ء) میں ہوا۔ ابوالفدا (اسلام کا مشہور و معروف مورخ) اسی شاخ سے تعلق رکھتا تھا۔

الف - ایوبیانِ مصر

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۵۶۴	صلاح الدین یوسف ناصر	۱۱۶۹
۵۸۹	عماد الدین عثمان عزیز	۱۱۹۳
۵۹۵	سیف الدین ابوبکر عادل *	۱۱۹۸

---

[۱] حماۃ شام کا ایک مشہور شہر جو حمص سے تقریباً ۱۵ میل شمال میں واقع ہے

* یہ سلاطین دمشق پر بھی حکومت کرتے رہے۔

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۵۹۶	محمد کامل *	۱۱۹۹
۶۱۵	سیف الدین ابوبکر عادل ثانی *	۱۲۱۸
۶۳۵	نجم الدین ایوب صالح *	۱۲۳۸
۶۳۷	توران شاہ معظم *	۱۲۴۰
۶۴۸—۶۵۰	موسیٰ اشرف	۱۲۵۰—۱۲۵۲

(ب) ایوبیان دمشق

۵۸۲	نورالدین علی افضل	۱۱۸۶
۵۹۲	سیف الدین ابوبکر عادل (ملاحظہ ہوں حالات مصر)	۱۱۹۶
۶۱۵	شرف الدین عیسیٰ معظم	۱۲۱۸
۶۲۴	صلاح الدین داؤد ناصر	۱۲۲۷
۶۲۶	موسیٰ اشرف (سلطان الجزیرہ)	۱۲۲۸
۶۳۵	اسماعیل صالح	۱۲۳۷
۶۳۵	کامل (سلطان مصر)	"
۶۳۵	عادل (سلطان مصر)	"
۶۳۷	صالح (سلطان مصر)	۱۲۴۰
۶۳۷	اسماعیل صالح (دوبارہ)	"
۶۴۳	صالح (سلطان مصر)	۱۲۴۵
۶۴۷	معظم (سلطان مصر)	۱۲۴۹

* یہ سلاطین دمشق پر بھی حکومت کرتے رہے۔

سالِ ہجری	نام	سالِ عیسوی
۶۴۸—۶۵۸	صلاح الدین یوسف (سلطان حلب)	۱۲۵۰—۱۲۶۰

(اِس سلسلے کو تاتاریوں نے ختم کیا)

ج- ایوبیان حلب

۵۸۲	غیاث الدین غازی بن ظاہر	۱۱۸۶
۶۱۳	غیاث الدین محمد- عزیز	۱۲۱۶
۶۳۴—۶۵۸	صلاح الدین یوسف (سلطان حلب)	۱۲۳۶—۱۲۹۰

(اس سلسلے کو بھی مغلوں نے ختم کیا)

د- ایوبیان الجزیرہ

۵۹۷؟	نجم الدین ایوب اوحد	۱۲۰۰؟
۶۰۷	مظفر الدین موسیٰ اشرف	۱۲۱۰
۶۲۸—۶۴۳	مظفر غازی	۱۲۳۰—۱۲۴۵

(اس سلسلے کو بھی مغلوں نے تباہ کیا)

ھ- ایوبیان حماۃ

۵۷۴	تقی الدین عمر- مظفر اوّل	۱۱۷۸
۵۸۷	محمد منصور اوّل	۱۱۹۱
۶۱۷	قلیج ارسلان ناصر	۱۲۲۰
۶۲۶	تقی الدین محمود مظفر ثانی	۱۲۲۹

سال ہجری	نام	سال عیسوی
۶۴۲	محمد۔ منصور ثانی	۱۲۴۴
۶۸۳–۶۹۸	محمود۔ مظفر ثالث	۱۲۸۴–۱۲۹۸

وہ امرائے ایوبی جو ممالیک مصر کے مطیع تھے

۷۱۰	ابوالفدا اسماعیل۔ مویّد۔ مشہور موّرخ	۱۳۱۰
۷۳۳–۷۴۲	محمد افضل	۱۳۲۲–۱۳۴۱

(اِس سلسلے کو بالآخر ممالیک نے ختم کر ڈالا)

و۔ ایوبیانِ حمص

۵۷۴	محمد بن شیر کوہ	۱۱۷۸
۵۸۱	شیر کوہ مجاہد	۱۱۸۵
۶۳۷	ابراہیم منصور	۱۲۳۹
۶۴۴–۶۶۱	مظفر الدین موسیٰ اشرف	۱۲۴۵–۱۲۶۲

(اس سلسلے کو بھی ممالیک نے منقطع کیا)

ز۔ ایوبیانِ عرب

۵۶۹	توران شاہ بن ایوب۔ معظم	۱۱۷۳
۵۷۷	طغتکین بن ایوب۔ سیف الاسلام	۱۱۸۱
۵۹۳	معزالدین اسماعیل	۱۱۹۶
۵۹۸	ایوب۔ ناصر	۱۲۰۱

سالِ عیسوی	نام	سالِ ہجری
۱۲۱۴	سلیمان۔مظفر	۶۱۱
۱۲۱۵۔۱۲۲۸	صلاح الدین یوسف مسعود	۶۱۲۔۲۶۔۶۲۵

(اس سلسلے کو امرائے رسولی نے ختم کیا)

۲۹۔ممالیک

سنہ ۶۵۰ھ تا سنہ ۹۲۲ھ

(سنہ ۱۲۵۲ء تا سنہ ۱۵۱۷ء)

ممالیک مملوک کی جمع ہے جس کے لفظی معنی "غلام" ہیں۔ عموماً یہ لفظ سفید نسل غلاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ممالیکِ مصر ترک یا چرکسی غلام تھے جو الملک الصالح ایوب کے ہاں بطور سپاہی بھرتی ہوئے تھے۔ ان کے اقتدار کا آغاز شجرۃ الدُّر سے ہوتا ہے۔ جو الملک الصالح کی زوجہ تھی۔

اگرچہ چند سال تک مصر پر موسیٰ ایوبی حکمران رہا لیکن اس کی سلطنت محض برائے نام تھی اور اصلی حاکم ممالیک تھے۔ جونہی موسیٰ کی وفات ہوئی، ممالیک مصر کے واحد حکمران بن گئے۔

ان غلاموں کے دو طبقے تھے، ممالیک بحری و ممالیک بُرجی۔ یہ دونوں طبقے مصر و شام پر دسویں صدی ہجری کے وسط تک فرمانروا رہے۔ گو ان کی سلطنتیں چھوٹی چھوٹی تھیں اور لگاتار ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہا کرتے تھے، تاہم ان کا داخلی انتظام قابلِ تعریف تھا۔ شہر قاہرہ میں آج بھی ایسے آثار ملتے ہیں جو ممالیک[1] کے جمالیاتی ذوق، رنگین مزاجی اور لطافت پسندی کی شہادت

---

[1] اس موضوع پر لین پول نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ ایک کا نام Cario قاہرہ اور دوسری کا Art of Saracens of Egypt ہے

دے رہے ہیں۔

ممالیک بڑے دلاور اور جنگجو لوگ تھے۔ صلیبی لڑائیوں میں عیسائی حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تاتاری درندوں کو بارہا شکستیں دیں۔ وہی تاتاری جو ساتویں صدی میں تمام ایشیا پہ چھا گئے تھے اور مصر پر بڑھنے کا ارادہ کر رہے تھے۔

ممالیک بحری

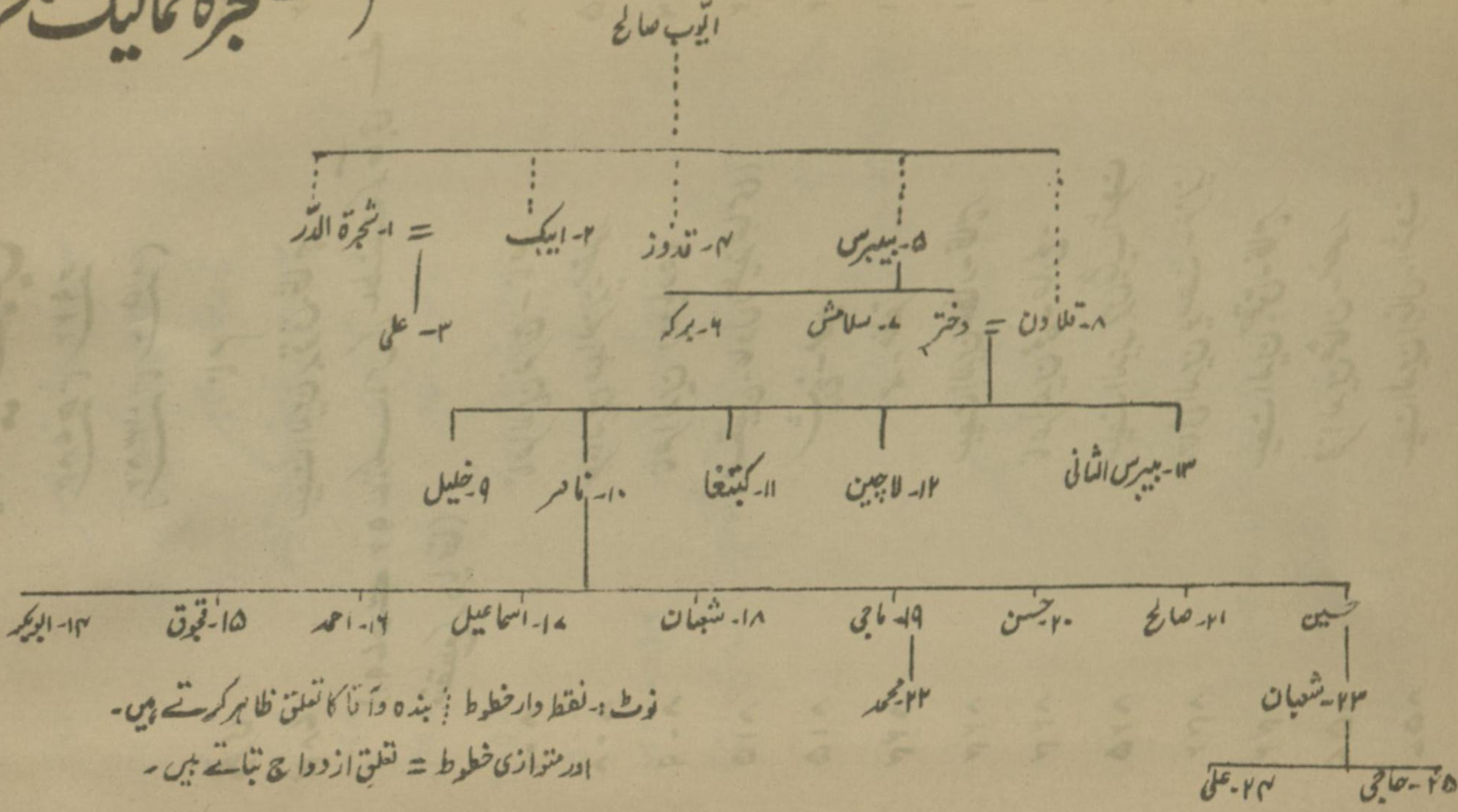
سنہ ۶۴۸ھ تا سنہ ۷۹۲ھ

(سنہ ۱۲۵۰ء تا سنہ ۱۳۹۰ء)

ہجری	نام	عیسوی
۶۴۸	شجرۃ الدّر	۱۲۵۰
۶۴۸	عزّالدین ایبک۔ معزّ	۱۲۵۵
۶۵۵	نورالدین علی۔ منصور	۱۲۵۷
۶۵۷	سیف الدین قدوز۔ مظفر	۱۲۵۹
۶۵۸	رکن الدین بیبرس بندقداری۔ ظاہر	۱۲۶۰
۶۷۶	ناصرالدین برکہ خاں۔ سعید	۱۲۷۷
۶۷۸	بدرالدین سلامش۔ عادل	۱۲۷۹
۶۷۸	سیف الدین قلاوون الفی منصور	۱۲۷۹
۶۸۹	صلاح الدین خلیل اشرف	۱۲۹۰
۶۹۳	ناصرالدین محمد۔ ناصر	۱۲۹۳
۶۹۴	زین الدین کتبغا۔ عادل	۱۲۹۴

ہجری	نام	عیسوی
۶۹۶	حسام الدین لاچین۔منصور	۱۲۹۶
۶۹۸	محمد ناصر (دوبارہ)	۱۲۹۸
۷۰۸	رکن الدین بیبرس جاشنگیر۔مظفر	۱۳۰۸
۷۰۹	محمد ناصر (سہ بارہ)	۱۳۰۹
۷۴۱	سیف الدین ابوبکر۔منصور	۱۳۴۰
۷۴۲	علاؤ الدین قوجوق۔اشرف	۱۳۴۱
۷۴۲	شہاب الدین احمد۔ناصر	۱۳۴۲
۷۴۳	عماد الدین اسماعیل۔صالح	۱۳۴۲
۷۴۶	سیف الدین شعبان۔کامل	۱۳۴۵
۷۴۷	سیف الدین حاجی۔مظفر	۱۳۴۶
۷۴۸	ناصر الدین حسن۔ناصر	۱۳۴۷
۷۵۲	صلاح الدین صالح۔صالح	۱۳۵۱
۷۵۵	حسن ناصر (دوبارہ)	۱۳۵۴
۷۶۲	صلاح الدین محمد منصور	۱۳۶۱
۷۶۴	ناصر الدین شعبان۔اشرف	۱۳۶۳
۷۷۸	علاؤ الدین علی۔منصور	۱۳۷۶
۷۸۳	صلاح الدین حاجی۔صالح	۱۳۸۱
۷۸۴	برقوق (ملاحظہ ہو "ممالیک برجی")	۱۳۸۲
۷۹۱--۷۹۲	حاجی (دوبارہ) بالقب مظفر	۱۳۸۹--۱۳۹۰

(شجرۂ ممالیک بحری)



نوٹ:- نقط دار خطوط ⁞ بندہ و آقا کا تعلق ظاہر کرتے ہیں۔
اور متوازی خطوط = تعلقِ ازدواج بتاتے ہیں۔

ب - مما لیک برجی

۷۸۴ھ تا ۹۲۲ھ

(۱۳۸۲ء تا ۱۵۱۷ء)

عیسوی	نام	ہجری
۱۳۸۲	سیف الدین برقوق - ظاہر (۷۹۱ھ سے ۷۹۲ھ تک اِس کی سلطنت کو حاجی نے منقطع کر دیا تھا)	۷۸۴
۱۳۹۸	ناصر الدین فرج - ناصر	۸۰۱
۱۴۰۵	عز الدین عبد العزیز - منصور	۸۰۸
۱۴۰۶	ناصر الدین (دوبارہ)	۸۰۹
۱۴۱۲	مستعین - عادل (خلیفہ عباسی)	۸۱۵
۱۴۱۲	شیخ - موید	۸۱۵
۱۴۲۱	احمد - مظفر	۸۲۴
۱۴۲۱	سیف الدین ططار - ظاہر	۸۲۴
۱۴۲۱	ناصر الدین محمد - صالح -	۸۲۴
۱۴۲۲	سیف الدین برس بیگ اشرف	۸۲۵
۱۴۳۸	جمال الدین یوسف - عزیز	۸۴۲
۱۴۳۸	سیف الدین جقمق - ظاہر	۸۴۲
۱۴۵۳	فخر الدین عثمان - منصور	۸۵۷
۱۴۵۳	سیف الدین اینال - اشرف	۸۵۷

ہجری	نام	عیسوی
۸۶۵	شہاب الدین احمد۔ موید	۱۴۶۰
۸۶۵	سیف الدین خوش قدم۔ ظاہر	۱۴۶۱
۸۷۲	سیف الدین بل بگ	۱۴۶۷
۸۷۲	تیمور بغا۔ ظاہر	۱۴۶۸
۸۷۳	سیف الدین قایت بیگ اشرف	۱۴۶۸
۹۰۱	محمد۔ ناصر	۱۴۹۵
۹۰۴	قانسوہ۔ ظاہر	۱۴۹۸
۹۰۵	جنبلات۔ اشرف	۱۴۹۹
۹۰۶	قانسوہ غوری۔ اشرف	۱۵۰۰
۹۲۲ - ۹۲۳	ترمان بیگ۔ اشرف	۱۵۱۶ - ۱۵۱۷

اچونکہ یہ سلاطین مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ان کا شجرۂ نسب نہیں دیا گیا۔

(اِس سلسلے کو سلاطین عثمانی نے ختم کیا)

۳۰۔ خدیوانِ مصر

سنہ ۱۲۲۰ھ تا سنہ ۱۳۱۱ھ

(سنہ ۱۸۰۵ء تا سنہ ۱۸۹۳ء)

سنہ ۹۲۲ھ (سنہ ۱۵۱۷ء) میں سلطان سلیم خاں اوّل نے مصر کو فتح کیا۔ یہاں دولتِ عثمانیہ کی طرف سے پاشا مقرر ہوا کرتے تھے۔ تین سو برس تک یہ قلمرو پاشاؤں کے زیر نگیں رہی۔ اس کے بعد اختیارات ملوک بیگوں کو منتقل

ہوگئے۔ ۱۷۹۸ء میں مصر پہ نپولینوں نے قبضہ جمالیا اور ممالیک کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ معاً بعد انگریزوں نے ابوقیر اور اسکندریہ پر قبضہ کرلیا۔ پیچھے پیچھے فرانسیسی بھی آگئے۔ (۱۲۱۶ھ = ۱۸۰۱ء) انگریزوں اور فرانسیسوں کے اختلاف کی وجہ سے غلاموں کا سلسلہ پھر قائم ہوگیا۔ ۱۲۲۰ھ (۱۸۰۵ء) میں محمد علی نے جو افواج البانیہ کا سردار اور دربار عثمانی کی طرف سے عامل مصر تھا، غلاموں کو شکست دے کر مصر پر قبضہ جمالیا۔ ۱۲۲۶ھ (۱۸۱۱ء) میں ایک اور لڑائی کی اور مصر کو پوری طرح اپنے اقتدار میں لے لیا۔ گو رسماً مصر پر سلاطین عثمانی کی حکومت تھی لیکن دراصل محمد علی ہی مصر کا فرمانروا تھا۔ محمد علی کے چوتھے جانشین یعنی اسماعیل پاشا نے ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۱ء) میں اپنے لیے خدیو کا لقب تجویز کیا۔

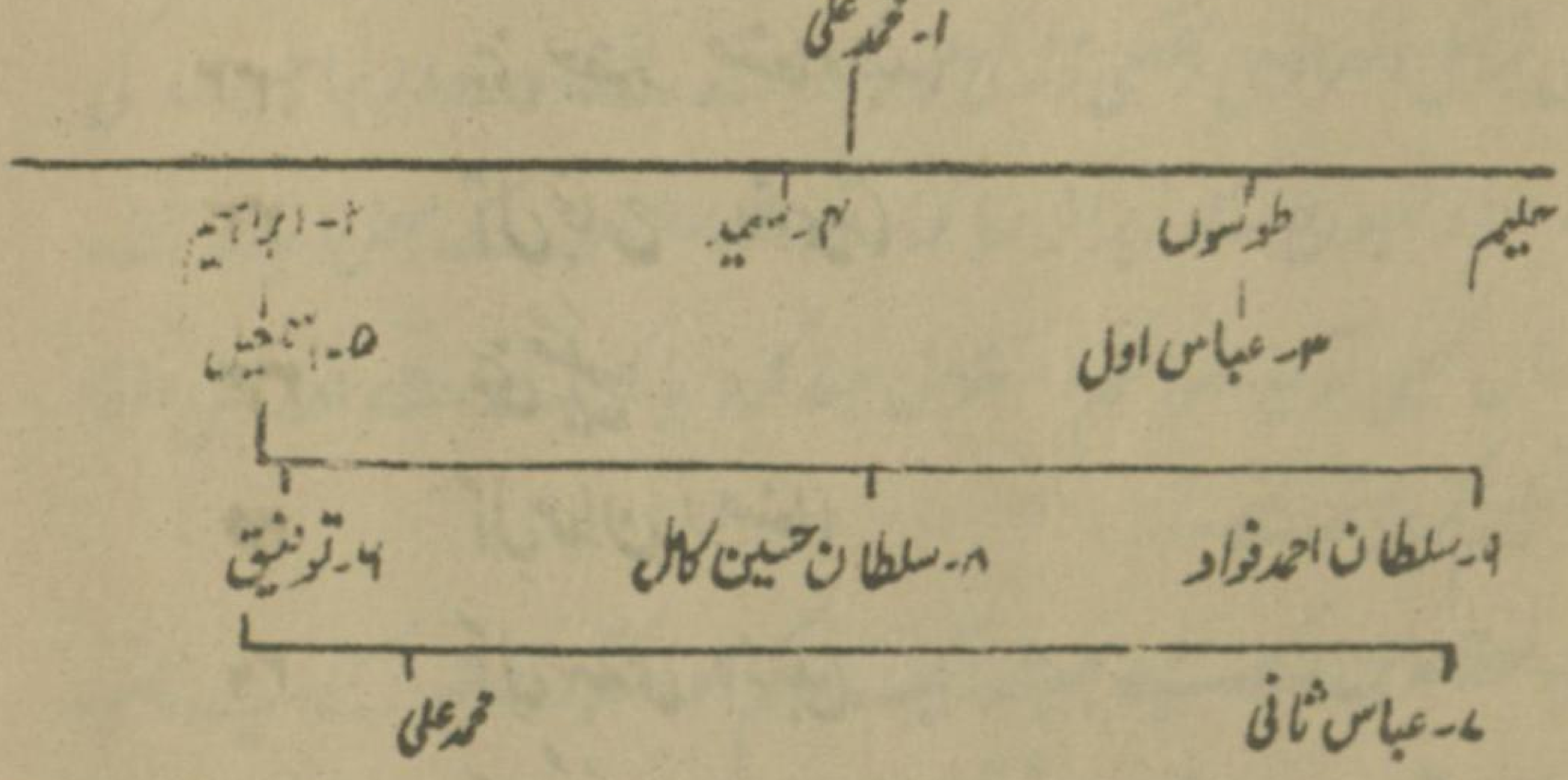
۱۲۴۷ھ (۱۸۳۱ء) میں محمد علی نے شام کو بھی قلمرو مصر کا حصہ بنالیا لیکن ۱۲۵۷ھ (۱۸۴۱ء) میں انگریزوں کے دباؤ کی وجہ سے ملکِ شام سلاطینِ عثمانی کو لوٹا دیا۔ محمد علی نے سوڈان میں بھی قدم جمانے شروع کیے۔ اسماعیل پاشا کے زمانے تک تمام سوڈان فتح ہوگیا اور جنرل گارڈن کی موت ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۵ء) تک مصر کا ایک حصہ بنا رہا۔

مصر کی جنوبی حدود دریائے نیل کے آبشار تک ہیں۔ ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۳ء) سے (عرابی پاشا کی بغاوت کو کچلنے کے بعد) یہ حکومت سلطنتِ انگریزی کا حصہ بن چکی ہے۔ اور برطانوی گماشتے مصر کے اندرونی نظام میں بھی دخیل ہو رہے ہیں۔

ہجری	نام	عیسوی
۱۲۲۰	محمد علی	۱۸۰۵

ہجری	نام	عیسوی
۱۲۶۴	ابراہیم	۱۸۴۸
۱۲۶۴	عباس اوّل	۱۸۴۸
۱۲۷۰	سعید	۱۸۵۴
۱۲۸۰	اسماعیل	۱۸۶۳
۱۳۰۰	توفیق	۱۸۸۲
۱۳۰۹	عباس ثانی (موجودہ خدیو)[1]	۱۸۹۲

شجرہ



---

[1] یعنی تالیف کتاب کے وقت۔ سنہ ۱۳۳۲ھ (سنہ ۱۹۱۴ء) میں جب پہلی۔ جنگ عظیم (سنہ ۱۹۱۴ء = سنہ ۱۹۱۸ء) چھڑ گئی تو انگریزوں نے عباس حلمی پاشا کو اس بنا پر خدیوی مصر سے معزول کر دیا کہ وہ ترکوں کی طرف (جو انگریزوں کے خلاف لڑ رہے تھے) مائل تھا اور اس کی جگہ حسین کامل کو جو توفیق کا بھائی اور اسماعیل کا لڑکا تھا۔ سلطان کا خطاب دے کر تخت مصر پر بیٹھا دیا۔ یکم صفر سنہ ۱۳۳۲ھ (سنہ ۱۹۱۴ء) کو حسین تخت نشین ہوا اور ۲۳۔ ذی الحج سنہ ۱۳۳۹ھ (سنہ ۱۹۲۱ء) کو سلطان احمد فواد اس کا جانشین بنا۔ سلطان احمد کی وفات ۲۸۔ اپریل سنہ ۱۹۳۶ء کو ہوئی ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۳۷ء کو شاہ فاروق تخت نشین ہوا۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں جنرل نجیب نے حکومت پر قبضہ کر کے فاروق کو جلاوطن کر دیا اور سنہ ۱۹۵۴ء میں ناصر بر سر اقتدار آیا۔ آج سنہ ۱۹۶۴ء میں بھی وہی سب کچھ ہے۔

باب پنجم

عربستان سعید (یمن)

تیسری صدی ہجری سے گیارھویں صدی ہجری تک
(نویں صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی تک)

باب پنجم

یمن

تیسری صدی ہجری سے گیارھویں صدی ہجری تک
(نویں صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی تک)

ظہورِ اسلام کے بعد بھی عرب کی حالت ایامِ جاہلیت جیسی تھی۔ خلفاء کے عہد میں بھی قبائل انفرادی و شخصی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور دورِ جاہلیت کی طرح اپنے امراو شیوخ کے زیرِ اثر رہا کرتے تھے۔ عرب کے بعض ایسے خطے بھی تھے جہاں کبھی تو یہ امراعَلَمِ استقلال بلند کر دیا کرتے تھے اور کبھی خلفاء کی قیادت تسلیم کر لیتے تھے۔

اگرچہ خلفاء یمن کے لیے ہمیشہ ایک حاکم اور مکّہ و مدینہ کے لیے نائب الحکومتہ مقرر کرتے رہے۔ لیکن جو خطّے ان رقبوں سے ذرا باہر تھے وہاں مقامی امراء کا سکہ چلتا تھا۔ تیسری صدی ہجری کے آغاز میں جب چند ایک خود مختار خاندانوں نے اسلامی سلطنت کی وحدت کا شیرازہ بکھیرنا شروع کیا تو فرمانروائے یمن نے بھی شمالی افریقہ کے بنو اغلب اور ادارسہ کی تقلید کرتے ہوئے خلفاء کی حکومت کا جوا اُتار پھینکا اور عین اس وقت جب خراسان میں امرائے طاہری ایک خود مختار سلطنت کی بنیاد ڈال رہے تھے، شہر زبید میں (از بلادِ تہامہ) محمد بن عبداللہ بن زیاد نے عَلَمِ استقلال بلند کر دیا اور اس طرح عرب میں خود مختار سلسلوں کی وبا پھیل گئی۔ اگرچہ

اس انقلاب کے بعد بھی گاہے ماہے خلفاء کی طرف سے کوئی نہ کوئی عامل عرب میں مقرر ہوتا رہا لیکن دراصل سارا عرب خلفاء کے تسلّط سے آزاد ہو چکا تھا۔

۳۲۔ بنی زیاد[1]

(زبید میں)

۲۰۴ھ تا ۴۰۹ھ

(۸۱۹ء تا ۱۰۱۸ء)

بنی زیاد دو صدیوں تک زبید پر حکومت کرتے رہے۔ ان کی قلمرو میں یمن کا اکثر حصہ شامل تھا۔ جب ان کے زوال کے دن آئے تو کئی سلسلے معرضِ وجود میں آ گئے۔ مثلاً بنی یعفور صنعا اور جند میں اور سلیمان بن طرف۔ جس نے شہر عثار کو پایۂ تخت بنا کر یمن کے شمالی ساحل پر قبضہ جما لیا۔ اسی طرح ۲۹۲ھ (۹۰۴ء) کے معاً بعد علی بن فضل قرمطی نے طاقت حاصل کر کے زبید کو تباہ کر دیا۔

جب بنی زیاد کمزور ہو گئے تو ۴۱۲ھ (۱۰۲۱ء) میں مرجان حاجب[2] سالار کے ایک حبشی غلام نجاح نامی نے ایک نئے سلسلے کی بنیاد ڈالی جو بنی نجاح کے نام سے مشہور ہوئی

---

[1] عرب کے تمام فرمانروا سلسلوں کی تفصیل پی۔ سی۔ کے P. C. Key کی کتاب Yaman its early Mediaeval History میں دیکھیے۔

[2] حاجب سالار ایک منصب تھا وزارت کے برابر۔

ہجری	نام	عیسوی
۲۰۴	محمد بن عبداللہ بن زیاد	۸۱۹
۲۴۵	ابراہیم بن محمد	۸۵۹
۲۸۹	زیاد بن ابراہیم	۹۰۱
۲۹۱ ؟	ابوالجیش اسحٰق بن ابراہیم	۹۰۳ ؟
۳۷۱ — ۴۰۹	عبداللہ (یا زیاد یا ابراہیم) بن اسحٰق	۹۸۱ — ۱۰۱۸

وزرا (حاجب سالار)

۳۷۱	رشد	۹۸۱
تقریباً ۳۷۲	حسین بن سلامہ	۹۸۳
۴۰۲ — ۴۱۲	مرجان	۱۰۱۱ — ۱۰۲۱
۴۰۷ — ۴۱۲	نفیس	۱۰۱۶ — ۱۰۲۱

۳۴ ۔ بنی یعفور

(صنعا و یمن میں)

۲۴۷ھ تا ۳۸۷ھ

(۸۶۱ء تا ۹۹۷ء)

۲۴۷	یعفور بن عبدالرحمن	۸۶۱
۲۵۹	محمد بن یعفور	۸۷۲
۲۷۹	عبدالقادر بن احمد بن یعفور	۸۹۲
۲۷۹	ابراہیم بن محمد	۸۹۲

ہجری	نام	عیسوی
تقریباً ۲۸۵	اسعد بن ابراہیم	۸۹۸ تقریباً
۲۸۸	امام الہادی الرسّی	۹۰۰
۲۹۹	علی بن الفضل القرمطی	۹۱۱
۳۰۳	اسعد (دوبارہ)	۹۱۵
۳۳۲	محمد بن ابراہیم	۹۴۴
۳۸۷-۳۵۲	عبداللہ بن قحطان	۹۹۷-۹۶۳

(یہ سلسلہ آہستہ آہستہ مٹ گیا)

۳۵- بنی نجاح

(زبید میں)

۴۱۲ھ تا ۵۵۳ھ

۱۰۲۱ء تا ۱۱۵۸ء

بنی زیاد کے آخری حاجب سالار (مرجان) کا ایک حبشی غلام نجاح نامی اپنی موت یعنی ۴۵۲ھ (۱۰۶۰ء) تک زبید میں حکومت کرتا رہا۔ ۴۵۴ھ (۱۰۶۲ء) میں زبید پر بنی صُلَیح کا قبضہ ہو گیا۔ اُنیس برس بعد یعنی ۴۷۳ھ (۱۰۸۰ء) میں نجاح کے لڑکے نے زبید واپس لے لیا۔ اس شہر پر یکے بعد دیگرے ان ہی دو خاندانوں کا قبضہ رہا (ملاحظہ ہو بنی صلیح)

۴۸۳ھ (۱۰۸۹ء) کے بعد زبید پر بنی نجاح کا مستقل قبضہ ہو گیا۔ جو اس خاندان کے زوال تک باقی رہا۔ بنی زیاد کی طرح اس خاندان پر بھی وزرا چھا گئے اور ۵۵۴ھ (۱۰۵۹ء) میں بنی مہدی نے اس سلسلے کو ختم کر دیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۴۱۲	نجاح المؤید (وفات ۴۵۲ھ)	۱۰۲۱
۴۵۴	علی داعی الصلیحی	۱۰۶۲
۴۷۳	سعید بن نجاح الاحول	۱۰۸۰
۴۸۲	جُیش بن نجاح	۱۰۸۹
۴۹۸	الفاتک الاول بن جیش	۱۱۰۴
۵۰۳	المنصور بن الفاتک	۱۱۰۹
تقریباً ۵۱۷	الفاتک الثانی بن المنصور	۱۱۲۳ تقریباً
۵۳۱-۵۵۴	الفاتک الثالث بن محمد بن المنصور	۱۱۳۶-۱۱۵۹

(اس سلسلے کو بنی مہدی نے ختم کیا)

۳۶- بنی صُلَیح

(صنعا میں)

سنہ ۴۲۹ھ تا سنہ ۴۹۵ھ

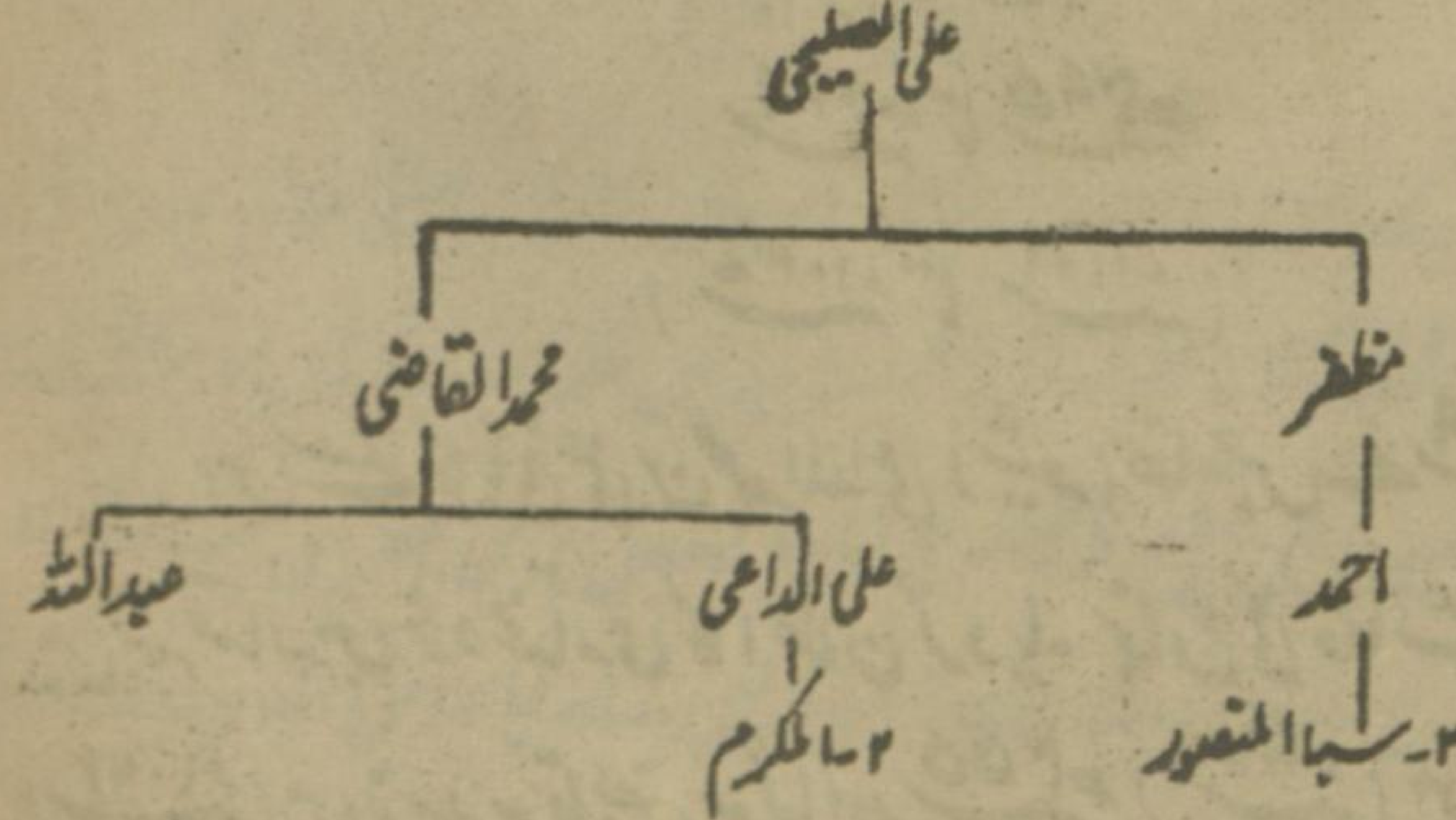
(سنہ ۱۰۳۷ء تا سنہ ۱۱۰۱ء)

اس سلسلے کا بانی علی بن محمد الداعی (شیعہ) تھا جس نے سنہ ۴۲۹ھ (سنہ ۱۰۳۷ء) میں شہر مسار میں خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ نجاح کی وفات کے بعد سنہ ۴۵۴ھ (سنہ ۱۰۶۲ء) میں زبید پہ قابض ہو گیا اور سنہ ۴۵۵ھ (سنہ ۱۰۶۲ء) میں صنعا و یمن کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ سنہ ۴۵۵ھ اور سنہ ۴۵۶ھ (سنہ ۶۳-۱۰۶۴ء) کے درمیانی عرصہ میں مکہ فتح کر لیا۔ گو اس کا پایۂ تخت صنعا تھا لیکن زبید پہ سال وفات یعنی سنہ ۴۷۳ھ (سنہ ۱۰۸۰ء) تک قابض رہا۔ اس کی وفات کے معاً بعد زبید

اس خاندان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ لیکن اس کے لڑکے مکرم نے ۴۷۵ھ (۱۰۸۲ء) میں دوبارہ لے لیا۔ ۴۷۹ھ (۱۰۸۶ء) میں پھر یہ شہر ہاتھ سے جاتا رہا اور ۴۸۱ھ (۱۰۸۸ء) میں سہ بارہ فتح ہوا۔ کچھ عرصے کے بعد یہ شہر ہمیشہ کے لیے بنی صُلَیح کے قبضے سے نکل گیا۔ مکرم نے ۴۸۰ھ (۱۰۸۸ء) میں اپنا پایۂ تخت صنعا سے ذوجبلہ (مخلاف جعفر کا ایک شہر) میں منتقل کر لیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۴۲۹	ابو کامل علی بن محمد	۱۰۳۷
۴۷۳	احمد المکرم	۱۰۸۰
۴۸۴–۴۹۲	ابو حمیر سبا المنصور	۱۰۹۱–۱۰۹۸

بنی صُلَیح کا شجرۂ نسب



(اس سلسلے کو صنعا کے ایک اور سلسلے بنی حمدان نے ختم کیا)

۲۷۔ بنی حمدان

(صنعا میں)

۴۹۲ھ تا ۵۶۹ھ

(۱۰۹۸ء تا ۱۱۷۳ء)

بنی حمدان کے تمام سلسلے حاشد و بقیل نامی قبائل کی نسل سے ہیں جو یمن کے طول و عرض میں نہایت احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور صنعا و سعدہ کے درمیانی علاقے پر قابض تھے۔ بنی صلیح کے بعد اس خاندان نے تقریباً ۷۵ برس تک حکومت کی۔ اس کے بعد ایوبی کُردوں نے اس سلسلے کو ختم کر ڈالا۔

ہجری	نام	عیسوی
۴۹۲	حاتم بن الغشیم	۱۰۹۸
۵۰۲	عبداللہ بن حاتم	۱۱۰۸
۵۰۴	معن بن حاتم	۱۱۱۰
تقریباً ۵۱۰	ہشام بن القبیت	۱۱۱۶ تقریباً
	الحماس بن القبیت	
	حاتم بن الحماس	
۵۴۵	حاتم بن احمد	۱۱۵۰
۵۵۶ — ۵۶۹	علی الوحید بن حاتم	۱۱۶۰ — ۱۱۷۳

(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

۳۸- بنو مہدی

(زبید میں)

۵۵۴ھ تا ۵۶۹ھ

(۱۱۵۹ء تا ۱۱۷۳ء)

زبید میں بنی صُلَیح کے بعد اس سلسلے کی حکومت قائم ہوئی- اِس سلسلے کا بانی علی بن مہدی تہامہ کا ایک صوفی تھا- جس نے نبوت کا اعلان کر دیا تھا اور اپنے پیروؤں کو آنحضرت صلعم کی طرح مہاجرین و انصار میں بانٹ ڈالا تھا- ۵۴۵ھ (۱۱۵۰ء) میں تہامہ کے بعض قلعوں پر متصرف ہو گیا اور ۵۵۴ھ (۱۱۵۹ء) میں شہر زبید پر حملہ کیا- علی کے جانشینوں نے بلاد تہامہ اور کچھ نواحی خطوں پر قبضہ قائم رکھا- آخر ایوبیوں نے اس خاندان کو ختم کر ڈالا-

ہجری	نام	عیسوی
۵۵۴	علی بن مہدی	۱۱۵۹
۵۵۴	مہدی بن علی	۱۱۵۹
۵۵۸-۵۶۹	عبدالنبی بن علی	۱۱۶۲-۱۱۷۳

(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

۳۹۔ بنی زُریع

۴۷۶ھ تا ۵۶۹ھ
(۱۰۸۳ء تا ۱۱۷۳ء)

۴۷۶ھ (۱۰۸۳ء) میں بنی صُلَیح کے دوسرے فرمانروا المکرم نے دو بھائیوں یعنی عباس بن الکرم اور مسعود بن الکرم کو عدن کا (مشترک) حاکم مقرر کیا۔ یہ اشتراک ان بھائیوں کی نسل میں بھی جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسی نسل کے دو امیروں یعنی ابو السعود اور ابو الغرات نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ مگر ان کی خود مختاری زیادہ دیر تک قائم نہ رہی۔ تاہم یہ خاندان بنی صُلَیح کے بعد بہت اہم سلسلہ شمار ہوتا ہے اور ایوبیوں کے استیلا تک زندہ رہا۔

شجرۂ بنی زریع[1]

الکرم

- بنی زریع
  - ۲۔ عباس (۴۷۶ھ (۱۰۸۳ء)
  - ۴۔ زریع ۵۰۸ھ (۱۱۱۴ء)
  - ۱۔ ابو السعود
  - ۳۔ سبا
  - ۵۔ علی الاعز المرتضیٰ (۵۳۳ھ ۱۱۳۸ء)
  - ۶۔ محمد ۵۳۴ھ (۱۱۳۹ء)
  - ۷۔ عمران
    - منصور
    - ابو سعود
    - ۸۔ محمد (۵۶۰ھ۔ ۵۶۹ھ (۱۱۶۴-۱۱۷۳ء)
- بنی مسعود
  - ۱۔ مسعود (۴۷۶ھ (۱۰۸۳ء)
  - ۲۔ ابو الغرات
    - ۴۔ علی (۵۳۳ھ ۱۱۳۸ء میں حکومت سے دست بردار ہو گیا)
    - ۳۔ محمد

(ابو سعود کے چھوٹے چھوٹے بچے یاسر بن بلال وزیر کی نگرانی میں حکومت کرتے رہے۔ اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

---

[1] یہ فہرست مسٹر ایچ۔ سی۔ کے کی مشہور تالیف "تاریخ یمن" سے نقل کی گئی ہے۔ صفحہ ۳۰۷۔ طبع ۱۸۹۲ء

۲۹- ایوبیانِ یمن

۵۶۹ھ تا ۶۲۵ھ

(۱۱۷۳ء تا ۱۲۲۸ء)

۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں عرب پر ایوبیوں کا تسلط اس ملک کی تاریخ کا بہت بڑا انقلاب تھا۔ اس لیے کہ صلاح الدین ایوبی کے لڑکوں نے یمن پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں کے تمام فرمانروا سلسلوں کا خاتمہ کر ڈالا تھا اور جس سختی سے وہ مصر، شام اور الجزیرہ پر حکمرانی کر رہے تھے یہاں بھی شروع کر دی۔

ایوب کے لڑکے توران شاہ نے بنی حمدان کو صنعا میں، بنی زریع کو عدن میں اور بنو مہدی کو زبید میں مٹا دیا اور یمن تقریباً پچاس برس تک یعنی ۵۶۹ھ سے ۶۲۵ھ (۱۱۷۳ء - ۱۲۲۷ء) تک ایوبیوں کے قبضے میں رہا۔ ایوبیانِ عرب کی فہرست پہلے "ایوبیوں" کے ضمن میں دی جا چکی ہے مناسب یہی ہے کہ یہاں بھی درج کر دی جائے۔

ہجری	نام	عیسوی
۵۶۹	توران شاہ الملک المعظم	۱۱۷۳
۵۷۷	طغتکین، سیف الاسلام	۱۱۸۱
۵۹۳	اسماعیل، معز الدین	۱۱۹۶
۵۹۸	ایوب، الملک الناصر	۱۲۰۱
۶۱۱	سلیمان، الملک المظفر	۱۲۱۴
۶۱۲ — ۶۲۵	یوسف، الملک المسعود	۱۲۱۵ — ۱۲۲۸

(اس سلسلے کو رسولیوں نے ختم کیا)

۴۴۔ رسولیانِ یمن

۶۲۶ھ تا ۸۵۸ھ

(۱۲۲۹ء تا ۱۴۵۴ء)

رسولی یمن میں ایوبیوں کے جانشین بنے اور حضر موت سے مکہ تک کا علاقہ اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ ان کی حکومت کا عرصہ تقریباً دو سو برس تھا۔ اس خاندان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عربی زبان میں قاصد یا ایلچی کو رسول کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ بغداد نے ایک ایلچی (رسول) آخری شاہ یمن کے پاس بھیجا۔ بادشاہ نے اس کے لڑکے کو جو علی بن رسول کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ ۶۱۹ھ (۱۲۲۲ء) میں حاکم مکہ مقرر کر دیا۔ جب ایوبیانِ عرب کا آخری فرمانروا یعنی مسعود فوت ہو گیا تو علی بن رسول کا لڑکا نور الدین عمر المنصور ۶۲۵ھ (۱۲۲۸ء) میں تخت یمن پر قابض ہو گیا اور یہیں سے یہ سلسلہ چل پڑا۔

ہجری	نام	عیسوی
۶۲۶	عمر بن علی المنصور	۱۲۲۹
۶۴۷؟	یوسف المظفر	۱۲۴۹؟
۶۹۴	عمر الاشرف	۱۲۹۵
۶۹۶	داؤد المؤید	۱۲۹۷
۷۲۱	علی المجاہد	۱۳۲۱
۷۶۴	العباس الافضل	۱۳۶۳

ہجری	نام	عیسوی
۸۷۸	اسماعیل اول الاشرف	۱۳۷۶
۸۰۳	احمد الناصر	۱۴۰۰
۸۲۹	عبداللہ المنصور	۱۴۲۶
۸۳۰	اسماعیل الثانی	۱۴۲۷
۸۳۱	یحیٰ الظاہر	۱۴۲۸
۸۴۲	اسماعیل الثالث الاشرف	۱۴۳۸
۸۴۵	یوسف المظفر	۱۴۴۱
	رسولیوں کے رقیب (اسی خاندان سے)	
۸۴۶	محمد المفضل	۱۴۴۲
۸۴۶	عبداللہ الناصر	۱۴۴۲
۸۵۴-۸۵۸	المسعود	۱۴۵۰-۱۴۵۴
۸۵۵	الحسین المؤید	۱۴۵۱

(اس سلسلے کو بنی طاہر نے ختم کیا)

شجرۂ رسولیاں

- رسول
  - علی
    - ۱۔عمر المنصور
      - ۲۔یوسف المظفر
        - ۳۔عمر الاشرف
        - ۴۔داؤد المؤید
          - ۵۔علی المجاہد
            - ۶۔العباس
              - ۷۔اسماعیل الاول الاشرف
                - ۸۔احمد الناصر
                  - ۹۔عبداللہ المنصور
                  - ۱۰۔اسماعیل الثانی
                    - عمر
                      - ۱۳۔یوسف المظفر
                - ۱۱۔یحییٰ الظاہر
                  - ۱۲۔اسماعیل الثالث

۱۴- بنی طاہر

(یمن)

۸۵۰ھ تا ۹۲۳ھ

(۱۴۴۶ء تا ۱۵۱۷ء)

بنی طاہر یمن میں رسولیوں کے جانشین تھے اور اس وقت ختم ہوئے جب مصر کے ایک مملوک فرمانروا قانصوہ الغوری نے عرب کو مسخر کر لیا۔ ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں عرب عثمانی ترکوں کے قبضے میں چلا گیا۔ امامانِ یمن نے ترکوں کے خلاف تحریک شروع کر دی اور آخر ایک سو سولہ برس بعد یعنی ۱۶۳۳ء میں ترکوں کو یمن سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔

ہجری	نام	عیسوی
۸۵۰	صلاح الدین عامر الاول۔ الظافر (زبید میں م ۸۷۰ھ) شمس الدین علی المجاہد (عدن میں م ۸۸۳ھ)	۱۴۴۶
۸۸۳	تاج الدین عبد الوہاب۔ المنصور	۱۴۷۸
۸۹۴-۹۲۳	صلاح الدین عامر۔ الظافر	۱۴۸۸-۱۵۱۷

شجرہ

طاہر

(الف) ۱- الظافر الاول (زبید)

(ب) ۱- المجاہد (عدن)

داؤد

۲- المنصور

۳- الظافر الثانی

(اس سلسلے کو ممالیک مصر اور ترکانِ عثمانی نے ختم کیا)

۲۴- امامانِ رسّی

(صعدہ)

۲۸۰ھ تا ۷۰۰ھ

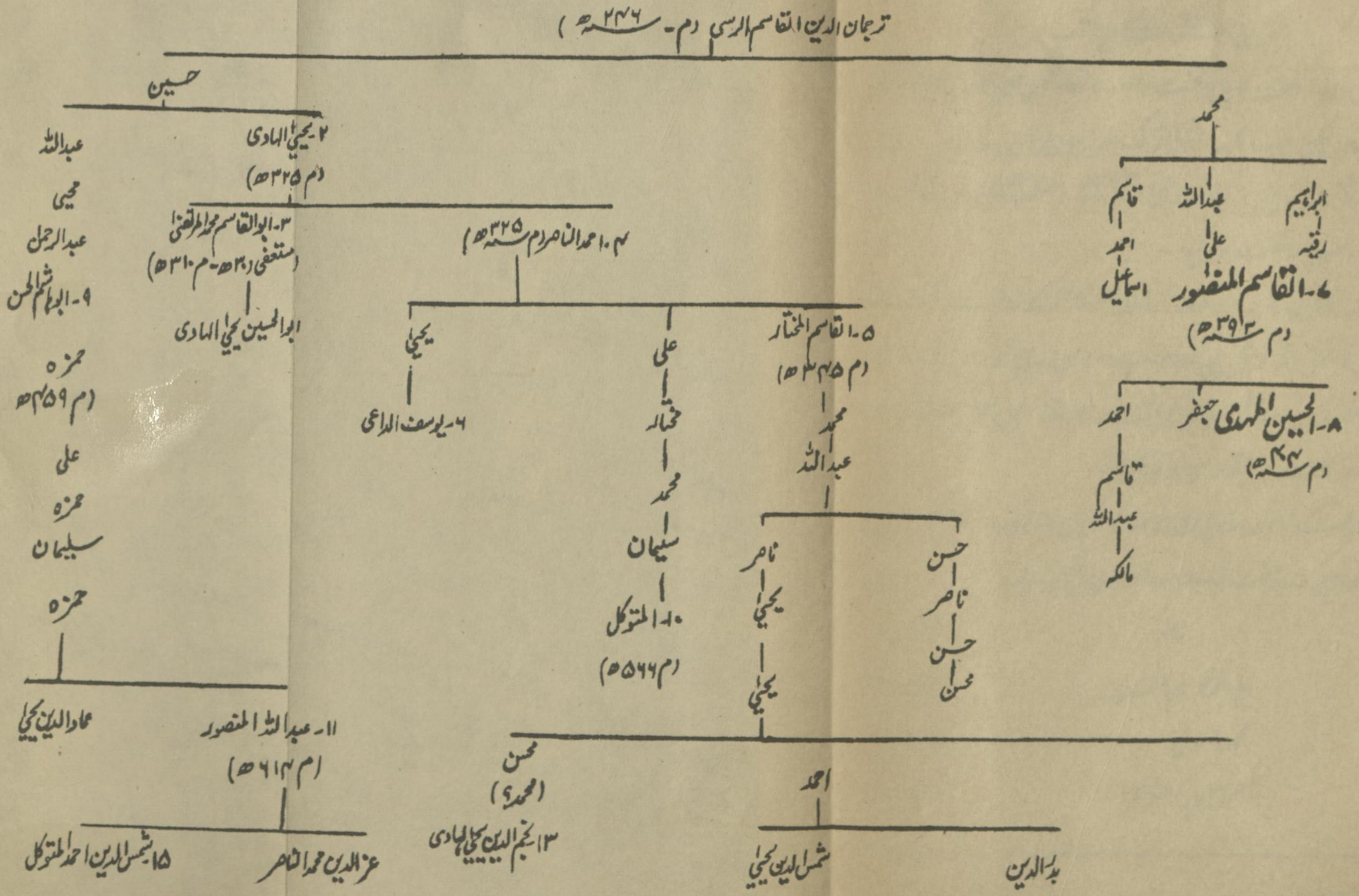
(۸۹۳ء تا ۱۳۰۰ء)

خلیفہ مامون کے زمانے میں ایک شخص القاسم الرّسّی مدعی نبوت تھا۔ اس کے پوتوں میں سے ایک کا نام یحییٰ الہادی تھا۔ جس نے صعدہ (یمن کا ایک شہر) میں فرقہ زیدیہ کی بنا ڈالی۔ یہ فرقہ آج بھی یمن میں موجود ہے۔ اس فرقے کے ائمہ کے متعلق تاریخی اطلاعات غیر یقینی و غیر مربوط ہیں۔ بہرحال جو کچھ بھی اب تک معلوم ہو سکا ہے وہ درج ذیل ہے:

ہجری	نام	عیسوی
۲۴۶	القاسم الرّسّی۔ ترجمان الدین	۸۶۰
۲۸۰	یحییٰ، الہادی الی الحق	۸۹۳
۲۹۸	ابوالقاسم محمد۔ المرتضیٰ	۹۱۰
۳۰۱	احمد۔ الناصر	۹۱۳
۳۲۴	القاسم، المختار	۹۳۵
	یوسف، الداعی	
	القاسم، المنصور	
۳۹۳	الحسین، المہدی (م ۴۰۴ھ)	۱۰۰۳
۴۲۶	الحسن، ابوہاشم	۱۰۳۵
۴۳۰	ابوالفتح الدیلمی، الناصر	۱۰۳۸

ہجری	نام	عیسوی
۵۳۲	احمد المتوکل (م۔ سنہ ۵۶۶ھ)	۱۱۳۷
۵۹۳	عبداللہ، المنصور (م۔ سنہ ۶۱۴ھ)	۱۱۹۶
۶۱۴—۶۲۳	عز الدین محمد، الناصر	۱۲۱۷-۱۲۲۶
۶۱۴	نجم الدین یحیٰ، الہادی	۱۲۱۷
۶۲۳؟	احمد بن الحسین المہدی	۱۲۲۶؟
۶۵۶	شمس الدین احمد، المتوکل	۱۲۵۸
تقریباً ۶۸۰	داؤد، المنتصر	۱۲۸۱ تقریباً

امامانِ رسّی


ترجمان الدین القاسم الرسی (م۔ سنہ ۲۴۶ھ)
حسین
محمد
عبداللہ
یحیی
عبدالرحمن
۹۔ ابوہاشم الحسن
حمزہ (م ۴۵۹ھ)
علی
حمزہ
سلیمان
حمزہ
عماد الدین یحیی
۱۱۔ عبداللہ المنصور (م ۶۱۴ھ)
۱۵۔ شمس الدین احمد المتوکل
عز الدین محمد الناصر
۲۔ یحیی الہادی (م ۳۲۵ھ)
۳۔ ابوالقاسم محمد المرتضیٰ (مستعفی ۳۰۱ھ۔ م ۳۱۰ھ)
ابوالحسین یحیی الہادی
۴۔ احمد الناصر (م سنہ ۳۲۵ھ)
یحیی
۶۔ یوسف الداعی
علی
مختار
محمد
سلیمان
۱۰۔ المتوکل (م ۵۶۶ھ)
۵۔ القاسم المختار (م ۳۴۵ھ)
محمد
عبداللہ
ناصر
یحیی
یحیی
حسن
ناصر
حسن
محسن
محسن (محمد؟)
۱۳۔ نجم الدین یحیی الہادی
احمد
شمس الدین یحیی
بدر الدین
ابراہیم
رقیہ
عبداللہ
علی
۷۔ القاسم المنصور (م سنہ ۳۹۳ھ)
قاسم
احمد
اسماعیل
۸۔ الحسین المہدی (م سنہ ۴۰۴ھ)
جعفر
احمد
قاسم
عبداللہ
مالکہ

۳۴- امامانِ صنعا

تقریباً ۱۰۰۰ھ سے اب تک

(تقریباً ۱۵۹۱ء سے اب تک)

آغاز میں ان اماموں کا پایۂ تخت صعدہ تھا۔ کبھی کبھی صنعا پر بھی قبضہ کر لیا کرتے تھے لیکن جب تک عثمانی ترک سرزمین یمن میں رہے، ان اماموں نے پایۂ تخت تبدیل نہ کیا اور جونہی ۱۰۴۳ھ (۱۶۳۳ء) میں ترک یمن سے نکلے، صنعا پایۂ تخت بن گیا۔

ہر چند کہ اماموں کا یہ سلسلہ "امامانِ صنعا" کے نام سے مشہور ہے لیکن دراصل ان کا تعلق ائمہ رسّی ہی سے ہے۔ اس لیے کہ اس سلسلے کا بانی ابوالقاسم المنصور۔ یوسف[1] الداعی کی پشت سے تھا جس کا سلسلۂ نسب یحیٰی[2] الہادی تک جاتا ہے جو فرقۂ رسی کا بانی تھا۔

اس سلسلے کے ناموں کی پوری فہرست نہیں مل سکی۔ مسٹر نبوہر NEBUHr نے جو کچھ دریافت کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

ہجری	نام	عیسوی
تقریباً ۱۰۰۰	ابوالقاسم المنصور	۱۵۹۱
۱۰۲۹	محمد المویّد	۱۶۲۰
۱۰۵۴	اسماعیل المتوکل	۱۶۴۴

---

[1] ائمہ رسّی کا چھٹا فرمانروا۔

[2] یوسف الداعی بن یحیٰی بن احمد الناصر بن یحیٰی الہادی بن حسین بن القاسم الرسّی

ہجری	نام	عیسوی
۱۰۸۷	محمد المجید	۱۶۷۶
	احمد المہدی	
۱۰۹۳	محمد الہادی	۱۶۸۲
۱۰۹۵	محمد المہدی	۱۶۸۴
۱۱۲۶	محمد الناصر	۱۷۱۴
۱۱۲۸	القاسم المتوکل	۱۷۱۶
۱۱۳۹	الحسین المنصور	۱۷۲۶
۱۱۳۹	محمد الہادی، المجید	۱۷۲۶
۱۱۴۰	المنصور (دوبارہ)	۱۷۲۷
۱۱۶۰	العباس، المہدی	۱۷۴۷
تقریباً ۱۱۹۰	المنصور	۱۷۷۶ تقریباً

اس سلسلے کے باقی نام نہیں مل سکے۔ ۱۹۶۲ء میں محمد خامس کی وفات ہوئی۔ تو معاً بعد انقلاب آگیا۔ اس وقت جنرل عبداللہ السلال صدر ریاست ہے۔ (مترجم)

باب ششم

شام والجزیرہ

پانچویں صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(دسویں صدی عیسوی سے بارھویں صدی ہجری تک)

۴۴ بنی حمدان (موصل و حلب میں)

۴۵ آل مرداس (حلب میں)

۴۶ بنی عقیل (موصل وغیرہ)

۴۷ آلِ مروان (دیار بکر)

۴۸ آلِ مَزْیَد (حلّہ)

باب ششم

شام والجزیرہ

دورِ حکومتِ عرب

پانچویں صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک
(دسویں صدی عیسوی سے بارھویں صدی عیسوی تک)

فرماں روایانِ ایشیا کا ذکر کرتے وقت ہم اس جغرافیائی ترتیب کو قائم نہیں رکھ سکیں گے جس کا خیال سلاطینِ افریقہ کے ذکر میں رکھا گیا تھا۔ یہاں ہم صرف تاریخی ترتیب کو ملحوظ رکھیں گے اور صفحاتِ آئندہ میں سلسلوں کا ذکر یوں ہوگا۔

باب ششم۔ سلجوقی ترکوں کے استیلا سے پہلے عرب، شام اور الجزیرہ کے سلسلے۔

باب ہفتم۔ سلجوقیوں سے پہلے ایران وما وراءالنہر کے سلسلے۔

باب ہشتم۔ سلجوقی خاندان تمام شاخوں سمیت۔

باب نہم۔ وہ سلسلے جن کی بنیاد سلجوقی فوج کے بعض امرائے ڈالی تھی نیز وہ خاندان جو سلجوقیوں کے ضعف کے بعد اور مغلوں کے استیلا سے پہلے معرضِ شہود میں آئے تھے۔

باب دہم :- مغربی ایشیا میں سلجوقیوں کے جانشین خصوصاً عثمانی ترک

باب یازدہم :- چنگیزی مغل اور ان کی شاخیں۔

باب دوازدہم :- وہ سلسلے جو مغلوں کے کمزور ہونے کے بعد ایران میں پیدا ہو گئے تھے۔

باب سیزدہم۔ وہ سلسلے جو مغلوں کے زوال اور امیر تیمور کے ظہور کے درمیان ماورالنہر میں پیدا ہوئے تھے۔

باب چہاردہم۔ سلاطینِ ہند (سلاطینِ افغانستان کا ایک ضمیمہ)

ان سلسلوں کی تفصیل میں ہم نے کسی حد تک جغرافیائی ترتیب کا بھی خیال رکھا ہے یعنی مغرب سے شروع ہو کر مشرق پر ختم کیا ہے۔ شام اور الجزیرہ سے ابتدا کی ہے اور سلجوقیوں کے استیلا پر اس حصۂ تاریخ کو ختم کیا ہے۔ ایران اور ماورالنہر کے ذکر میں بھی اس ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے سلجوقیوں اور اُن سلجوقی امیروں کا ذکر کیا ہے جنھوں نے مغرب میں اقتدار حاصل کر لیا تھا۔

جب مغل اٹھے تو انھوں نے آلِ عثمان کے بغیر باقی تمام سلسلوں کو مٹا دیا۔ گو ایران میں مغلوں کا اقتدار جلدی مٹ گیا اور وہاں شاہان ایران کے ایسے سلسلے پیدا ہو گئے جن میں سے ایک اب تک باقی ہے۔ (اور ہم نے اُن شاہوں کا ذکر ایک علیحدہ باب میں کیا ہے) لیکن شمال اور مشرق میں مغلوں کی حکومت مدتوں باقی رہی۔ انہی مغلوں سے تیموری مغلوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ترکستان کے ازبک جو آج تک باقی ہیں، تیموری نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت غزنویوں سے شروع ہو کر مغلوں کے آخری بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کے ساتھ ختم ہوتی ہے اور وہاں انگریزی راج قائم ہو جاتا ہے۔

ان سلسلوں کے اولین فرمانروا وہ عربی قبائل ہیں جنھوں نے شام اور الجزیرہ میں اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ جغرافیائی لحاظ سے شام و جزیرہ باقی ممالک سے الگ تھلگ واقع ہوئے ہیں اور الجزیرہ اور ایران کے درمیان ایران و کردستان کے پہاڑ واقع ہیں جو قدرتی سرحد کا کام دیتے ہیں۔ گو قرون اولیٰ کے مسلمان ان پہاڑوں کو پھاند کر آگے نکل گئے تھے۔ اور بعد میں خاندان بویہ نے بھی الجزیرہ کے جنوبی خطوں کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ الجزیرہ اور دیار بکر کا کوئی فرمانروا ان پہاڑوں سے آگے نہ بڑھ سکا اور ان کی فتوحات کا رخ ہمیشہ شام ہی کی طرف رہا۔

امرائے شام و الجزیرہ نہ صرف سکونت اور جغرافیائی حیثیت سے ایک الگ طبقہ شمار ہوتے تھے بلکہ نسلاً بھی ان کا دوسروں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس لیے کہ بنی مروان کے بغیر جو کرد نسل سے تھے، باقی سب کے سب عرب تھے۔ یہ عربی قبائل جو شام و الجزیرہ میں آ کر آباد ہو گئے تھے، اس قدر طاقت ور تھے کہ خلفا بھی ان سے ڈرتے تھے۔ خلافت کے زوال کے بعد ان قبایل نے جو اطراف شام اور فرات کے دژہ مرتفع میں سکونت پذیر تھے، طاقت کے لیے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کیے اور کچھ علاقے قابو کرنے کے بعد چھوٹے چھوٹے سلسلوں کی بنیاد ڈال دی۔ مثلاً بنی تغلب سے آلِ حمدان کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو حلب، موصل اور بعض دیگر شہروں پر قابض رہا۔

بنی کلاب دو شاخوں میں تقسیم ہو گئے، آل مرداس حلب پر متصرف ہو گئے، اور بنی عقیل نے دیار بکر، الجزیرہ اور عراق کے بعض حصوں پر قبضہ جما لیا۔ اِسی طرح بنی مَزیَد جنھوں نے حلّہ میں حکومت قائم کر لی تھی، بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے۔

اگرچہ یہ عربی قبائل بڑے بڑے شہروں اور بعض اوقات بڑی بڑی ریاستوں کے مالک رہے لیکن ان کے طرزِ معیشت میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہوئی، وہی خیموں کی زندگی اور وہی پانی کی تلاش میں شب و روز کا سفر۔

۴۔ بنی حمدان

(حلب۔ موصل وغیرہ)

سنہ ۳۱۷ھ تا سنہ ۳۹۴ھ

(سنہ ۹۲۹ء تا سنہ ۱۰۰۳ء)

آلِ حمدان کا تعلق بنی تغلب سے تھا۔ یہ لوگ موصل کے ارد گرد آباد تھے جب سنہ ۲۶۰ھ (سنہ ۸۷۳ء) میں موصل سیاسی بدنظمیوں کا شکار بنا تو اس سلسلے کے بانی اول حمدان بن حمدون نے کچھ اقتدار حاصل کر لیا اور اس کا لڑکا محمد بن حمدان سنہ ۲۸۱ھ (سنہ ۸۹۴ء) میں شہر ماردین پر قابض ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد معتضد (خلیفۂ بغداد) نے محمد کو ماردین سے نکال دیا۔ سنہ ۲۹۲ھ (سنہ ۹۰۵ء) میں محمد کا بھائی ابو الہیجاء عبداللہ بن حمدان موصل وغیرہ کا حاکم مقرر ہوا اور اسی دن سے آلِ حمدان کا کوکبِ اقبال بلند ہونا شروع ہوا۔

سنہ ۳۰۷ھ (سنہ ۹۱۹ء) میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ کا حاکم بن گیا۔

جب ۳۰۹ھ (۹۲۱ء) میں اس کی وفات ہو گئی۔ تو یہی منصب اس کے بھائی داؤد کو مل گیا۔ ۳۱۲ھ (۹۲۴ء) میں حمدان کا ایک اور لڑکا سعید نہاوند کا حاکم مقرر ہوا اور اس خاندان کے چند دیگر افراد بھی اچھے اچھے عہدوں پر فائز ہو گئے۔

ابوالہیجا، عبداللہ نے اپنے لڑکے حسن کو موصل کا نائب الحکومت مقرر کر دیا۔ حسن دیار ربیعہ، دیار بکر اور موصل پر (۳۱۷ھ تا ۳۱۹ھ ۹۳۱ء) ۳۵۸ھ (۹۶۸ء) تک حکمران رہا۔ حسن کے بعد اس کے لڑکے ابوتغلب کی باری آئی اور وہ ۳۵۸ھ (۹۶۸ء) میں حکومت سے دست بردار ہو گیا۔

۳۳۰ھ (۹۴۱ء) میں حسن کو خلیفہ کی طرف سے ناصرالدولہ کا خطاب ملا اور اس کے بھائی علی کو سیف الدولہ کا۔ سیف الدولہ ابتداء میں واسط پہ حکومت کیا کرتا تھا لیکن ۳۳۳ھ (۹۴۴ء) میں امرائے اخشیدی سے حلب چھین کر اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا۔ اس نے رومیوں کے خلاف لڑتے وقت بڑی شہرت حاصل کی تھی۔

امرائے حمدانی شیعہ تھے اور مصر کے فاطمی خلیفوں کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ سیف الدولہ اور ناصرالدولہ کی وفات کے بعد ان کا اقتدار بہت جلد مٹ گیا۔ فاطمیوں نے شام کے علاقے ہتھیا لیے اور ۳۶۷-۶۹ھ (۹۷۷-۷۹ء) کے درمیانی عرصے میں بویہی الجزیرہ پر قابض ہو گئے۔ گو حسن اور ابو طاہر نے موصل پہ دوبارہ قبضہ کر لیا لیکن یہ تصرف وقتی ثابت ہوا۔

۱۔ حمدانیانِ موصل

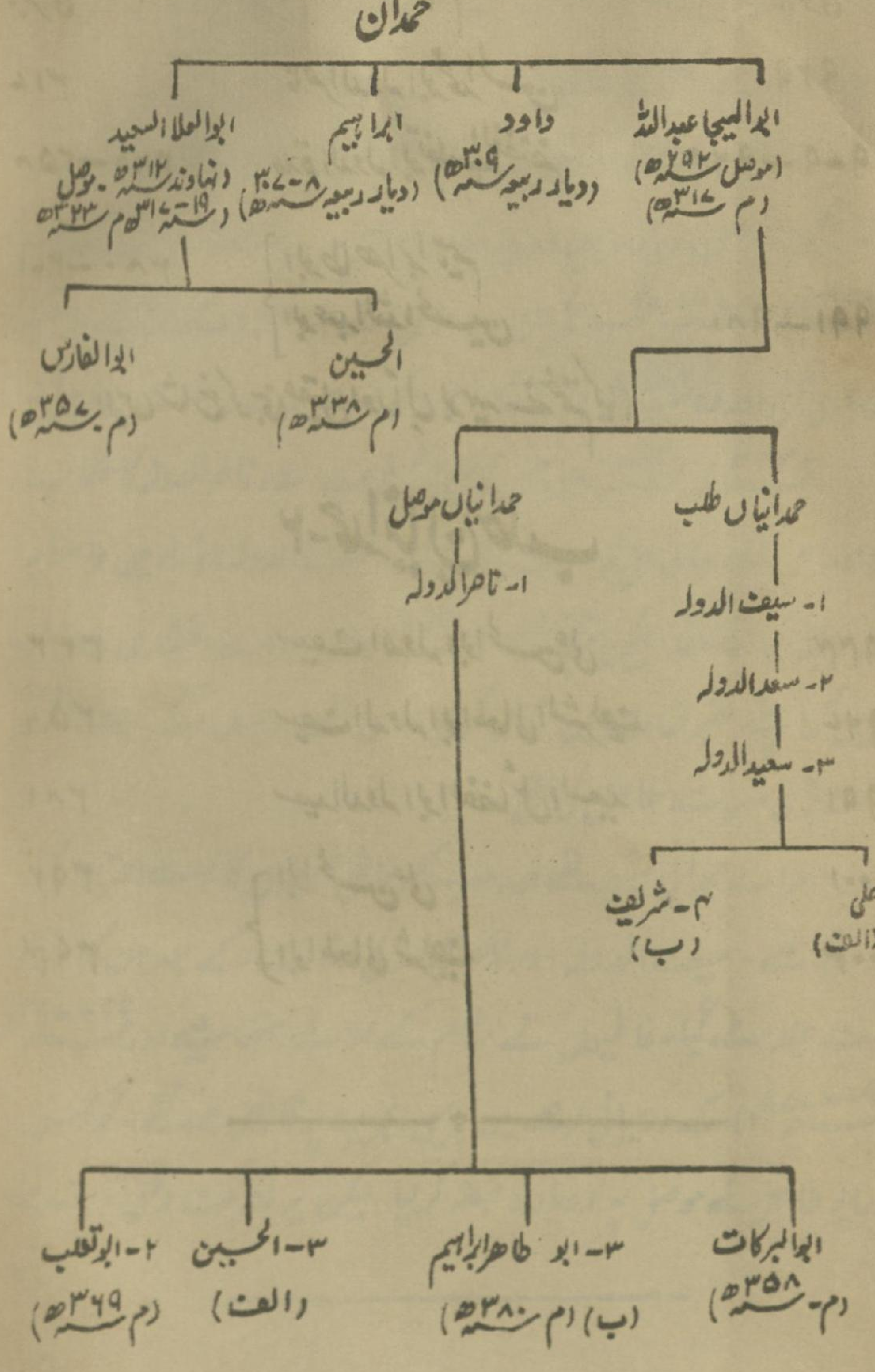
ہجری	نام	عیسوی
۳۱۷	ناصر الدولہ ابو محمد الحسن	۹۲۹
۳۵۸ - ۳۶۹	عدۃ الدولہ ابو تغلب الغضنفر	۹۶۸ - ۹۷۹
۳۷۱ - ۳۸۰	ابو طاہر ابراہیم ابو عبد اللہ الحسین	۹۸۱ - ۹۹۱

(اس شاخ کو بنی عقیل اور آلِ بویہ نے ختم کیا)

۲۔ حمدانیانِ حلب

ہجری	نام	عیسوی
۳۳۳	سیف الدولہ ابو الحسن علی	۹۴۴
۳۵۶	سیف الدولہ ابو المعالی الشریف	۹۶۷
۳۸۱	سعید الدولہ ابو الفضائل السعید	۹۹۱
۳۹۲	ابو الحسن علی	۱۰۰۱
۳۹۴	ابو المعالی شریف	۱۰۰۳

شجرۂ آلِ حمدان



۴۵- آلِ مرداس

(حلب)

۴۱۴ھ تا ۴۷۲ھ

(۱۰۲۳ء تا ۱۰۷۹ء)

قبیلۂ بنی کلاب کا ایک رہنما اسد اللہ ابو علی صالح بن مرداس ۴۱۲ھ (۱۰۲۲ء) میں اپنے چند پیروؤں کے ہمراہ حلب میں وارد ہوا۔ دو سال بعد یعنی ۴۱۴ھ (۱۰۲۳ء) میں اہلِ حلب نے والیِ حلب کے خلاف بغاوت کر دی اور اسد اللہ کو اپنا والی بنا لیا۔ اسد اللہ چھ برس تک حکمران رہا۔ اور ۴۲۰ھ (۱۰۲۹ء) میں مصریوں کے خلاف لڑتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا شہاب الدولہ نصر والی حلب بنا۔ جو نو برس بعد یعنی ۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) میں فاطمی افواج کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ اس وقت شہاب الدولہ کا ایک بھائی معز الدولہ ثمال رحبہ پہ حکومت کر رہا تھا۔ اُس نے ۴۳۴ھ (۱۰۴۲ء) میں فاطمیوں سے حلب چھین لیا۔ لیکن ۴۴۹ھ (۱۰۵۷ء) میں فاطمی اس شہر پر دوبارہ قابض ہو گئے اور ساتھ ہی رحبہ کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ معز الدولہ کے ایک اور بھائی کا نام عطیہ تھا۔ اس نے ہمت کر کے اسی سال رحبہ واپس لے لیا اور تین برس بعد یعنی ۴۵۲ھ (۱۰۶۰ء) میں شہاب الدولہ کے لڑکے رشید الدولہ نے حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔

معز الدولہ کو اپنے بھتیجے کے متعلق کچھ بداعتمادی سی ہو گئی۔ چنانچہ ۴۵۳ھ (۱۰۶۱ء) میں اسے حلب سے نکال دیا۔ جب ۴۵۴ھ (۱۰۶۲ء) میں معز الدولہ کی وفات ہو گئی تو حلب پر اس کا بھائی عطیہ قابض ہو گیا۔

پھر رشید الدولہ نے حملہ کر کے اپنے چچا کو حلب سے نکال دیا اور عطیہ نے ہمت کر کے رقہ پر قبضہ کر لیا لیکن مسلم بن قریش عقیلی نے ۴۶۳ھ (۱۰۷۰ء) میں رقہ کو مسخر کر کے عطیہ کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

رشید الدولہ کی وفات کے بعد ۴۶۸ھ (۱۰۷۵ء) میں اس کا لڑکا جلال الدولہ وارثِ حکومت بنا اور معاً رومیوں سے شہر منبج چھین لیا۔ ۴۷۲ھ (۱۰۷۹ء) تک رشید الدولہ کا ایک اور لڑکا سابق (یا شبیب) حلب پر قابض رہا اور پھر یہ شہر مسلم عقیلی کے قبضہ میں چلا گیا۔

شجرہ

مرداس

۱۔ صالح

۲۔ شہاب الدولہ — ۳۔ معز الدولہ — ۵۔ ابو ذوابہ عطیہ

۴۔ رشید الدولہ (بن شہاب الدولہ)

۶۔ جلال الدولہ — ۷۔ سابق

(اس سلسلے کو بنی عقیل نے ختم کیا)

سال ہجری	نام	عیسوی
۴۱۴ھ	صالحؒ بن مرداس	۱۰۲۳
۴۳۰ھ	شہاب الدولہ ابو کامل نصر	۱۰۲۹

لہ نیز ملاحظہ ہو مسٹر ایچ سوویئر Sauvaie کا مضمون "صالح بن مرداس حلبی کا ایک دینار"
Namismat e Chronicle 1873

سال ہجری	نام	عیسوی
۴۲۹	خلفائے فاطمی کا قبضہ	۱۰۳۷
۴۳۴	معز الدولہ ابو العلوان ثمال	۱۰۴۲
۴۴۹	خلفائے فاطمی کا قبضہ	۱۰۵۷
۴۵۲	رشید الدولہ محمود	۱۰۶۰
۴۵۳	معز الدولہ (دوبارہ)	۱۰۶۱
۴۵۴	ابو ذوابہ عطیہ	۱۰۶۲
۴۵۴	رشید الدولہ (دوبارہ)	۱۰۶۲
۴۶۸	جلال الدولہ (صمصام الدولہ) نصر	۱۰۷۵
۴۶۸ — ۴۷۲	ابو الفضائل سابق	۱۰۷۶—۱۰۷۹

۴۶ - بنی عقیل

(موصل وغیرہ)

۳۸۶ھ تا ۴۸۹ھ

(۹۹۶ء تا ۱۰۹۶ء)

بنی کلب قبائل مضر میں شمار ہوتے تھے اور بنو عقیل بنو کلب کی ایک اہم شاخ تھی۔ قبول اسلام کے بعد بنی کعب کی کئی شاخیں عرب چھوڑ کر شام، عراق، شمالی افریقہ اور اندلس میں آباد ہو گئیں۔

جس زمانے میں کہ خلافت عباسیہ کی داغ بیل ڈالی جارہی تھی۔ عراق میں بنو عقیل کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔ اس قبیلے کی ایک اور شاخ بنو منتفک بصرہ کے دلدلی حصوں میں بنو معروف کے زیر سایہ رہتی تھی۔

اور بنو خفاجہ جو بنی عقیل ہی کی ایک شاخ تھی۔ عراق کے قریب صحراؤں میں اقامت گزین تھی۔ صدیوں تک یہ لوگ راہ زنی کرتے رہے۔ ۷۲۸ھ (۱۳۲۷ء) میں بنی عبادہ اور بنی مُنتفک نے جو کوفہ، بصرہ اور واسط کے درمیانی علاقے میں آباد تھے، سلسلۂ امارت قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ موصل کے عقیلی امرا ان ہی قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔

شام و عراق کے بنی عقیل چوتھی صدی ہجری میں حمدانیوں کے باجگذار تھے۔ جب آلِ حمدان کی قصرِ امارت منہدم ہوگئی تو امرائے عقیلی نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ آلِ حمدان کے آخری فرمانروا نے ۳۷۹ھ (۹۸۹ء) میں ابو ذوّاد محمد (عقیلی امیر) کو نصیبین اور بلد کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ۳۸۰ھ (۹۹۰ء) میں موصل بھی عقیلی قلمرو میں شامل ہو گیا۔ لیکن ۳۸۱ھ (۹۹۱ء) میں آل بویہ نے موصل پہ قبضہ کر لیا۔ ابو ذوّاد کا بھائی مقلّد ایک با اثر امیر تھا۔ اس نے ۳۸۶ھ (۹۹۶ء) میں موصل پہ دوبارہ قبضہ کر لیا۔ . . . . . .

- -

. . بہاالدولہ دیلمی نے مزید خون ریزی سے بچنے کے لیے اسے اس شرط پر موصل، بلادِ کوفہ، قصر اور جامعان کا حاکم بنا دیا کہ وہ ہر سال خراج ادا کرتا رہے گا۔ کچھ عرصے کے بعد انبار، مدائن اور دقوقا کی حکومت بھی مُقلّد کے حوالے کر دی۔

مسلم بن قریش کے زمانے میں امرائے عقیلی کی حدود قلمرو موصل سے حلب تک وسیع ہو گئیں۔ لیکن اس کی وفات کے بعد اس خاندان کا زوال شروع ہو گیا۔ چنانچہ ۷۸۹ھ (۱۳۹۶ء) میں ایک ترکی سپہ سالار قوام الدولہ کربوغا نے موصل کو فتح کر کے قلمرو سلجوقی میں شامل کر لیا۔

بنو عقیل کی مختلف شاخیں مختلف علاقوں پہ حکمران رہی ہیں۔ اس کی تفصیل شجرۂ نسب میں ملاحظہ فرمائیے۔

جب بنی عقیل کی حکومت ختم ہوگئی تو یہ لوگ اپنے پرانے وطن یعنی بحرین میں واپس چلے گئے۔

ہجری	نام	عیسوی
۳۸۶	حسام الدولہ مقلد	۹۹۶
۳۹۱	معتمد الدولہ قرواش	۱۰۰۰
۴۴۲	زعیم الدولہ ابو کامل برکہ	۱۰۵۰
۴۴۳	عالم الدین ابوالمعالی قریش	۱۰۵۱
۴۵۳	شرف الدولہ ابوالمکارم مسلم	۱۰۶۱
۴۷۸	ابراہیم	۱۰۸۵
۴۸۶-۴۸۹	علی	۱۰۹۳-۱۰۹۶

(اس سلسلے کو سلجوقیوں نے ختم کیا)

۴۷۔ بنی مروان

دیار بکر

سنہ ۳۸۰ھ تا سنہ ۴۸۹ھ

(سنہ ۹۹۰ء تا سنہ ۱۰۹۶ء)

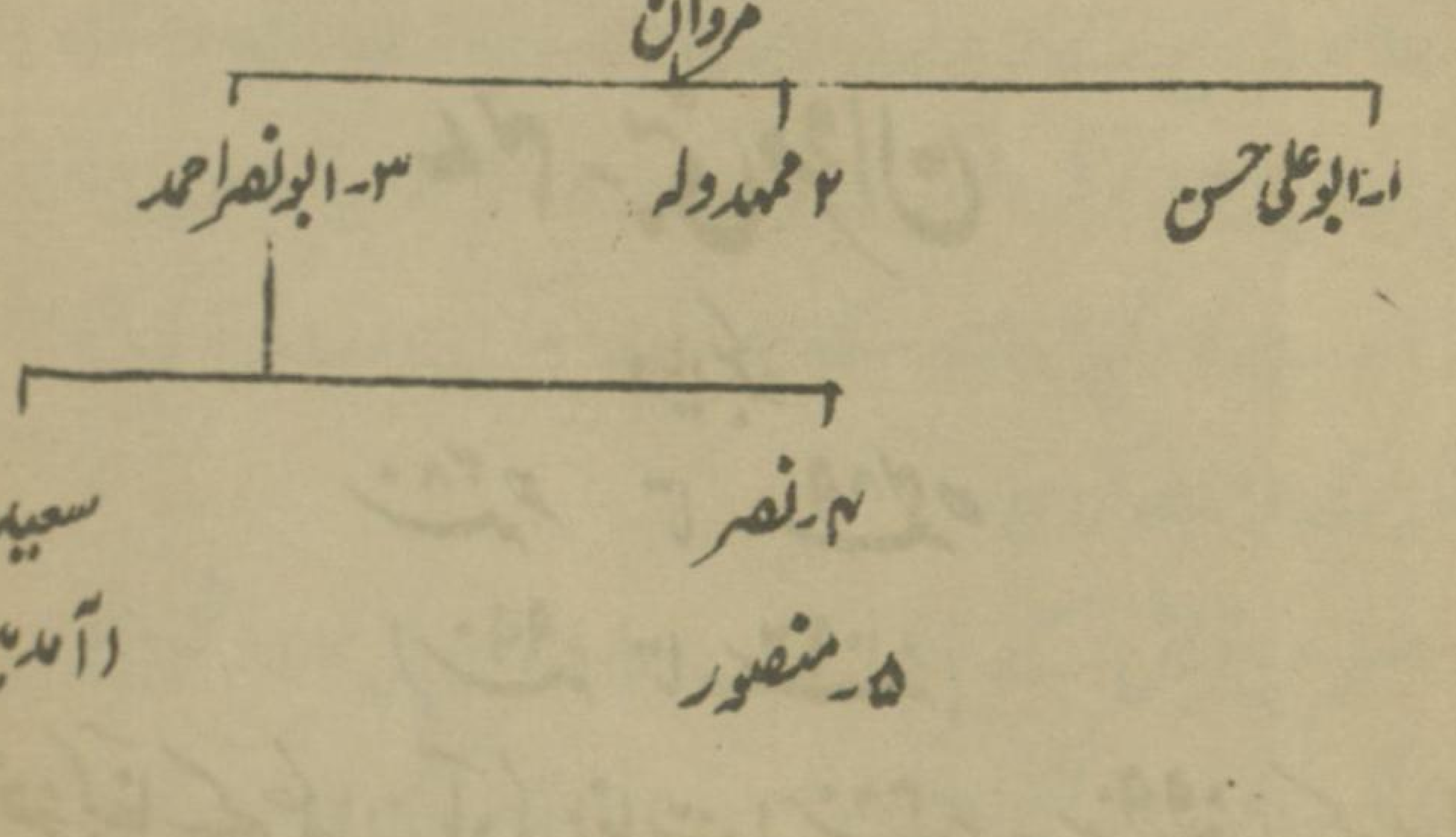
قلعۂ کیفا کے حکمران باد کی وفات (سنہ ۳۸۰ھ - سنہ ۹۹۰ء) کے بعد اس کا کردی النسل بھانجا ابو علی بن مروان اس کا جانشین بنا۔ دیار بکر کے تمام بڑے بڑے شہر مثلاً آمد، ارزن، میا فارقین اور کیفا اس کی قلمرو میں شامل

تھے۔ اس کے جانشین ممہدالدولہ نے خلیفۂ فاطمی کی اطاعت قبول کر لی اور جب آلِ حمدان حلب کو چھوڑنے پہ مجبور ہو گئے تو ممہدولدولہ فاطمیوں کی طرف سے حلب کا بھی حاکم مقرر ہو گیا۔

بنی مروان کچھ عرصے تک آلِ بویہہ کے بھی مطیع رہے۔ ان کی حکومت کو سلجوقیوں نے ختم کیا تھا۔

ہجری	نام	عیسوی
۳۸۰	ابو علی حسن	۹۹۰
۳۸۷	ممہدالدولہ ابو منصور	۹۹۷
۴۰۶	نصر الدولہ ابو نصر احمد	۱۰۱۱
۴۵۳	نظام الدولہ نصر	۱۰۶۱
۴۷۲-۴۸۹	منصور	۱۰۷۹-۱۰۹۶

شجرہ



(اس سلسلے کو سلاجقہ نے ختم کیا)

۴۸- بنی مزید

(حلّہ)

سنہ ۴۰۳ھ تا سنہ ۵۴۵ھ

(سنہ ۱۰۱۲ء تا سنہ ۱۱۵۰ء)

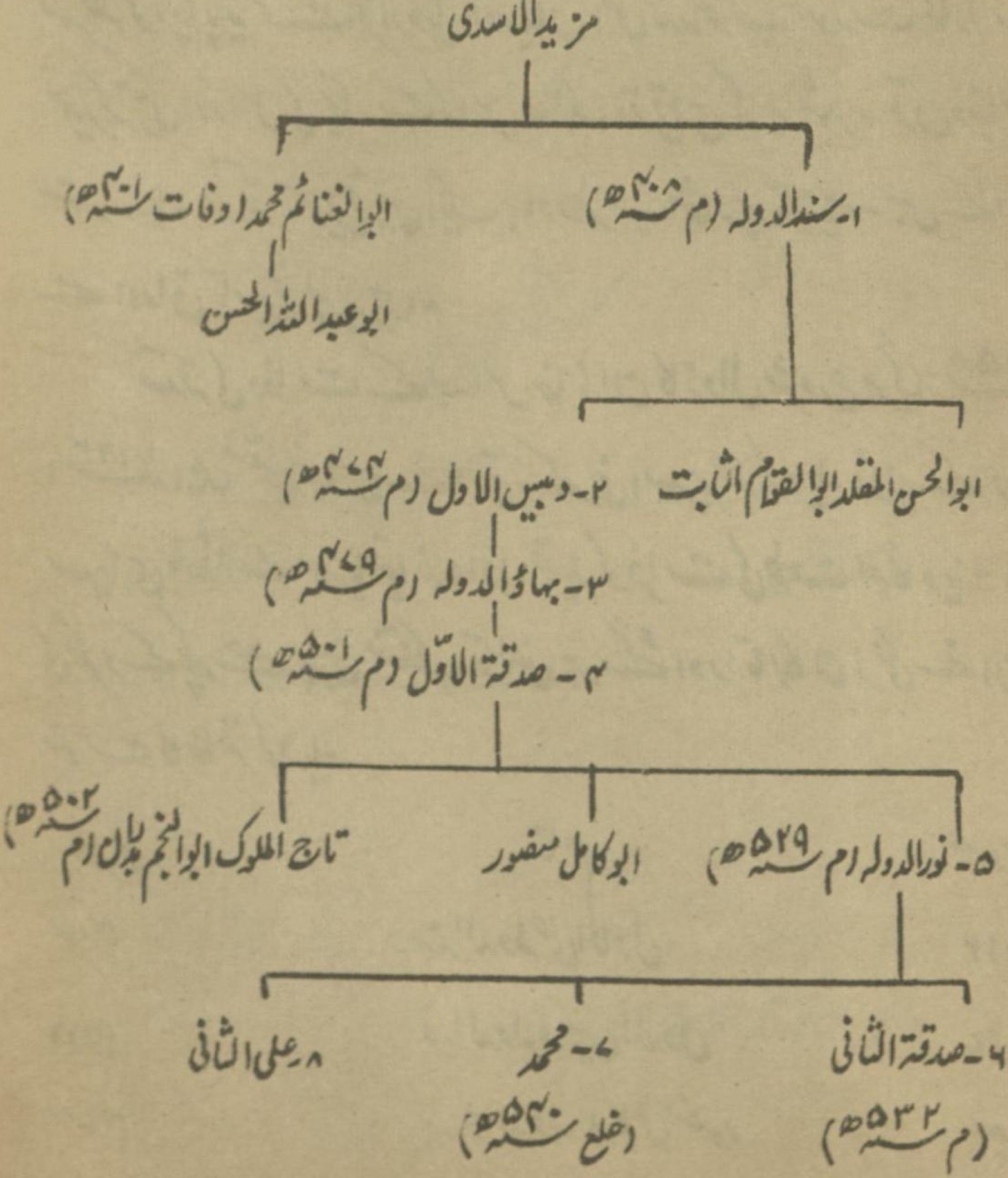
بنی مزید بنی اسد کی ایک شاخ تھی - یہ لوگ عرب کو چھوڑ کر دجلہ کے بائیں ساحل پر قادسیہ کے پاس آباد ہو گئے تھے۔ اس سلسلہ کا چوتھا فرمانروا صدقہ تھا جس نے سنہ ۴۹۵ھ (سنہ ۱۱۰۱ء) میں جامعان کے قریب شہر حلّہ کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا اور یہاں اس قدر خوب صورت عمارات تعمیر کرائیں اور اس کی تجارت کو اس حد تک ترقی دی کہ یہ شہر مدتوں دنیا میں مشہور رہا۔ صدقہ تاریخ میں ایک بہادر عرب شمار ہوتا ہے۔ جس کے اوصاف سے اوراق تاریخ لبریز ہیں۔

صدقہ کی وفات کے بعد اس خاندان کا زوال شروع ہو گیا۔ سنہ ۵۵۸ھ (سنہ ۱۱۶۲ء) میں مستنجد عباسی نے عراق کے بنی اسد پر حملہ کر دیا۔ اُن کے چار ہزار سپاہی مار ڈالے اور باقیماندہ افراد قبیلہ کو فرات کی طرف بھگا دیا - ان کی قلمرو کے کچھ حصے پر بنی منتفک قابض ہو گئے اور اتابکان زنگی نے ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۴۰۳	سند الدولہ علی الاول	۱۰۱۲
۴۰۸	نور الدولہ دبیس الاول	۱۰۱۷
۴۷۴	بہاؤ الدولہ ابو کامل منصور	۱۰۸۱

ہجری	نام	عیسوی
۴۷۹	سیف الدولہ صدقۃ الاول	۱۰۸۶
۵۰۱	نورالدولہ دبیس الثانی	۱۱۰۷
۵۲۹	صدقۃ الثانی	۱۱۳۴
۵۳۲	محمد	۱۱۳۷
۵۴۰-۵۴۵	علی الثانی	۱۱۴۵-۱۱۵۰

شجرہ



باب ہفتم

ایران وماوراء النہر

(ایرانیوں کا دورِ حکومت)

تیسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک
نویں صدی عیسوی سے گیارھویں صدی عیسوی تک

۴۹	بنی دُلف	کردستان
۵۰	بنی ساج	آذربائیجان
۵۱	علویان	طبرستان
۵۲	آلِ طاہر	خراسان
۵۳	صفاری	ایران
۵۴	سامانی	ماوراالنہر وایران
۵۵	ایلک خانی	ترکستان
۵۶	آلِ زیار	جرجان
۵۷	آلِ حسنویہ	کردستان
۵۸	آلِ بویہ	عراق وجنوبی ایران
۵۹	آلِ کاکویہ	کردستان

باب ہفتم

ایران و ماوراء النہر

(ایرانیوں کا دور حکومت)

تیسری صدی ہجری سے پانچویں صدی ہجری تک
(نویں صدی عیسوی سے گیارھویں صدی عیسوی تک)

جن سلسلوں کا اب ہم ذکر کرنے لگے ہیں۔ یہ وہ سلسلے ہیں جو ایران اور ماوراُالنہر پر حکومت کرتے رہے اور جن کی امارت سلجوقیوں کے غلبے تک باقی رہی۔ یہ امراء ایرانی طرزِ معیشت کے حامی اور قدیم ایران کی آزادی کے علمبردار تھے۔

مامون عباسی کی والدہ ایک ایرانی النسل کنیز تھی۔ مامون نے خراسانی سپاہیوں کی امداد سے اپنے بھائی امین کو شکست دے کر اُسے خلافت سے علیحدہ کردیا اور خود امیرالمومنین بن بیٹھا۔ مامون کے دربار پر تمام ایرانی چھائے ہوئے تھے۔ خود خلیفہ کی کوشش بھی یہی تھی کہ وہ ایران کے قدیم تمدن کو دوبارہ زندہ کرے۔ خلیفہ کے اُن رجحانات کا نتیجہ یہ ہوا کہ دربارِ خلافت میں عربوں کا رسوخ کم ہوگیا۔ بیشتر اختیارات ایرانیوں کے ہاتھ آگئے اور یہیں سے خلافت کا اقتدار رفتہ رفتہ گھٹنے لگا۔

صوبوں میں فوجی کمانڈروں اور دیگر سرداروں نے اپنی طاقت کو اس حد تک بڑھا لیا اور اُن کی خودسری اس درجے تک پہنچ گئی تھی کہ مامون اور اس کے جانشین حالات کو رو براہ نہ کر سکے۔ ایران اور ماوراالنہر میں کئی عرب قبیلے باغی ہو گئے۔

ان میں سے جو سلسلے سنی المذہب تھے۔ وہ تو خلیفہ کا کچھ رسمی سا احترام کرتے تھے۔ لیکن آل بویہ کی طرح شیعہ خیال کے تمام خاندان دربار خلافت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

ہرچند کہ یہ تمام سلسلے ایرانی نہ تھے۔ مثلاً بنی دُلف عرب تھے۔ حسنویہ کرد اور ایلک خانی ترک تھے لیکن چونکہ ان میں سے بیشتر ایرانی النسل تھے اور ایرانی تمدن کے شیدائی۔ نیز ان کی حکومت ایران ہی کے کسی نہ کسی حصے پر تھی اس لیے ہم اس دور کو ایرانی دور کہنے میں حق بجانب ہیں۔

۴۹۔ بنی دلف

(کردستان)

تقریباً ۲۱۰ھ سے تقریباً ۲۸۵ھ تک

(تقریباً ۸۲۵ء سے تقریباً ۸۹۸ء تک)

ابو دُلف عجلی مامون کا ایک سردار تھا جسے ہمدان کا حاکم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد ہمدان کی حکومت اس کے بیٹے عبدالعزیز کو دی گئی جو بعد میں عبدالعزیز کے بیٹوں کو بطور وراثت یکے بعد دیگرے ملتی رہی۔ ۲۸۱ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے اصفہان اور نہاوند کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ بالآخر خلفائے عباسیہ کے بعض دیگر سرداروں نے اس سلسلے کا خاتمہ کر ڈالا۔

ہجری	نام	عیسوی
٢١٠	ابودُلف[۱] القاسم بن ادریس العجلی	٨٢٥
٢٢٨	عبدالعزیز	٨٤٢
٢٦٠	دُلف	٨٧٣
٢٦٥	احمد	٨٧٨
٢٨٠ تقریباً ٢٨٥	عمر	٨٩٣ تقریباً ٨٩٨

شجرہ

١- ابودُلف

٢- عبدالعزیز

٣- دلف — ٤- احمد — ٥- عمر — حارث البلیلی (سنہ ٢٤٨ھ)

---

[۱] اصفہان اور ہمدان کے درمیان ایک موضع کا نام کرج تھا۔ جسے آج کل کرہ رود کہتے ہیں۔ اس موضع کی بنیاد عیسیٰ بن ادریس خزاعی عجلی نے جو کوفہ کا ایک عرب تھا۔ خلیفہ مہدی کے عہد میں ڈالی تھی۔ عیسیٰ اور اس کے لڑکے اصفہان کے قرب و جوار میں ڈاکے ڈالا کرتے تھے۔ آخر عیسےٰ نے اس کام سے توبہ کر لی اور ایک پُرامن شہری کی طرح کرج میں مقیم ہو گیا۔ اسی کی کوششوں سے کرج کی نہر تیار ہوئی۔ اس کے بیٹے کا نام ابودُلف تھا جس نے کرج کو ایک اچھا خاصا شہر بنا دیا۔ ابودُلف کی وفات سنہ ٢٢٥ھ میں ہوئی تھی۔ (سمعانی)

۵۰۔ بنی ساج

(آذربائیجان)

سنہ ۲۶۸ھ تقریباً سنہ ۳۱۸ھ

(سنہ ۸۷۹ء تقریباً سنہ ۹۳۰ء)

ابوالساج دیوداد اپنی موت یعنی سنہ ۲۶۶ھ (سنہ ۸۷۹ء) تک کوفہ و اہواز کا حکمران رہا۔ اس کا بیٹا محمد حجاز کا حاکم تھا جو سنہ ۲۶۹ھ میں انبار اور سنہ ۲۷۶ھ میں آذربائیجان کا حاکم بن گیا۔ سنہ ۲۸۵ھ (سنہ ۸۹۸ء) میں ارمنستان کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔

محمد کی وفات کے بعد اس کا بھائی یوسف۔ جو سنہ ۲۷۱ھ (سنہ ۸۸۴ء) سے مکّہ کا حکمران چلا آتا تھا۔ آذربائیجان اور ارمنستان کا بھی حاکم بن گیا اور محمد کے لڑکے دیوداد کو حکومت سے محروم کردیا۔ سنہ ۳۰۶ھ (سنہ ۹۱۸ء) میں یوسف نے رَے پر حملہ کیا اور اگلے سال خلیفہ نے اسے گرفتار کرلیا۔ سنہ ۳۱۰ھ (سنہ ۹۲۲ء) میں خلیفہ نے اسے دوبارہ آذربائیجان اور ارمنستان کا حاکم بنا دیا۔ سنہ ۳۱۱ھ میں یوسف رے پہ قابض ہوگیا اور قرامطہ کی جنگ میں شامل ہوا۔ سنہ ۳۱۹ھ (سنہ ۹۳۱ء) میں یوسف کا ایک غلام مُفلح آذربائیجان پہ قابض ہوگیا اور اس طرح یہ خاندان کمزور ہوتے ہوتے آخر عباسیوں کے ہاتھوں ختم ہوگیا۔

۲۶۶	ابوالساج دیوداد	۸۷۹
۲۷۶	محمد افشین بن دیوداد	۸۸۹
۲۸۸	یوسف بن دیوداد	۹۰۰
۳۱۵ تقریباً ۳۱۸	ابوالمسافر الفتح بن محمد	۹۲۷ تقریباً ۹۳۰

۵۱۔ علویانِ طبرستان

سنہ ۲۵۰ھ تا سنہ ۳۱۶ھ

(سنہ ۸۶۴ء تا سنہ ۹۲۸ء)

ہم صفحاتِ گذشتہ میں ائمۂ زیدی یا علوی کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس سلسلے کو بھی ان ہی کی ایک شاخ تصور کیجئے۔ یہ لوگ یمن کے مشہور شہر صعدہ پہ حکومت کیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو حسنؓ یا حسینؓ کی اولاد سمجھتے تھے۔ بحیرۂ خزر کے ساحلی ممالک یعنی دیلم، گیلان اور طبرستان میں مدتوں امامت کے مدعی اور خلفائے عباسیہ کے رقیب بنے رہے۔ ان کی ایک شاخ جو زیدیہ کے نام سے مشہور ہے، آج بھی یمن میں موجود ہے۔ یہ لوگ مدتوں امامت کی تمنا میں مرتے اور سلاطینِ وقت سے جھگڑتے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ ہاں سنہ ۲۵۰ھ (سنہ ۸۶۴ء) میں چونسٹھ برس کے لیے انھیں طبرستان کی حکومت مل گئی۔ اس عرصے میں اپنا سکہ چلایا لیکن سنہ ۳۱۶ھ میں سامانیوں نے انھیں ختم کر دیا۔

سنہ ۳۱۶ھ کے بعد بھی علویوں کے چند خاندان جن کا پیشہ ہی ایک دوسرے سے لڑنا تھا، گیلان و دیلم پہ حکمران رہے اور اسی جماعت کے ایک فرد ابوالفضل جعفر الثائر فی اللہ (؟) نے بھی اپنے نام کا سکہ چلایا تھا۔

ہجری	نام	عیسوی
۲۵۰	الحسن بن زید	۸۶۴
۲۷۰	محمد بن زید	۸۸۳
۲۸۷	حکومتِ سامانی	۹۰۰
۳۰۱	الناصر۔ الحسن بن علی الاطروش	۹۱۳

۳۰۴ - ۳۱۶	الحسن بن القاسم	۹۱۶ - ۹۲۸

(اس سلسلے کو زیاریوں اور سامانیوں نے ختم کیا)

۵۲- آلِ طاہر

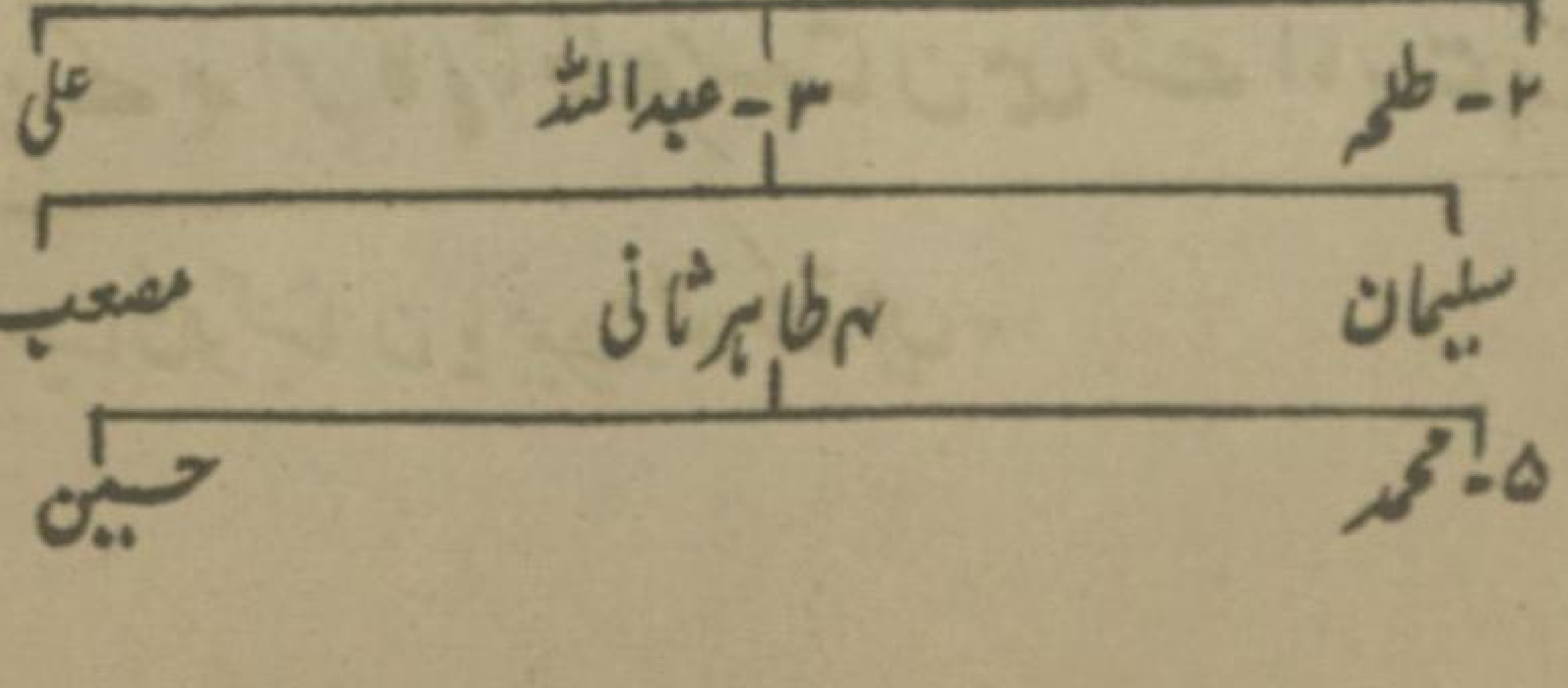
۲۰۵ھ تا ۲۵۹ھ

(۸۲۰ء تا ۸۷۲ء)

۲۰۵ھ (۸۲۰ء) میں مامون نے اپنے مشہور سردار طاہر ذوالیمینین کو جو ایک ایرانی النسل غلام زادہ تھا، خراسان کا حاکم بنا کر بھیجا اور یہیں سے طاہری سلسلہ چل پڑا۔ یہ فرمانروا ہمیشہ خلیفہ کے وفادار رہے۔ تقریباً پچاس برس تک حکومت کی اور حدودِ خراسان سے باہر کسی علاقے پر قبضہ جمانے کی قطعاً کوشش نہیں کی۔ اس سلسلے کو یعقوب بن لیث صفاری نے ختم کیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۲۰۵	طاہر	۸۲۰
۲۰۷	طلحہ	۸۲۲
۲۱۳	عبداللہ	۸۲۸
۲۳۰	طاہر ثانی	۸۴۴
۲۴۸ - ۲۵۹	محمد	۸۶۲ - ۸۷۲

شجرہ



(یہ سلسلہ صفاریوں کے ہاتھوں ختم ہوا)

۵۳۔ صفاری

(ایران)

۲۵۴ھ تا ۲۹۰ھ

(۸۶۸ء تا ۹۰۳ء)

یعقوب بن لیث صفار ایک ایسی ہستی تھی جسے حُسنِ اتفاق نے ٹھٹھیاروں کی سرداری سے اٹھا کر حاکم سیستان[1] (جو عباسیوں کی طرف سے مقرر تھا) کی افواج کا سردار بنا دیا اور کچھ عرصہ بعد یعنی ۲۵۴ھ (۸۶۸ء) سے ذرا پہلے سیستان کا حاکم بن بیٹھا۔ اسی سال صوبہ فارس کو شیراز سمیت فتح کیا۔ کچھ عرصہ بعد بلخ اور تخارستان پر قبضہ کر لیا۔ ۲۵۹ھ (۸۷۲ء) میں طاہریوں سے خراسان چھین لیا۔ طبرستان پر چڑھائی کرنے اور حسن بن زید کو شکست دینے کے بعد المعتمد (عباسی) کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ چنانچہ شیراز اور اہواز کے راستے سے بغداد پہ چڑھ دوڑا۔ خلیفہ کا بھائی الموفق مقابلے کے لیے نکلا اور یعقوب کو شکست ہو گئی۔ ۲۶۵ھ (۸۷۹ء) میں یعقوب اس دنیا سے چل بسا اور خلیفہ نے اس کے بھائی عمرو کو اپنی طرف سے خراسان، فارس، کردستان اور سیستان کا حاکم مقرر کر دیا۔ جب عمرو کی طاقت کافی بڑھ گئی تو خلیفہ نے اسماعیل سامانی کو اس کی سرکوبی پہ مقرر کیا۔ چنانچہ ۲۸۷ھ (۹۰۰ء) میں اسماعیل نے عمرو کو شکست دینے کے بعد گرفتار کر لیا۔

عمرو کے بعد اس کا پوتا طاہر سیستان میں تخت امارت پر بیٹھا۔ جب ۲۹۰ھ (

---

[1] سیستان کو سجستان یا نیمروز بھی کہتے ہیں۔

۹۰۳ء میں اس نے فارس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا تو گرفتار ہو گیا۔ اس کے بعد کسی صفاری کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ وہ آبائی ممالک کو واگذار کرا سکے۔ ایران کی حکومت سامانیوں نے چھین لی تھی۔ تاہم سیستان میں چھوٹے بڑے صفاری امیر مدتوں حکومت کرتے رہے۔

ہجری	نام	عیسوی
۲۵۴	یعقوب بن لیث	۸۶۸
۲۶۵	عمرو بن لیث	۸۷۸
۲۸۷-۲۹۰	طاہر بن محمد بن عمرو	۹۰۰-۹۰۳

(اس سلسلے کو سامانیوں نے ختم کیا)

۵۴- سامانی

۲۶۱ھ تا ۳۸۹ھ

(۸۷۴ء تا ۹۹۹ء)

سامان بلخ کا ایک شریف زادہ تھا۔ خراسان کے حاکم اسد بن عبداللہ کے ہاں پہنچا۔ زرتشتی مذہب کو خیر باد کہی اور مسلمان ہو گیا۔ اس کا لڑکا خراسان کی ملازمت میں شامل ہو گیا۔ اس کے لڑکے کا نام بھی اسد تھا

اسد بن سامان کے چار لڑکے تھے۔ جنھیں مامون عباسی بہت پسند کرتا تھا۔ چنانچہ ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) میں خلیفہ نے چاروں بھائیوں کو کہیں نہ کہیں حاکم بنا دیا، نوح کو سمرقند دیا، احمد کو فرغانہ، یحیٰ کو چاچ اور الیاس کو ہرات۔ عقل و تدبر میں احمد سب کا سردار تھا۔ اُس نے جلدی ہی نوح سے سمرقند چھین لیا اور کاشغر کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ احمد کے دو لڑکے تھے

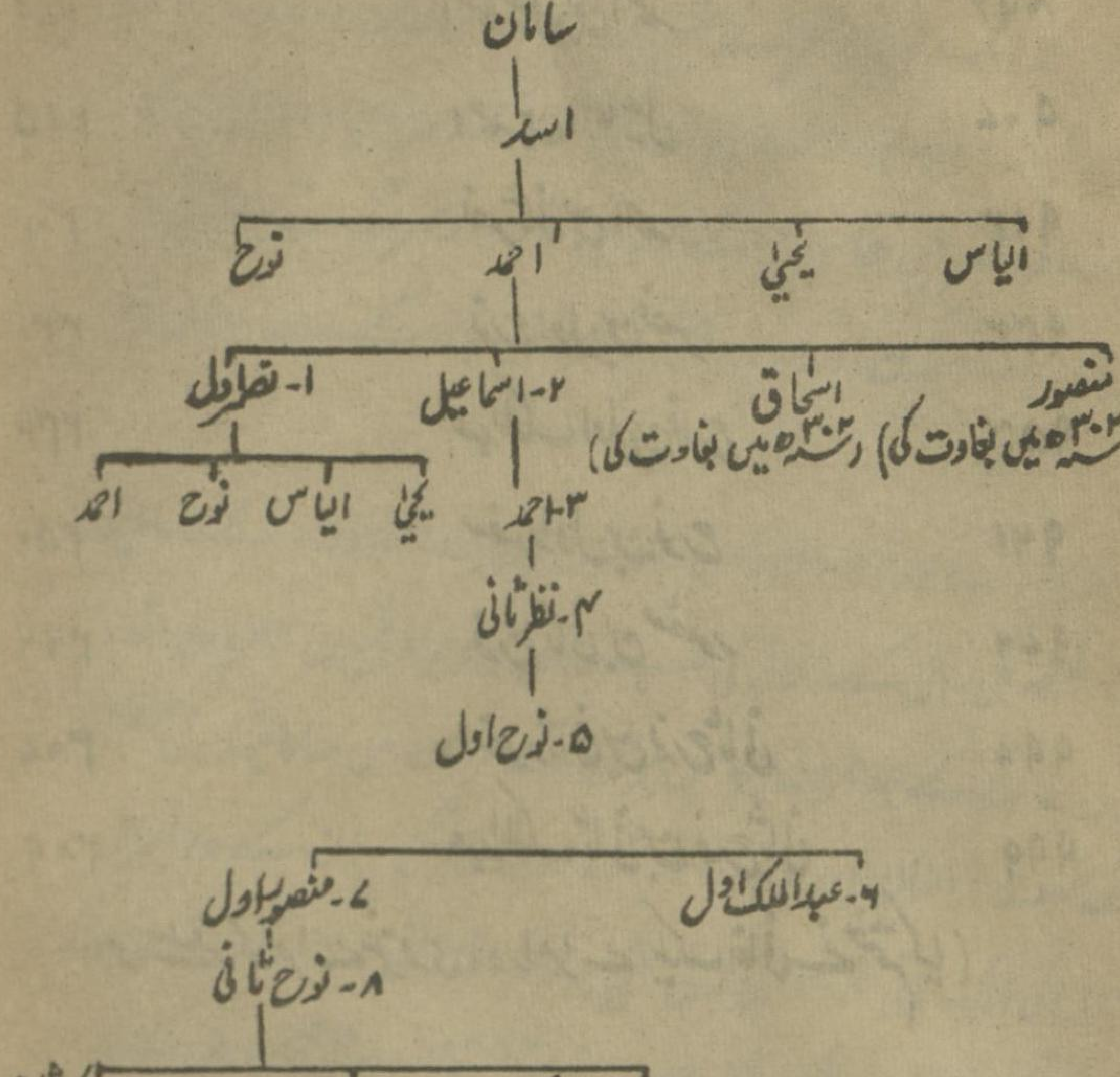
نصر اور اسماعیل - موخرالذکر نے ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) میں صفاریوں سے خراسان چھین لیا - طبرستان کے عَلَوی امیر محمد بن زید کو شکست دی اور ان تمام ممالک پہ قبضہ کر لیا جو ایک طرف صحرائے عظیم اور خلیج فارس کے درمیان واقع تھے اور دوسری طرف سرحد ہندوستان اور بغداد کے درمیان - اسماعیل کا زیادہ اقتدار ماوراالنہر میں تھا - اس کے عہد میں بخارا اور سمرقند نے وہ ترقی کی کہ ایک دنیا تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کا درس لینے کے لیے یہاں آیا کرتی تھی -

اسماعیل کے بعد خراسان و سیستان میں کچھ ایسے انقلابات آئے کہ سامانیوں کی طاقت گھٹنے لگی - اُن کے زوال کی سب سے بڑی وجہ دیلمیوں کا عروج تھا - اسماعیل کی وفات کے بعد صرف پچاس برس کے عرصے میں سامانیوں کی سلطنت گھٹتے گھٹتے صرف خراسان اور ماوراءالنہر تک محدود رہ گئی - ان کے دربار میں ترک غلاموں کی ایک کافی تعداد رہا کرتی تھی جو رفتہ رفتہ حکومت کے مالک بن گئے ان میں سے ایک کا نام الپتگین تھا - جس نے ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) میں سلسلۂ غزنوی کی بنیاد ڈالی اور تمام اس علاقے پہ قبضہ کر لیا جو دریائے جیحوں کے جنوب میں واقع تھا اور جس پہ سامانی قابض تھے - وادیِ جیحوں کے شمالی ممالک پر ترکستان کے ایک خانی اُمرا متصرف تھے - جب یہ ماوراءالنہر میں داخل ہوئے تو ۳۸۰ھ (۹۹۰ء) میں بخارا پہ قابض ہو گئے اور ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) تک سامانیوں کا بالکل صفایا کر ڈالا - البتہ ایک سامانی امیر یعنی ابوابراہیم منتصر تاج و تخت کے لیے ۳۹۵ھ (۱۰۰۴ء) تک لڑتا رہا -

ہجری	نام	عیسوی
۲۶۱	نصر اول بن احمد	۸۷۴
۲۷۹	اسماعیل بن احمد	۸۹۲
۲۹۵	احمد بن اسماعیل	۹۰۷
۳۰۱	نصر ثانی بن احمد	۹۱۳
۳۳۱	نوح اول بن نصر	۹۴۲
۳۴۳	عبدالملک اول بن نوح	۹۵۴
۳۵۰	منصور اول بن نوح	۹۶۱
۳۶۶	نوح ثانی بن منصور	۹۷۶
۳۸۷	منصور ثانی بن نوح ثانی	۹۹۷
۳۸۹	عبدالملک ثانی بن نوح ثانی	۹۹۹

(اس سلسلے کو امرائے غزنوی اور امرائے ایلک خانی نے ختم کیا)

شجرۂ سامانیاں



۵۵۔ ترکستان کے ایلک خانی

تقریباً ۳۲۰ھ تا تقریباً ۵۶۰ھ

(تقریباً ۹۳۰ء تا تقریباً ۱۱۶۵ء)

ان اُمرا کے متعلق تاریخی معلومات بہت کم حاصل ہیں اور جو حاصل ہیں وہ قابلِ اعتماد نہیں۔ بہر حال تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ان امراء نے اُن ترکی النسل گروہوں کے ساتھ مل کر جو فرغانہ کے مشرق میں آباد تھے، چوتھی صدی ہجری میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کا پایۂ تخت کاشغر تھا۔ ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) میں ایلک خان نصر نے ماوراء النہر کو فتح کر کے بخارا کو دارالخلافہ بنا لیا اور یہیں سے وہ ان ممالک پر حکومت کیا کرتا تھا جو بحیرۂ خزر سے حدودِ چین تک پھیلے ہوئے تھے۔

ان اُمرا نے ان ولایات کو بھی مسخر کرنے کی کوشش کی۔ جو جیحوں کے جنوب میں واقع تھیں لیکن ۳۹۸ھ (۱۰۰۸ء) میں سلطان محمود غزنوی سے وہ شکست کھائی کہ ماوراء النہر کا شہر اور مشرقی مغولستان ہی پر قانع ہو کر بیٹھ گئے۔

ان امراء کے دورِ حکومت میں ترکوں کے چند اور قبائل بھی ماوراء النہر میں آئے تھے جو بعد میں ایران چلے گئے۔ ان قبائل میں وہ ترک بھی شامل تھے جو بعد میں سلجوقی کہلائے۔

ایلک خانی امراء کس سال اور کس ترتیب کے ساتھ عنانِ امارت سنبھالتے رہے، ہمیں حتمی طور پر معلوم نہیں۔ اس لیے فہرست بڑی حد تک ظنی ہے۔

عبدالکریم ستق

موسیٰ بن ستق

وفات ۳۸۳/۳۸۴ھ	شہاب الدولہ ہارون بغراخان بن سلیمان
تقریباً ۳۸۹ - ۴۰۰ھ	ابوالحسن نصر اول بن علی
" ۴۰۱ - ۴۰۷ھ	قطب الدولہ ابونصر احمد اول بن علی
" ۴۰۳ - ۴۰۸	شرف الدین طغان بن علی
	ابوالمنصور ارسلان خان اول بن علی
وفات ۴۲۳ھ	یوسف خضر خان اوّل
تقریباً ۴۲۱ - ۴۲۴ھ	شرف الدولہ ابوشجاع ارسلان خان ثانی
" ۴۲۵ - ۴۳۵ھ	محمود اوّل بغرا خاں

مغربی علاقوں میں

جغراتگین

تقریباً ۴۴۰ - ۴۶۰ھ	ابوالمظفر عمادالدولہ ابراہیم طفغاج بن نصر
وفات ۴۷۲ھ	شمس الملوک نصر ثانی بن طفغاج
	خضر خاں بن طفغاج
وفات ۴۸۸ھ	احمد خاں ثانی بن خضر
" ۴۹۰/۴۹۵ھ	محمود خاں ثانی
" ۴۹۵ھ	خضر خاں ثانی بن عمر بن احمد
	محمود ارسلان خان ثالث بن سلیمان
	ابوالمعالی حسن تگین بن علی

رکن الدین محمود خاں ثالث بن ارسلان

تقریباً ۵۵۸ھ — قلج طفغاج خان بن محمد

جلال الدین علی گورگان بن حسن تگین

مشرقی علاقوں میں

۴۳۹ - ۴۵۵ھ	طغرل خاں بن یوسف خضر خاں
۴۵۵	طغرل تگین بن طغرل
۴۵۵ ؟ ۴۹۶ھ	ہارون بغرا خاں بن یوسف خضر خاں
	نور الدولہ احمد بن ارسلان

۵۶- آلِ زیار

(جرجان)

۳۱۶ھ تا ۴۳۴ھ

(۹۲۸ء تا ۱۰۴۲ء)

بحیرِ خزر کے جنوبی ساحل پر خلفاء کا مکمل قبضہ کبھی بھی نہیں ہوا تھا۔ اس لیے کہ طرفدارانِ آلِ علیؓ ان علاقوں میں بغاوت کی بھٹی کو عموماً گرم رکھتے تھے اور ایک خود مختار سلطنت کی داغ بیل ڈالنے کی کوششوں میں مصروف رہتے تھے۔ (ملاحظہ ہوں حالات بنی ساج اوراق گذشتہ میں) سامانیوں نے بھی ان علاقوں پر چڑھائی کی لیکن خلفاء کی طرح انھیں بھی پوری کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ان حالات سے فائدہ اٹھا کر مرداویج بن زیار نے جو اپنے آپ کو پرانے بادشاہوں کی پشت سے تصور کرتا تھا۔ طبرستان اور جرجان کو آزاد کرا لیا اور کچھ عرصے تک

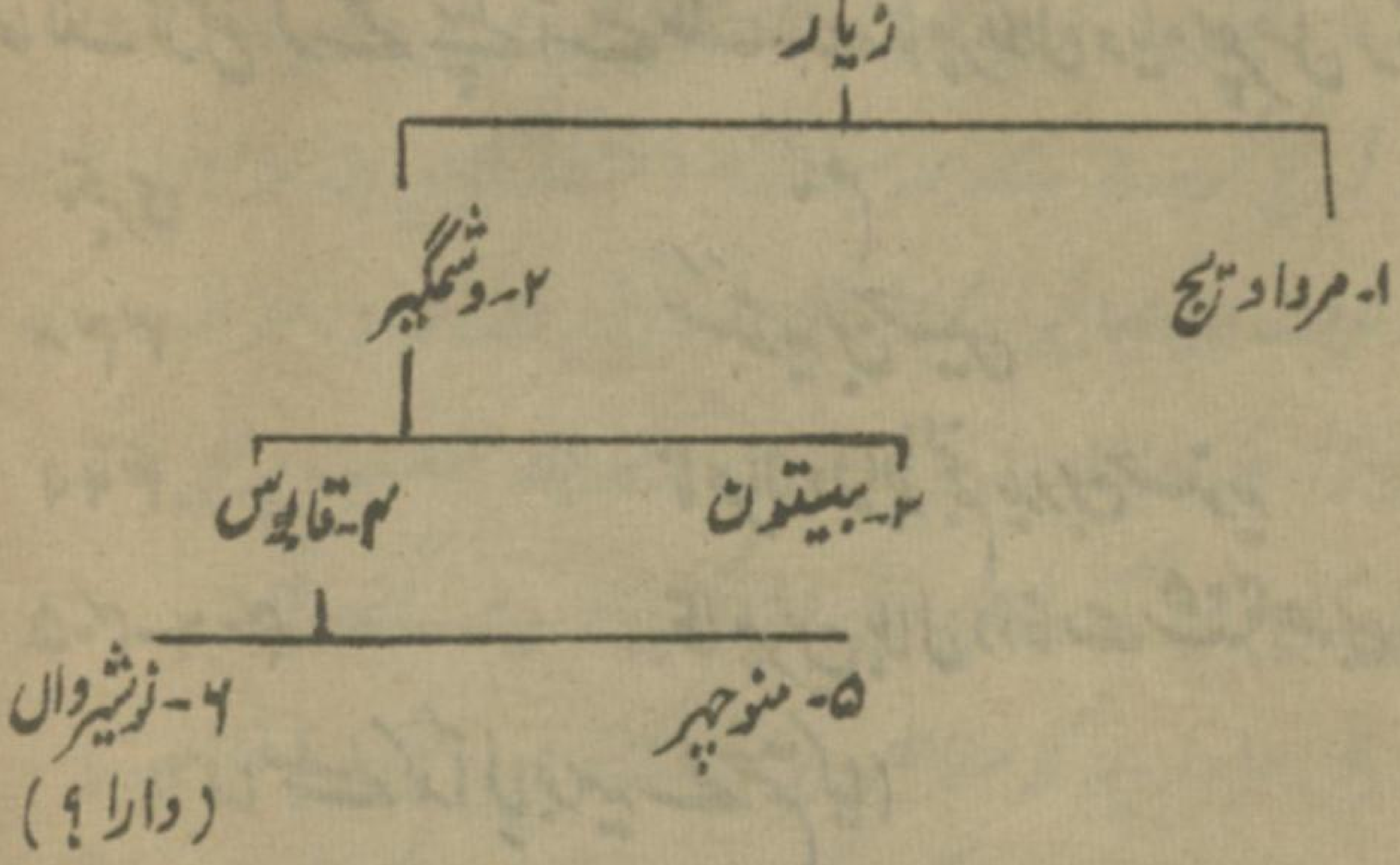
اصفہان و ہمدان پر بھی قابض رہا۔ ۳۱۶ھ اور ۳۱۹ھ (۹۲۸ء، ۹۳۱ء) کے درمیانی عرصے میں مغربی ایران کو حلوان تک (جو عراق کی سرحد پر واقع ہے) فتح کرلیا۔

آغاز میں آلِ بویہ مرداویج کی ملازمت میں تھے اور مرداویج نے علی بن بویہ کو کرج کا حاکم مقرر کیا تھا۔ بظاہر مرداویج خلیفۂ عباسی کی اطاعت کا دم بھرتا تھا لیکن اس کا بھائی وشمگیر سامانیوں کا مطیع تھا۔

جب ۳۲۰ھ (۹۳۲ء) میں آل بویہ کا اقتدار شروع ہوا تو آلِ زیار کی سلطنت سمٹ کر جرجان و طبرستان تک محدود ہوگئی۔ مؤیّد الدولہ دیلمی نے قابوس کو اٹھارہ برس ۳۷۱ھ۔ ۳۸۹ء تک اپنے ملک سے باہر رکھا اور جب وہ واپس آیا تو اپنے علاقوں پر بشمولیت گیلان قابض ہو گیا۔ قابوس کے بعد اس کی اولاد حکومت کرتی رہی۔ یہاں تک کہ غزنویوں نے ان کی حکومت کا خاتمہ کردیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۳۱۶	مرداویج بن زیار	۹۲۸
۳۲۳	ظہیر الدین ابو منصور وشمگیر	۹۳۵
۳۵۶	بیستون	۹۶۷
۳۶۶	شمس المعالی قابوس	۹۷۶
۴۰۳	فلک المعالی منوچہر	۱۰۱۲
۴۲۰-۴۳۴	نوشیروان (دارا ؟)	۱۰۲۹-۱۰۴۲

شجرہ



۵۷۔ بنی حسنویہ

(کردستان)

تقریباً ۳۴۸ھ تقریباً ۴۰۶ھ

(۹۵۹ء تا ۱۰۱۵ء)

حَسَنویہ بن حسین بَرزکانی ایک کُردی النسل امیر تھا جس نے بنی مروان کی طرح چوتھی صدی میں اقتدار حاصل کرلیا اور اسی صدی کے نصف اوّل میں دینور، ہمدان، نہاوند، قلعہ سرماج اور کردستان کے بہت بڑے حِصّے پر قابض ہوگیا تھا۔ اس کی طاقت یہاں تک بڑھ گئی کہ سلاطین بویہ بھی اس سے گھبراتے تھے۔ گو حسنویہ کی وفات کے بعد عضدالدولہ دیلمی نے اس کے ممالک پر قبضہ کرلیا تھا لیکن ان علاقوں کی حکومت حسنویہ کے لڑکے بُدر ہی کے حوالے کردی تاکہ کوئی فتنہ نہ اُٹھ کھڑے۔ بدر نے بہت

جلد اپنی طاقت میں مزید اضافہ کرلیا۔ خلیفۂ عباسی نے اسے ناصر الدولہ کے لقب سے نوازا۔ ۴۰۵ھ (۱۰۱۴ء) میں اس کا پوتا ظاہر اس کا جانشین بنا۔ لیکن ایک برس سے زیادہ حکومت نہ کرسکا۔ اس لیے کہ شمس الدولہ دیلمی نے اس کے ممالک کو فتح کرکے پہلے اسے ملک سے باہر نکال دیا۔ پھر قتل کر ڈالا۔

ہجری	نام	عیسوی
۳۴۸	حسنویہ بن حسین	۹۵۹
۳۶۹	ناصر الدولہ ابوالنجم بدر بن حسنویہ	۹۷۹
۴۰۵-۴۰۶	ظاہر بن ہلال (وفات ۴۰۵ھ) ابن بدر	۱۰۱۴-۱۰۱۵

(اس سلسلے کو آلِ بویہ نے ختم کیا)

۵۸۔ آلِ بویہ

(جنوبی ایران و عراق)

۳۲۰ھ تا ۴۴۷ھ

(۹۳۲ء تا ۱۰۵۵ء)

بویہ دیلم کی سطحِ مرتفع کا باشندہ اور ایک جنگ جو قبیلے کا سردار تھا۔ وہ اپنے آپ کو قدیم بادشاہوں کی اولاد سمجھتا تھا۔ بحرِ خزر کے ساحلی علاقوں میں جب کبھی خلفاء کے خلاف فتنۂ بغاوت اٹھتا تو یہ اس میں شامل ہو جاتا تھا۔ ۳۱۸ء میں سامانیوں کی ملازمت چھوڑ کر مرداویج زیاری کے دربار میں آگیا۔ مرداویج نے اس کے لڑکے علی عماد الدولہ کو کرج کا حاکم مقرر کر دیا۔

علی گیلی و دیلمی سرداروں کی کمک ہمراہ لے کر جنوب کی طرف چل دیا۔ اصفہان پہ قبضہ جمایا۔ ۳۲۰ھ (۹۳۲ء) میں ارجان اور ۳۲۱ھ میں نوبندجان

فتح کیا۔ اس کے بھائی حسن رکن الدولہ نے عرب افواج کو کازرون سے باہر نکال دیا، پھر یہ دونوں بھائی مشرق کی طرف چل دیے۔ ان کا تیسرا بھائی احمد معزالدولہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ انھوں نے ۳۲۲ھ میں شیراز فتح کر لیا اور خلیفہ ان بھائیوں کو اپنا سردار بنانے پر مجبور ہو گیا۔ جب معزالدولہ کرمان اور اہواز کو فتح کرنے کے بعد ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) میں بغداد پہنچا تو خلیفہ مستکفی نے نہ صرف ان بھائیوں کو عمادالدولہ، رکن الدولہ اور معزالدولہ کے القاب سے نوازا۔ بلکہ معزالدولہ کو امیر الامراء کے بلند منصب پر بھی فائز کر دیا۔ یہ القاب آل بویہ کے بعض دیگر امراء کو بھی دیے گئے تھے۔

بعض مورخ امراء بویہ کو سلاطین بویہ لکھتے ہیں۔ لیکن یہ خلاف حقیقت ہے۔ اس لیے کہ ان کے سکوکات پر امیر اور ملک کا لقب تو ملتا ہے۔ لیکن سلطان کا ذکر کہیں موجود نہیں۔ علاوہ ازیں بغداد میں امرائے بویہ کا رویہ سلاطین جیسا نہ تھا، ہر چند کہ آلِ بویہ شیعہ تھے اور خلفاء اُن کے ہاتھوں میں کھلونہ بنے ہوئے تھے لیکن پھر بھی یہ لوگ خلفاء کا ظاہری احترام پوری طرح کرتے تھے۔

امرائے بویہ کے دور میں ایران و عراق کی تقسیم کس طرح ہوئی، اس کی تفصیل جداول ذیل میں دیکھیے۔ اِن جداول سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ ان امراء میں آگے چل کر کس قدر اختلاف پیدا ہو گئے تھے۔ یہی اختلافات اُن کے ضعف کا سبب بنے۔ یہاں تک کہ سلجوقیوں، غزنویوں اور دیالمۂ کاکویہ نے ان کا صفایا کر دیا۔

الف ۔ دیالمۂ فارس

۳۲۰	عماد الدولہ ابوالحسن علی	۹۳۲
۳۳۸ *	عضد الدولہ ابو شجاع خسرو	۹۴۹
۳۷۲ *	شرف الدولہ ابوالفوارس شیرذیل	۹۸۲
۳۷۹ *	صمصام الدولہ ابو کالیجار مرزبان	۹۸۹
۳۸۸ *	بہاؤ الدولہ (ملکِ عراق)	۹۹۸
۴۰۳ *	سلطان الدولہ ابو شجاع	۱۰۱۲
۴۱۵ *	عماد الدولہ ابو کالیجار مرزبان	۱۰۲۴
۴۴۰ – ۴۴۷ *	ابو نصر خسرو فیروز رحیم	۱۰۴۸ – ۱۰۵۵

ب ۔ دیالمۂ عراق واہواز وکرمان

۳۲۰	معز الدولہ ابوالحسین احمد	۹۳۲
۳۵۶	عز الدولہ بختیار	۹۶۷
۳۶۷	عضد الدولہ (ملک فارس)	۹۷۷
۳۷۲	شرف الدولہ (ملک فارس)	۹۸۲
۳۷۹	بہاؤ الدولہ ابو نصر فیروز	۹۸۹
۴۰۳	سلطان الدولہ (ملک فارس)	۱۰۱۲

عراق *

۴۱۱	مشرف الدولہ	۱۰۲۰
۴۱۶	جلال الدولہ	۱۰۲۵
۴۳۵	عماد الدین (ملک فارس)	۱۰۴۳

* یہ امرا عراق اور بعض دیگر علاقوں پر بھی حکومت کرتے رہے

۴۴۰ — ۴۴۷	ابو نصر خسرو فیروز (ملک فارس)	۱۰۴۸ — ۱۰۵۵

کرمان

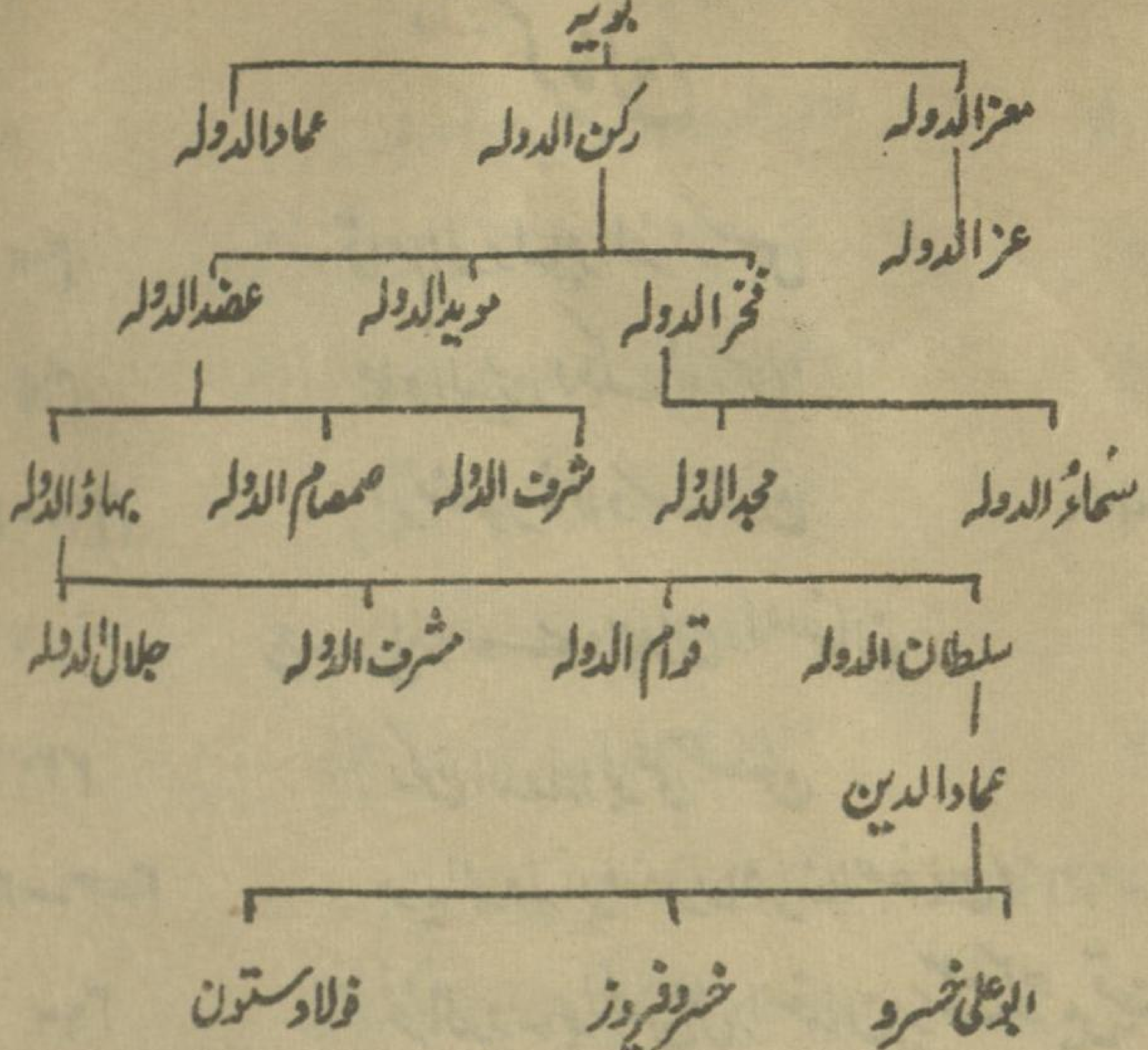
۴۰۳	قوام الدولہ ابو الفوارس	۱۰۱۲
۴۱۹	عماد الدین (ملک فارس)	۱۰۲۸
۴۴۰ — ۴۴۸	ابو منصور فولادستون	۱۰۴۸ — ۱۰۵۶

ج - دیالمۂ رے و ہمدان و اصفہان

۳۲۰	رکن الدولہ ابو علی حسن	۹۳۲
۳۶۶ — ۳۷۳	مؤید الدولہ ابو منصور (صرف اصفہان)	۹۷۶ — ۹۸۳
۳۶۶	فخر الدولہ ابو الحسن علی (اصفہان پر ۳۷۳ھ میں قبضہ)	۹۷۶
۳۸۷ — ۴۲۰	مجد الدولہ ابو طالب رستم (محمود غزنوی نے اسے معزول کر دیا تھا)	۹۹۷ — ۱۰۲۹
۳۸۷	شمس الدولہ ابو طاہر (صرف ہمدان)	۹۹۷
تقریباً ۴۱۲ — ۴۱۴	سماء الدولہ ابو الحسن (اسے ابن کاکویہ نے معزول کیا)	۱۰۲۱ — ۱۰۲۳

(دیالمہ کو غزنویوں، سلجوقیوں اور آلِ کاکویہ نے مٹا دیا)

شجرہ



۵۹- دیالمۂ کاکویہ

(کردستان)

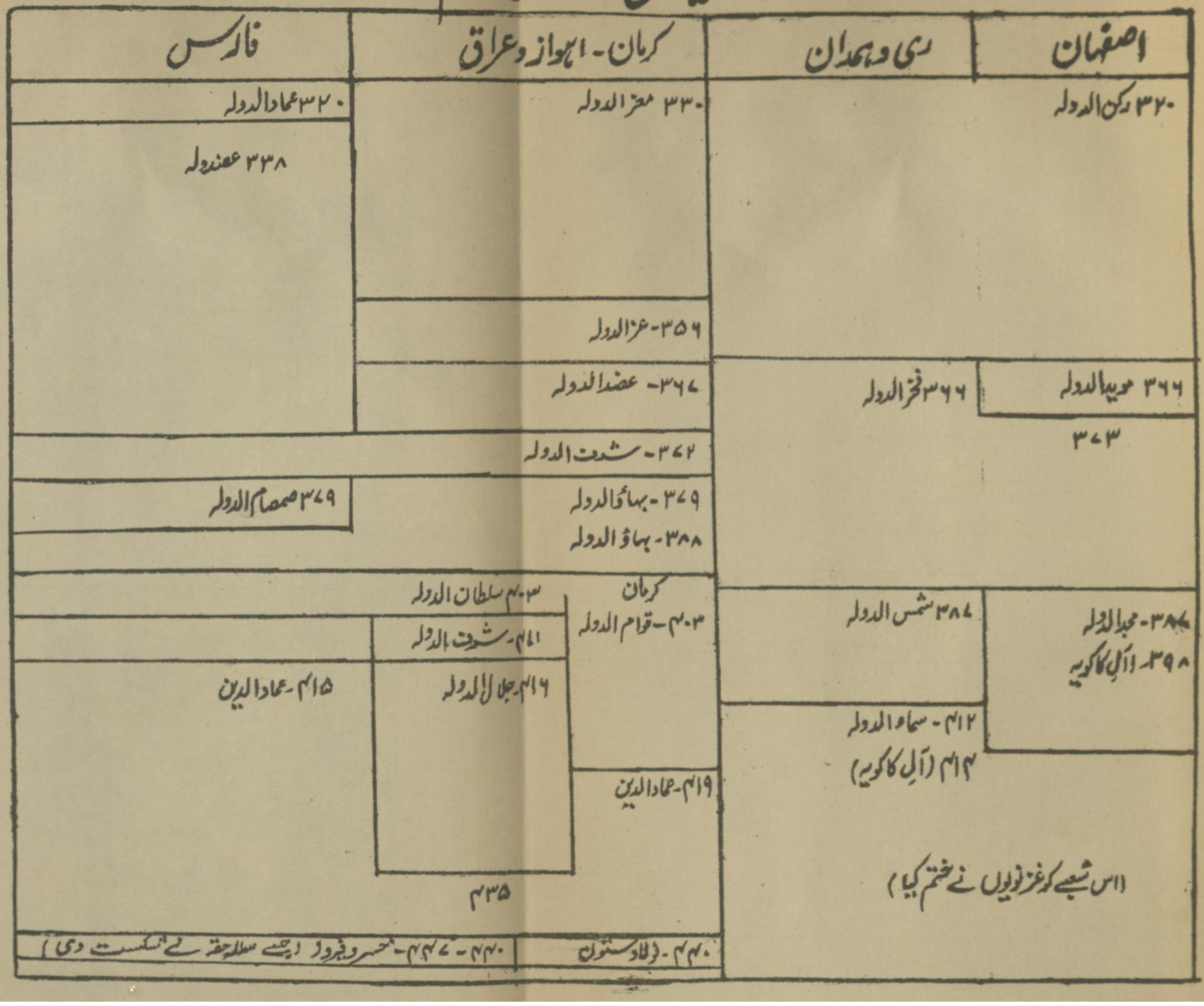
۳۹۸ھ تا ۴۴۳ھ

(۱۰۰۷ء تا ۱۰۵۱ء)

محمد بن دشمنزیار جو ابن کاکویہ کے نام سے مشہور ہے۔ مجدالدولہ دیلمی کے ماموں کا لڑکا تھا۔ جب سماءالدولہ تخت سلطنت سے دست بردار ہو گیا تو ۴۱۴ھ (۱۰۲۳ء) میں ابن کاکویہ ہمدان پہ قابض ہو کر سماءالدولہ کی جگہ بیٹھ گیا۔ اصفہان پر یہ ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) سے قابض چلا آتا تھا۔

محمد بن کاکویہ کے لڑکے اصفہان، ہمدان، یزد اور نہاوند پر کئی برس تک حکومت کرتے رہے۔ آخر جب ۴۴۳ھ (۱۰۵۱ء) میں سلجوقیوں

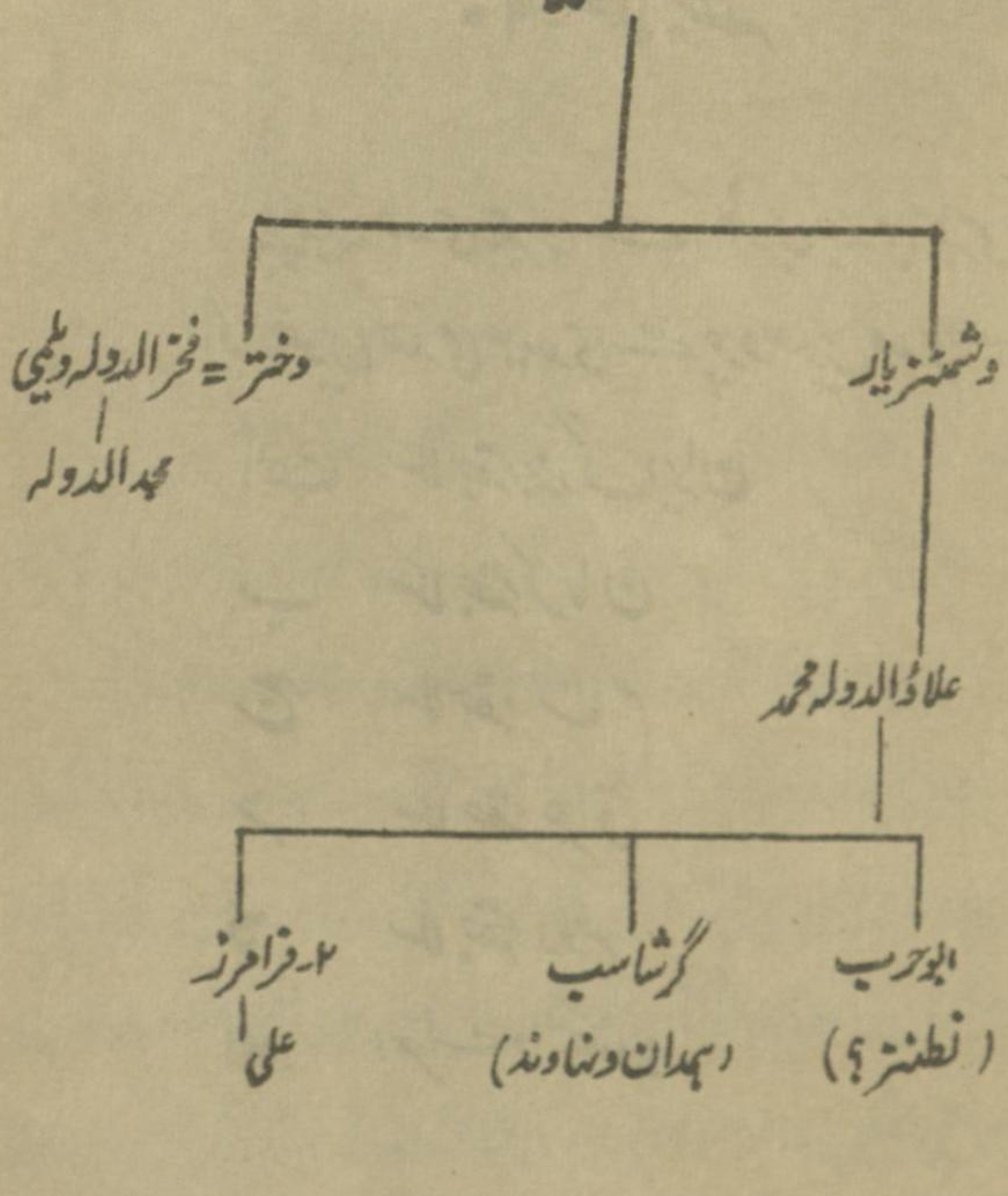
ممالک دیالمہ کی جغرافیائی تقسیم



ے ان علاقوں پہ قبضہ کیا تو یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

۳۹	علاؤالدولہ ابوجعفر محمد	١٠٠٧
۳۳—۴۴۳	ظہیرالدین ابو منصور فرامرز	١٠۴١—١٠۵١

کاکویہ



(اس سلسلے کو سلجوقیوں نے ختم کیا)

باب ہشتم

۶۰۔ سلاجقہ

پانچویں صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری تک
(گیارھویں صدی عیسوی سے چودھویں صدی عیسوی تک)

الف سلاجقۂ بزرگ ایران

ب سلاجقۂ کرمان

ج سلاجقۂ شام

د سلاجقۂ عراق

ہ سلاجقۂ روم

۶۱ امرائے دانشمندیہ

۱۰۔ سلاجقہ

(مغربی ایشیا)

۴۲۹ھ تا ۷۰۰ھ

(۱۰۳۷ء تا ۱۳۰۰ء)

اسلامی تاریخ میں سلجوقیوں کا ظہور ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔ یوں سمجھیے کہ یہ زمانہ اسلام کی حیاتِ ثانیہ کا دور تھا۔ جب سلجوقی اٹھ رہے تھے تو خلافت بیٹھ رہی تھی اور کسی اسلامی فرمانروا میں یہ ہمت باقی نہیں رہی تھی کہ وہ تمام اسلامی ممالک کو ایک حکومت کے نیچے متحد رکھ سکے۔ اسلامی ممالک چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں بٹ چکے تھے۔ صرف خلفائے فاطمی کی سلطنت کافی وسیع تھی لیکن اُن کے تعلقات بھی خلفائے عباسیہ کے ساتھ اچھے نہیں تھے اور یہ ایک دوسرے کے مدِ مقابل بنے ہوئے تھے۔

ہسپانیہ، افریقہ اور مصر کا بہت بڑا حصہ خلفاء کے اثر سے آزاد ہو چکا تھا۔ شمالی شام اور الجزیرہ پر چند باغی قبائل قابض تھے۔ جن کے بعض امرا نے نئے سلسلوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔ ایران میں بھی مختلف امراء کی حکومتیں قائم ہو چکی تھیں۔ امرائے بویہ کی طاقت ٹوٹ چکی تھی۔ یہ امرا شیعہ ہونے کی وجہ سے خلفائے عباسی کا دلی احترام نہیں کرتے تھے اس وقت اُن کے چند ایک بے کار سے امیر برسرِ اقتدار رہ گئے تھے۔ جن کا کام ایک دوسرے سے لڑنا تھا۔ سیاسی انتشار کے علاوہ مختلف فرقوں نے مذہبی وحدت کا شیرازہ بھی بکھیر کر رکھ دیا تھا۔ یہ تھے وہ امراض جو ملتِ اسلامیہ کو لاحق ہو چکے تھے۔ ان سب کا علاج سلجوقیوں نے مہیا کیا۔

سلجوقی بدویانہ طرزِ معیشت کے خوگر تھے اور شہری تمدّن سے محض بیگانہ۔ اسی حالت میں انھوں نے اسلام قبول کیا۔ چونکہ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔ اس لیے اسلام سے انھیں گہری محبت تھی اور یہی وہ جذبہ تھا۔ جس کے زیرِ اثر وہ جاں بلب حکومت کی امداد کو دوڑے اور اسے نشاۃ ثانیہ عطا کی۔

سلجوقیوں نے ایران، الجزیرہ، شام اور ایشیائے صغیر پر حملہ کیا اور جو چھوٹی موٹی حکومت راستے میں آئی۔ اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں نتیجۃً تمام اسلامی ایشیا کو افغانستان کی مغربی سرحد سے بحیرۂ روم کے ساحل تک ایک سلطنت بنا ڈالا۔ اسلامی عساکر میں غیرت و تعصّب کی نئی روح پھونک دی اور مشرقی رومار (جس نے ازسرنو مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر رکھی تھی) کا گھمنڈ توڑ کر رکھ دیا۔ سلاجقہ کے یہی وہ کارنامے ہیں جن کی بناء پر اسلام کی تاریخ میں انھیں مقام بلند حاصل ہوا۔

سلجوقیوں کے مورثِ اعلیٰ سلجوق بن تقاق ایک ترکمان سردار تھا۔ یہ ترکستان کے کسی امیر کے ہاں رہتا تھا۔ آخر دشت قرقیز کو چھوڑ کر یہ جند کی طرف چلا گیا اور وہاں سے بخارا پہنچا۔ جہاں اس نے بہ رغبت تمام اسلام قبول کر لیا۔

سلجوق، اس کے بیٹے اور پوتے اُن لڑائیوں میں شامل ہوتے رہے جو محمود غزنوی، ایلک خانی امیروں اور سامانیوں میں ہوتی رہیں اور اس طرح طغرل بیگ اور اس کے بھائی جغری بیگ نے کافی اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ آخر اپنے قبیلے کے نوجوانوں کو ہمراہ لے کر خراسان پہ حملہ کیا۔ غزنویوں نے پلٹ پلٹ کر حملے کیے۔ لیکن شکست کھا کر بھاگ گئے اور سلجوقیوں نے ان علاقوں پر

قبضہ کرلیا۔

۴۲۹ھ (۱۰۳۷ء) میں مرو کے خطیب نے چغری بیگ داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا اور اسے سلطانِ سلاطین کے لقب سے یاد کیا۔ نیشاپور میں یہی مراسم طغرل کے لیے ادا کیے گئے۔ سلجوقیوں نے بہت تھوڑے وقت میں بلخ جرجان، طبرستان اور خوارزم پر قبضہ کرلیا۔ ۴۳۳ھ اور ۴۳۷ھ ہجری کے درمیانی عرصے میں دینور، جبل، حلوان، رے اور اصفہان پر قابض ہو گئے ۴۴۷ھ (۱۰۵۵ء) میں طغرل بیگ بغداد پہنچا۔ جہاں تمام مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسے سلطان کے لقب سے یاد کیا گیا۔

ترکی قبائل بھی آہستہ آہستہ سلجوقیوں کے حلقۂ اطاعت میں آگئے اور اس طرح تمام مغربی ایشیا افغانستان کی آخری سرحد سے لے کر ممالک روم تک جس میں ایشیائے صغیر اور ۴۷۰ھ (۱۰۷۷ء) سے پہلے کے فاطمی مقبوضات بھی شامل تھے۔ سلاجقہ کے نیچے واحد سلطنت بن گیا۔

طغرل بیگ۔ الپ ارسلان اور ملک شاہ اسی وسیع سلطنت پر حکومت کرتے رہے لیکن ملک شاہ کی وفات کے بعد برکیارق اور محمد کے درمیان جنگ شروع ہوگئی اور کئی سلجوقی خاندانوں نے خودمختاری کا اعلان کردیا۔ بایں ہمہ تمام سلجوقی امراء اور روساء اسی شعبے کے حکمران کو اپنا رئیس سمجھتے رہے۔ گو سلاجقۂ بزرگ کے آخری فرمانروا سنجر کی حکومت صرف خراسان تک محدود تھی لیکن تمام دیگر امراء اس کی وفات (۵۵۲ھ۔ ۱۱۵۷ء) تک رسماً اس کی اطاعت کا دم بھرتے رہے۔

کرمان، عراق، شام اور روم کے سلجوقی اسی خاندان کی شاخیں تھیں۔ سلجوقیوں کے چند اور افراد بھی آذربائیجان، تخارستان اور چند دیگر علاقوں

پر حکمران رہے ہیں۔ مشرق میں خوارزم شاہیوں نے سلجوقیوں کی طاقت کو کچل ڈالا۔ آذربائیجان، فارس، الجزیرہ اور دیار بکر میں اتابک (جو سلجوقی افواج میں سپہ سالار تھے) اپنے آقاؤں کے جانشین بن گئے اور روم کے سلجوقیوں کو عثمانی ترکوں نے ۷۰۰ھ (۱۳۰۰ء) میں ختم کر ڈالا۔

الف۔ سلاجقۂ بزرگ

۴۲۹ھ تا ۵۵۲ھ

(۱۰۳۷ء تا ۱۱۵۷ء)

ہجری	نام	عیسوی
۴۲۹	رکن الدین ابو طالب طغرل بیگ	۱۰۳۷
۴۵۵	عضد الدین ابو شجاع الپ ارسلان	۱۰۶۳
۴۶۵	جلال الدین ابوالفتح ملک شاہ	۱۰۷۲
۴۸۵	ناصر الدین محمود	۱۰۹۲
۴۸۷	رکن الدین ابوالمظفر برکیارق	۱۰۹۴
۴۹۸	ملک شاہ ثانی	۱۱۰۴
۴۹۸	غیاث الدین ابو شجاع محمد	۱۱۰۴
۵۱۱—۵۵۲	معز الدین ابوالحارث سنجر	۱۱۱۷—۱۱۵۷

(اس شاخ کو خوارزم شاہیوں نے ختم کیا)

ب۔ سلاجقۂ کرمان

۴۳۳ھ تا ۵۸۳ھ

ا؎ دیکھو صفحہ ۱۰۷

(سنہ ۱۰۴۱ء تا سنہ ۱۱۸۷ء)

ہجری	نام	عیسوی
۴۳۳	عمادالدین قرا ارسلان قاوردبیگ	۱۰۴۱
۴۶۵	کرمان شاہ	۱۰۷۲
۴۶۷	حسین	۱۰۷۴
۴۶۷	رکن الدین سلطان شاہ	۱۰۷۴
۴۷۷	توران شاہ	۱۰۸۴
۴۹۰	ایران شاہ	۱۰۹۷
۴۹۴	ارسلان شاہ	۱۱۰۰
۵۳۶	مغیث الدین محمد اول	۱۱۴۱
۵۵۱	محی الدین طغرل شاہ	۱۱۵۶
۵۶۳	بہرام شاہ، ارسلان شاہ، ترکان شاہ } ایک دوسرے کے رقیب	۱۱۶۷
۵۸۳	محمد شاہ ثانی (اس شاخ کو ترکانِ غز نے ختم کیا)	۱۱۸۷

۱؎ یہی وہ محمد ہے جو برکیارق کے ساتھ لڑتا رہا۔

۲؎ سنجر بیس سال پہلے صرف خراسان کا حاکم تھا۔ سنہ ۵۱۱ھ میں تمام سلجوقیوں کا امیر قرار پایا۔

ج۔ سلاجقۂ شام

۴۸۷ھ تا ۵۱۱ھ

(۱۰۹۴ء تا ۱۱۱۷ء)

ہجری	نام	عیسوی
۴۸۷	تتش بن الپ ارسلان	۱۰۹۴
۴۸۸	رضوان بن تتش (حلب)	۱۰۹۵
	دقاق بن تتش (دمشق) (۴۸۸ھ - ۴۹۷ھ)	
۵۰۷	الپ ارسلان الاخرس بن رضوان	۱۱۱۳
۵۰۸-۵۱۱	سلطان شاہ بن رضوان	۱۱۱۴—۱۱۱۷

(اس شاخ کو اتابکان بوری اور امرائے ارتقی نے ختم کیا)

د۔ سلاجقۂ عراق و کردستان

۵۱۱ھ تا ۵۹۰ھ

(۱۱۱۷ء تا ۱۱۹۴ء)

۵۱۱	مغیث الدین محمود	۱۱۱۷
۵۲۵	غیاث الدین داؤد	۱۱۳۱
۵۲۶	طغرل اول	۱۱۳۲
۵۲۷	غیاث الدین مسعود	۱۱۳۳
۵۴۷	معین الدین ملک شاہ	۱۱۵۲
۵۴۸	محمد	۱۱۵۳

ہجری	نام	عیسوی
۵۵۴	سلیمان شاہ	۱۱۵۹
۵۵۶	ارسلان شاہ	۱۱۶۱
۵۷۳–۵۹۰	طغرل ثانی	۱۱۷۷–۱۱۹۴

(اس شاخ کو بھی خوارزم شاہیوں نے ختم کیا)

ہ- سلاجقۂ روم (ایشیائے صغیر)

۴۷۰ھ تا ۷۰۰ھ

(۱۰۷۷ء تا ۱۳۰۰ء)

۴۷۰	سلیمان اول بن قتلمش	۱۰۷۷
۴۷۹	بدامنی کا دور	۱۰۸۶
۴۸۵	قلج ارسلان داود	۱۰۹۲
۵۰۰	ملک شاہ اولؔ	۱۱۰۶
۵۱۰	مسعود اولؔ	۱۱۱۶
۵۵۱	عز الدین قلج ارسلان ثانی	۱۱۵۶
۵۸۴	قطب الدین ملک شاہ ثانی	۱۱۸۸
۵۸۸	غیاث الدین کیخسرو اولؔ	۱۱۹۲
۵۹۷	رکن الدین سلیمان ثانی	۱۲۰۰
۶۰۰	قلج ارسلان ثالث	۱۲۰۳
۶۰۱	کیخسرو اولؔ (دوبارہ)	۱۲۰۴
۶۰۷	عز الدین کیکاؤس اولؔ	۱۲۱۰

ہجری	نام	عیسوی
۶۱۶	علاؤالدین کیقباد اوّل	۱۲۱۹
۶۳۴	غیاث الدین کیخسرو ثانی	۱۲۳۶
۶۴۳	عزالدین کیکاوس ثانی [1]	۱۲۴۵
۶۵۵	رکن الدین قلج ارسلان رابع	۱۲۵۷
۶۶۶	غیاث الدین کیخسرو ثالث	۱۲۶۷
۶۸۲	غیاث الدین مسعود ثانی [2]	۱۲۸۳
۶۹۶ — ۷۰۰	علاؤالدین کیقباد ثالث	۱۲۹۶ — ۱۳۰۰

(یہ شاخ مغلوں اور عثمانی ترکوں کے ہاتھوں ختم ہوئی)

(۱۸ ہرا شجرہ سلجوق)

---

[1] حکومت میں اس کے دو بھائی یعنی قلج ارسلان رابع اور کیقباد ثانی بھی برابر کے شریک تھے۔

[2] جب مسعود کا والد کیکاؤس فوت ہوگیا تو اباقا خان نے مسعود کو ۶۷۷ھ میں اجب سلجوقی تخت پر مسعود کا عم زاد کیخسرو ثالث جلوہ آرا تھا) سیواس، آذربائیجان اور ارزنۃ الروم کا حاکم مقرر کردیا۔ ۶۸۲ھ میں مسعود کیخسرو ثالث کی جگہ سلطان بنا اور جب ۶۹۶ھ میں اس کے چچے کیقباد ثانی نے تخت کو چھوڑ دیا تو یہ پھر بادشاہ بن بیٹھا اور چار برس تک حکومت کی۔ اس سلسلے کے آخری چار بادشاہوں کو صرف حاکم سمجھیے۔ جو ایلخانانِ روم کی طرف سے مقرر ہوتے۔

۶۱۔ امرائے دانشمندیہ

سیواس[1]، قیساریہ[2]، ملاطیہ[3]

سنہ ۴۹۰ھ تا سنہ ۵۶۰ھ

(سنہ ۱۰۹۷ء تا سنہ ۱۱۶۵ء)

جب سلجوقی ایشیائے صغیر میں اپنی طاقت کا جال بچھا رہے تھے، عین اس وقت ترکی النسل امیر گمشتگین بن دانشمند نے کاپادوکیا Cappodocia کے علاقے یعنی سیواس، قیساریہ اور ملاطیہ میں ایک چھوٹی سی حکومت کی بناء ڈال دی اور ایک موقع پر فرانسیسیوں کو سخت شکست دی۔ اس کے جانشینوں نے صلیبی لڑائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن ان کے پڑوسیوں یعنی روم کے سلجوقیوں نے بہت جلد ان کا خاتمہ کر ڈالا۔

محمد اول گمشتگین بن تیلو دانشمند

۴۹۹	غازی بن گمشتگین	۱۱۰۵
۵۲۹	محمد ثانی بن غازی	۱۱۳۴
۵۳۷	ذوالنون محمد ثانی	۱۱۴۲
	یعنی (یا یعقوب) بن ارسلان غازی)	
۵۶۰	ابراہیم بن محمد	۱۱۶۵

(اس سلسلے کو سلاجقہ روم نے ختم کیا)

---

[1] سیواس۔ Sebaste ایشیائے خورد کا ایک شہر

[2] قیساریہ، Caesarea ″

[3] ملاطیہ Melitene ″

باب نہم

اتابک یعنی سلجوقی افواج کے سردار

چھٹی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(بارھویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک)

باب نہم

اتابک۔ یعنی سلجوقی افواج کے سردار

چھٹی صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک

(بارھویں صدی عیسوی سے تیرھویں صدی عیسوی تک)

سلجوقی حکومت فوجی بنیادوں پہ قائم کی گئی تھی اور افواج کی حکومت غلاموں کے ہاتھ میں تھی۔ چونکہ سلجوقی سلطنت کی حدیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں اور دربارِ شاہی کے امراء فوجی یا غیر فوجی عہدوں پر اتنا دور جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لیے سلجوقیوں نے اُن وفادار غلاموں کو جو یا تو زر خرید تھے اور یا کہیں سے دربار میں بطور ہدیہ بھیجے گئے تھے۔ ان عہدوں پہ مقرر کرنا شروع کر دیا۔

ہر سلجوقی بادشاہ کے پاس اس قسم کے غلاموں کی تعداد کافی ہوا کرتی تھی۔ یہ عموماً دشتِ قپچاق سے لائے جاتے تھے اور دربار و فوج کا انتظام ان کے سپرد کر دیا جاتا تھا۔ یہ غلام بسا اوقات نہایت سختی سے حکومت کیا کرتے تھے۔

اس انتظام کا یہ نتیجہ ہوا کہ پرانے درباریوں کی جگہ نئے غلاموں نے لے لی جب سلجوقی کمزور ہو گئے اور ان کی حکومت کی بنیادیں ہلنے لگیں تو یہی غلام جو اپنے آقاؤں کے نام پہ لڑائیاں لڑا کرتے تھے، سلجوقی شاہزادوں کے سیاسی اتالیق مقرر ہو گئے اور اپنی اس حیثیت سے فائدہ اٹھا کر اختیارات کے مالک بن بیٹھے۔

تتش نے اپنے بیٹے دِقاق کے لیے طغتگین نامی غلام کو اتالیق مقرر کر رکھا

تھا۔ جب دقاق کی وفات ہو گئی تو طغتگین نے دمشق کی عنانِ حکومت خود سنبھال لی۔ عماد الدین زنگی، جس نے اتابکانِ حلب و موصل کے سلسلے کی بنیاد ڈالی تھی، ملک شاہ سلجوقی کے ایک غلام کا بیٹا تھا۔ آذربائیجان کے اتابک ایک قبچاقی غلام کی اولاد تھے جو سلطان مسعود (شاہِ عراق) کے دربار میں رہتا تھا۔ خوارزم شاہیوں کا جدِ امجد انوشتگین سلطان ملک شاہ کا طشت دار تھا۔ ارتق اور سلغر جو اتابکانِ فارس و دیار بکر کے سلسلوں کے بانی تھے۔ سلجوقیوں کے فوجی سردار تھے۔ اسی طرح بکتگیتی ہزار اسپی اور قتلغ خانی امراء سلجوقی غلاموں کی افواج میں شامل ہو کر فوجی مناصب پہ فائز ہوئے تھے۔

چھٹی صدی ہجری میں اناطولیہ کے بغیر باقی تمام سلجوقی ممالک سلجوقی سرداروں کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے اور ان سرداروں نے ایک خاص قسم کے سلسلے کی بنیاد ڈال دی تھی۔

۶۲۔ آلِ بوری

اتابکانِ دمشق

۴۹۷ھ تا ۵۴۹ھ

(۱۱۰۳ء تا ۱۱۵۴ء)

طغتگین سلجوقیوں کا ایک فوجی سردار تھا جو اسی خاندان کے ایک شاہزادے کا سرپرست واتالیق مقرر ہوا اور مدتوں حکومت کرتا رہا۔ دراصل طغتگین ایک غلام تھا جسے سلطان تتش نے آزاد کر دیا تھا اور ۴۸۸ھ (۱۰۹۵ء) کے بعد اپنے بیٹے دقاق کا اتالیق وسرپرست بنا کر بھیج دیا تھا۔ دقاق کی وفات کے بعد

طغتگین خود حاکم بن بیٹھا اور اس طرح اتابکانِ بوری کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۴۹۷	سیف الاسلام ظہیر الدین طغتگین	۱۱۰۳
۵۲۲	تاج الملوک بوری	۱۱۲۸
۵۲۶	شمس الملوک اسماعیل	۱۱۳۲
۵۲۹	شہاب الدین محمود	۱۱۳۴
۵۳۳	جمال الدین محمود	۱۱۳۸
۵۳۴ ـ ۵۴۹	مجیر الدین ابق یا انر (م ۔ ۵۶۴ھ)	۱۱۳۹ ـ ۱۱۵۴

۱۔ طغتگین

۲۔ بوری ۔ ۳۔ اسماعیل ۔ ۴۔ محمود ۔ ۵۔ محمد

۶۔ ابق

۶۳۔ امرائے زنگی

اتابکانِ شام و الجزیرہ
۵۲۱ھ تا ۶۴۸ھ
(۱۱۲۷ء تا ۱۲۵۰ء)

اتابک عماد الدین زنگی بن آق سنقر حاجب سلطان ملک شاہ کا ایک ترکی غلام تھا جو سلطان تتش کی طرف سے حلب میں ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) سے لے کر ۴۸۷ھ (۱۰۹۴ء) تک حکومت کرتا رہا۔ آخر اپنے آقا کے خلاف بغاوت کردی اور گرفتار ہو گیا۔ ۵۲۱ھ (۱۱۲۷ء) میں عماد الدین زنگی عراق و بغداد کا حاکم بنا کر بھیجا گیا۔ اسی سال موصل، سنجار، الجزیرہ اور حرّان بھی اس کی

حکومت میں شامل ہو گئے اور اگلے سال حلب اور شام کے باقی شہروں میں بھی زنگی ہی کا سکہ چلنے لگا۔

عماد الدین کی شہرت عیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کی وجہ سے ہے اس معاملے میں وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا پیشرو سمجھا جاتا ہے۔ عماد الدین کی وفات کے بعد اس کی سلطنت اس کے دو بیٹوں نور الدین محمود اور سیف الدین غازی میں تقسیم ہو گئی۔ نور الدین اپنے والد کی طرح شام میں عیسائیوں کے حملوں کو روکنے میں مصروف رہا اور سیف الدین موصل اور الجزیرہ پر حکومت کرتا رہا ان دو بھائیوں کے بعد شامی سلطنت آہستہ آہستہ ختم ہو گئی اور اس کی جگہ سنجار میں زنگیوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جسے ایوبیوں نے ۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء) میں ختم کر دیا۔ موصل والے سلسلے کو لُؤلُؤ نے ختم کر دیا جو موصل کے آخری اتابک کا غلام بھی تھا اور وزیر بھی۔ جب مغلوں نے شام اور الجزیرہ کو فتح کیا تو زنگیوں کی باقیماندہ شاخوں کو بھی ہمیشہ کے لیے مٹا ڈالا۔

الف۔ اتابکانِ موصل

۵۲۱ھ تا ۶۳۱ھ

(۱۱۲۷ء تا ۱۲۳۴ء)

ہجری	نام	عیسوی
۵۲۱	عماد الدین زنگی (موصل و حلب)	۱۱۲۷
۵۴۱	سیف الدین غازی (موصل)	۱۱۴۶
۵۴۴	قطب الدین مودود	۱۱۴۹
۵۶۵	سیف الدین غازی ثانی	۱۱۶۹

ہجری	نام	عیسوی
۵۷۶	عزالدین مسعود اول	۱۱۸۰
۵۸۹	نورالدین ارسلان شاہ اول	۱۱۹۳
۶۰۷	عزالدین مسعود ثانی	۱۲۱۰
۶۱۵	نورالدین ارسلان شاہ ثانی	۱۲۱۸
۶۱۶	ناصرالدین محمود	۱۲۱۹
۶۳۱	بدرالدین لُولو	۱۲۳۳
۶۵۰-۶۶۰	اسماعیل بن لولو	۱۲۵۹-۱۲۶۲

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

ب۔ اتابکانِ شام

۵۴۱ھ تا ۵۷۷ھ

(۱۱۴۶ء تا ۱۱۸۱ء)

ہجری	نام	عیسوی
۵۴۱	نورالدین محمود بن زنگی	۱۱۴۶
۵۶۹-۵۷۷	الملک الصالح اسماعیل	۱۱۷۳-۱۱۸۱

(۵۷۷ھ میں اتابکانِ سنجار اور ۵۷۹ ہجری میں ایوبی اس سلسلے کے جانشین بنے۔)

ج۔ اتابکانِ سنجار

۵۶۶ھ تا ۶۱۷ھ

(۱۱۷۰ء تا ۱۲۲۰ء)

ہجری	نام	عیسوی
۵۶۶	عماد الدین زنگی بن مودود	۱۱۷۰
۵۹۴	قطب الدین محمد	۱۱۹۷
۶۱۶	عماد الدین شاہنشاہ	۱۲۱۹
۶۱۶ – ۶۱۷	محمود (یا عمر)	۱۲۱۹ – ۱۲۲۰

(اس سلسلے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

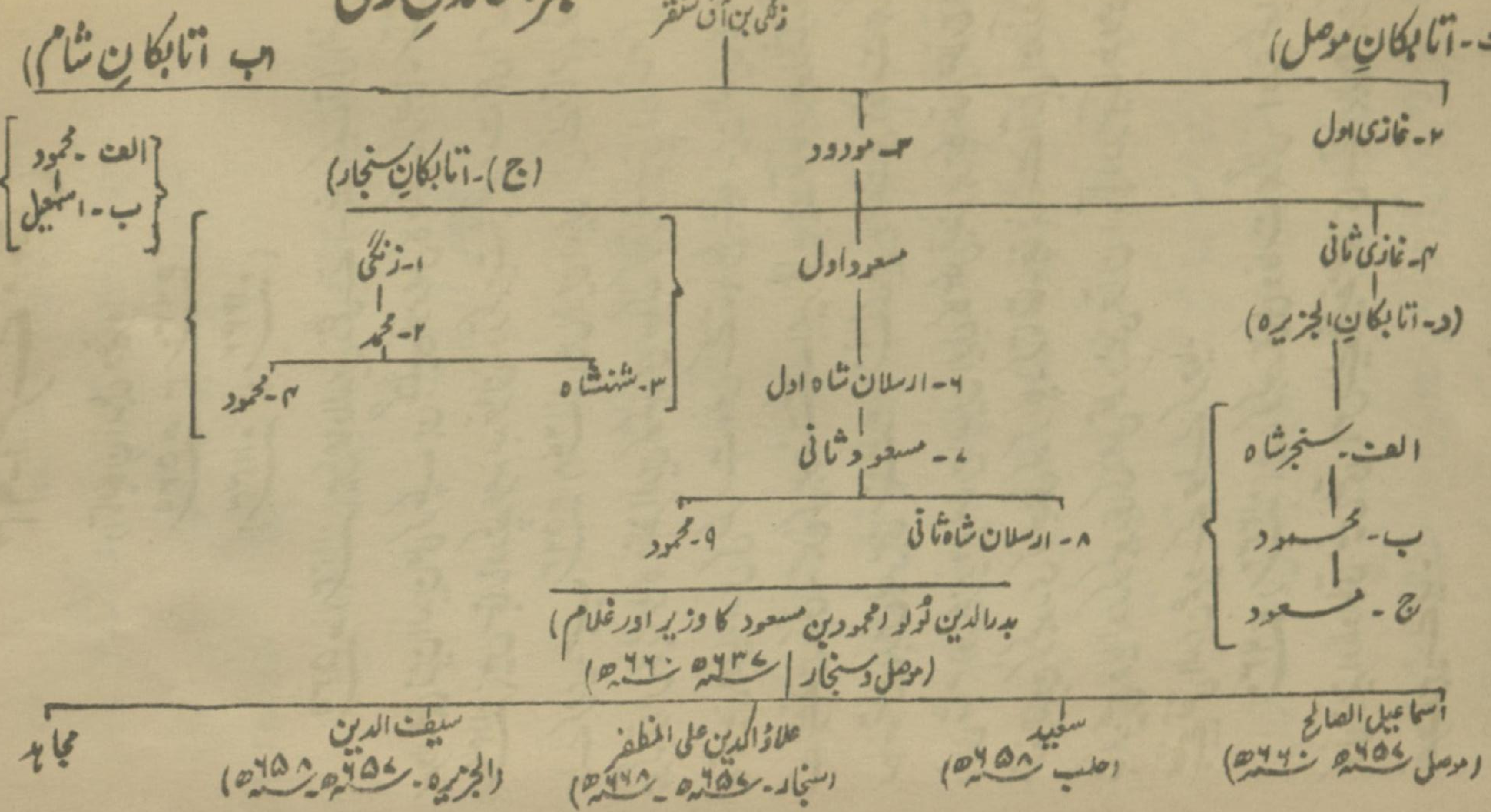
د۔ آتابکانِ الجزیرہ

۵۷۶ھ تا ۶۴۸ھ

(۱۱۸۰ء تا ۱۲۵۰ء)

ہجری	نام	عیسوی
۵۷۶	معز الدین سنجر شاہ	۱۱۸۰
۶۰۵	معز الدین محمود	۱۲۰۸
۶؟؟ – ۶۴۸	مسعود	۱۲؟؟ – ۱۲۵۰

شجرۂ خاندانِ زنگی



۶۴- امرائے بگتگینی

(اتابکانِ اربل وغیرہ)

۵۳۹ھ تا ۶۳۰ھ

(۱۱۴۴ء تا ۱۲۳۲ء)

۵۳۹ھ (۱۱۴۴ء) میں عماد الدین زنگی نے اپنے ایک ترکی النسل فوجی سردار یعنی زین الدین علی کوچک بن بگتگین کو موصل کا حاکم بنا کر بھیجا۔ ۵۴۴ھ (۱۱۴۹ء) میں سنجار اور کچھ عرصہ بعد حرّان اور تکریت کی حکومت بھی اس کے حوالے کر دی۔ جب ۵۶۳ھ (۱۱۶۷ء) میں زین الدین اربل کے مقام پر فوت ہو گیا تو اس کا بڑا لڑکا مظفر الدین کوکبوری بھاگ کر حرّان پہنچا اور شام کی حکومت پہ قابض ہو گیا۔ اربل کی حکومت اس کے نابالغ بیٹے زین الدین یوسف کے حصے میں آئی۔ جس کی بلوغت تک امیر المجاہدین قائماز بطور مختار کام کرتا رہا۔ تیئیس برس بعد یعنی ۵۸۶ھ (۱۱۹۰ء) میں یوسف کی وفات ہو گئی۔ ان دنوں شام اور الجزیرہ پہ صلاح الدین ایوبی کا مکمل قبضہ ہو چکا تھا۔ صلاح الدین مظفر الدین کوکبوری کو بھائی کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ چنانچہ اسے اربل اور زور کا حاکم بنا کر بھیج دیا اور کوکبوری کی اصل قلمرو یعنی حرّان، رہا اور سمیساط وغیرہ کو اپنے بھتیجے تقی الدین عمر کے حوالے کر دیا۔

۶۳۰ھ (۱۲۳۲ء) میں کوکبوری کی وفات ہو گئی اور چونکہ اس کی کوئی نرینہ اولاد باقی نہیں تھی اس لیے خلیفۂ عباسی نے اربل وغیرہ کو اپنے تصرف میں لے لیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۵۳۹	زین الدین علی کوچک بن بگتگین	۱۱۴۴
۵۶۳	زین الدین یوسف بن علی (اربل۔ وفات ۵۸۶ھ)	۱۱۶۷
۵۶۳	مظفر الدین کوکبوری بن علی (حران)	۱۱۶۷
۵۸۶-۶۳۰	” ” ” (اربل)	۱۱۹۰-۱۲۳۲

(اس سلسلے کی قلمرو پر پہلے عباسیوں نے اور پھر مغلوں نے قبضہ کر لیا)

۶۵۔ ارتقیہ

(دیارِ بکر)

۴۹۵ھ تا ۷۱۲ھ

(۱۱۰۱ء تا ۱۳۱۲ء)

اس سلسلے کا بانی ارتق بن اکسب ایک ترکمان تھا جو سلجوقیوں کے ہاں بطور سپہ سالار کام کرتا تھا۔ جب دمشق کے سلطان تتش نے بیت المقدس کو فتح کیا تو ارتق کو وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔ ارتق کے بیٹے سقمان اور ایلغازی جو بڑی شہرت حاصل کر چکے تھے، ۴۸۴ھ (۱۰۹۱ء) میں باپ کی جگہ مقرر ہوئے لیکن جب خلیفۂ فاطمی نے ۴۸۹ھ (۱۰۹۶ء) میں بیت المقدس کو فتح کیا تو ایلغازی عراق عرب میں واپس آگیا اور سقمان رہا میں

۴۹۵ھ (۱۱۰۱ء) میں سلطان محمد سلجوقی نے ایلغازی کو بغداد کا کوتوال مقرر کر دیا اور سقمان کو حصن کیفا (دیار بکر) کی حکومت پہ بھیج دیا۔ ایک دو برس بعد ماردین کو بھی اس کی قلمرو میں شامل کر دیا۔ ۵۰۲ھ (۱۱۰۸ء) میں ماردین سقمان سے لے کر ایلغازی کے حوالے کر دیا اور اسی تاریخ

سے ماردین اور حصنِ کیفا میں ارتقی خاندان کی دو شاخیں قائم ہوگئیں۔

سُقمان نے بالڈون Baldwin اور جوقلین Jocelin

کے خلاف اتنی مرتبہ چڑھائی کی کہ کیفا والی شاخ آہستہ آہستہ کمزور ہو گئی۔ اور صلاح الدین ایوبی کی باجگزار بن کر رہ گئی۔ کچھ عرصہ بعد اس شاخ میں پھر طاقت آ گئی اور ۵۷۹ھ (۱۱۸۳ء) میں شہر آمد پر قابض ہو گئی۔ آخر ۶۲۹ھ (۱۲۳۱ء) میں الملک الکامل ایوبی نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ ہاں البتہ اس سلسلے کی ایک چھوٹی سی شاخ دیار بکر اور خرتپرت میں ۵۲۱ھ سے ۶۲۰ھ (۱۱۲۷ء - ۱۲۲۳ء) تک حکومت کرتی رہی۔

ایلغازی صلیبی عیسائیوں کا طاقت ور دشمن تھا۔ اس نے ۵۱۱ھ (۱۱۱۷ء) میں حلب کو فتح کیا اور ۵۱۵ھ (۱۱۲۱ء) میں سلطان محمد سلجوقی نے ماردین[1] اور میافارقین کی حکومت بھی اسی کے حوالے کر دی۔ اس کے بیٹے میافارقین پر ۵۸۰ھ (۱۱۸۴ء) تک قابض رہے اور ماردین کو پہلے تیمور نے چھین لیا اور پھر ۸۱۱ھ (۱۴۰۸ء) میں قراقویونلو کے ترکمان اس پر قابض ہو گئے۔

جب شام اور الجزیرہ میں ایوبیوں کی حکومت قائم ہو گئی تو ارتقیہ ماردین کی اہمیت کم ہو گئی ۵۱۷ھ (۱۱۲۳ء) میں بلک بن بہرام نے دوسرے ارتقی سرداروں سے حلب چھین لیا۔ شہر حانی پر وہ ۴۹۷ھ سے ہی قابض چلا آتا تھا۔ ۵۱۵ھ میں خرتپرت کو مسخر کر لیا اور صلیبی جنگوں میں کافی شہرت حاصل کی۔

---

[1] ماردین اور میافارقین دیار بکر کے دو شہر ہیں۔

ارتقیۂ کیفا

سنہ ۴۹۵ھ تا سنہ ۶۲۹ھ

(سنہ ۱۱۰۱ء تا سنہ ۱۲۳۱ء)

ہجری	نام	عیسوی
۴۹۵	معین الدین سقمانِ اول	۱۱۰۱
۴۹۸	ابراہیم	۱۱۰۴
تقریباً ۵۰۲	رکن الدولہ داؤد	۱۱۰۸
" ۵۴۳	فخر الدین قرار ارسلان	۱۱۴۸
۵۷۰	نور الدین محمد	۱۱۷۴
۵۸۱	قطب الدین سقمان ثانی	۱۱۸۵
۵۹۷	ناصر الدین محمود	۱۲۰۰
۶۱۹ - ۶۲۹	رکن الدین مودود	۱۲۲۲ - ۱۲۳۱

(اس شعبے کو ایوبیوں نے ختم کیا)

ب - ارتقیۂ ماردین

سنہ ۵۰۲ھ تا سنہ ۸۱۱ھ

(سنہ ۱۱۰۸ء تا سنہ ۱۴۰۸ء)

ہجری	نام	عیسوی
۵۰۲	نجم الدین ابلغازی	۱۱۰۸
۵۱۶	حسام الدین تیمور تاش	۱۱۲۲
۵۴۷	نجم الدین البی	۱۱۵۲

ہجری	نام	عیسوی
۵۷۲	قطب الدین ایلغازی	۱۱۷۶
۵۸۰	حسام الدین یولق ارسلان	۱۱۸۴
تقریباً ۵۹۷	نصیر الدین ارتق ارسلان المنصور	۱۲۰۰
۶۳۷	نجم الدین الغازی الاول السعید	۱۲۳۹
۶۵۸	قرا ارسلان المظفر	۱۲۶۰
تقریباً ۶۹۱	شمس الدین داؤد	۱۲۹۲
۶۹۳	نجم الدین الغازی الثانی المنصور	۱۲۹۴
۷۱۲	عماد الدین علی الپی عادل	۱۳۱۲
۷۱۲	شمس الدین الصالح	۱۳۱۲
۷۶۵	احمد المنصور	۱۳۶۳
۷۶۹	محمود الصالح	۱۳۶۷
۷۶۹	داؤد المظفر	۱۳۶۷
۷۷۸	مجد الدین عیسیٰ الظاہر	۱۳۷۶
۸۰۹—۸۱۱	صالح	۱۴۰۶—۱۴۰۸

(اس سلسلے کو قراقویونلو نے ختم کیا)

۶۶- شاہانِ ارمینیہ

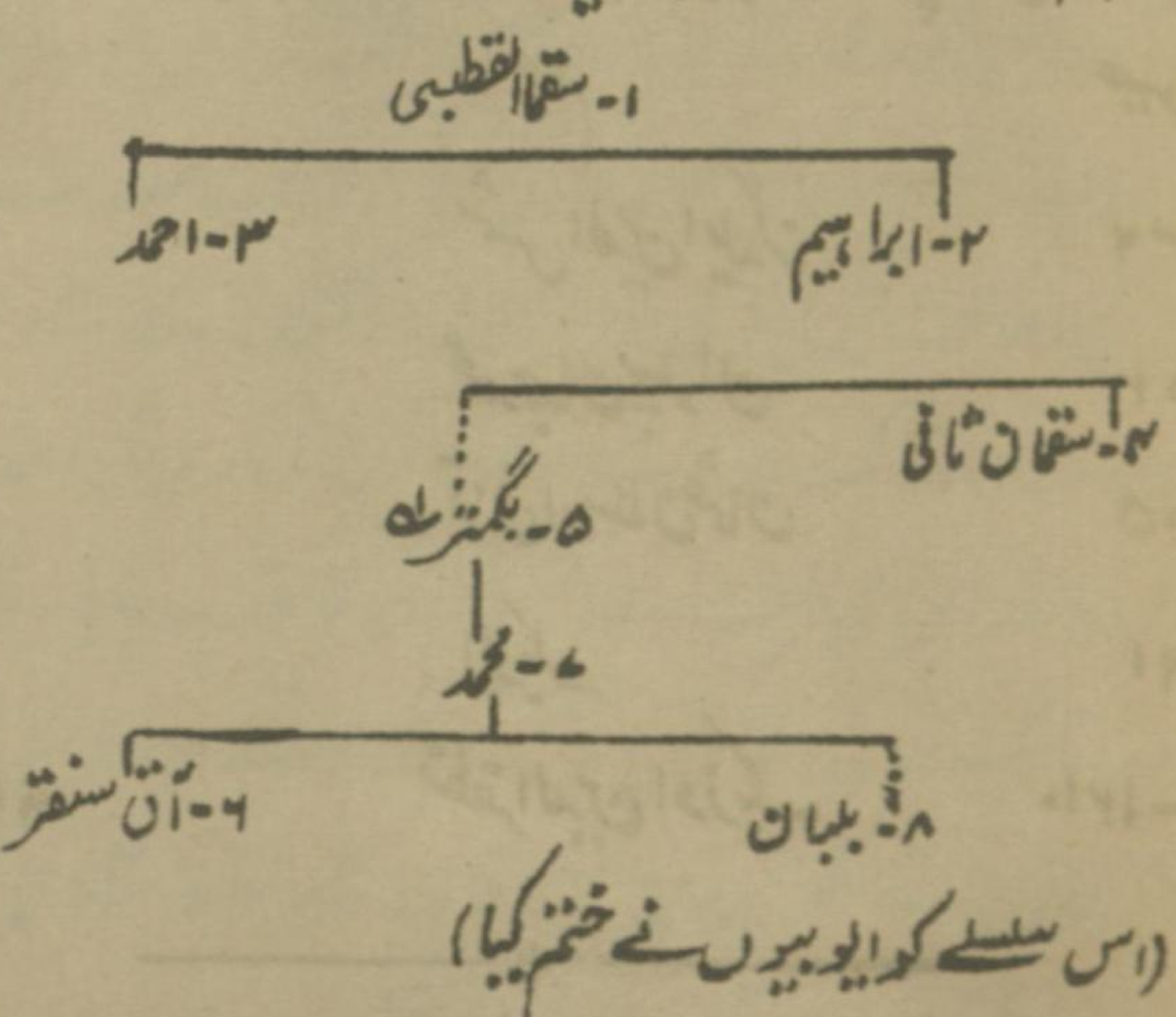
سنہ ۴۹۳ھ تا سنہ ۶۰۴ھ

(سنہ ۱۱۰۰ء تا سنہ ۱۲۰۷ء)

سکمان مرند (آذربائیجان) کے سلجوقی حکمران قطب الدین اسماعیل

کے ہاں ملازم تھا اور اپنے آقا کے نام کی مناسبت سے قطبی کہلاتا تھا۔
۴۹۳ھ (۱۱۰۰ء) میں سکمان نے آرمینیہ کا شہر خلاط بنی مروان سے چھین لیا۔ اس کے بعد اس کی اولاد اور اس کے غلام تقریباً سو برس تک اس علاقے پہ حکومت کرتے رہے اور ۶۰۴ھ (۱۲۰۷ء) میں ایوبیوں نے انھیں ختم کر ڈالا۔

۴۹۳	سکمان القطبی	۱۱۰۰
۵۰۶	ظہیر الدین ابراہیم شاہ ارمن	۱۱۱۲
۵۲۱	احمد	۱۱۲۷
۵۲۲	ناصر الدین سکمان (سقمان) ثانی	۱۱۲۸
۵۷۹	سیف الدین بگتمر	۱۱۸۳
۵۸۹	بدر الدین آق سنقر	۱۱۹۳
۵۹۴	محمد المنصور	۱۱۹۸
۶۰۳-۶۰۴	عزّ الدین بلبان	۱۲۰۶-۱۲۰۷



؎ : اس قسم کی لکیروں سے مراد یہ ہے کہ بگتمر اور بلبان غلام تھے نہ کہ بیٹے۔

۶۷۔ اتابکانِ آذربائیجان

۵۳۱ھ تا ۶۲۲ھ

(۱۱۳۶ء تا ۱۲۲۵ء)

عراق کے سلجوقی فرمانروا سلطان مسعود کے دربار میں قبچاق کا ایک ترکی النسل غلام رہا کرتا تھا جس کا نام ایلدگز تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ اس قدر اقتدار حاصل کرلیا کہ آذربائیجان کی حکومت میں سلطان کی سالی کے ساتھ برابری حصہ دار بن گیا اور اس کا لڑکا محمد آذربائیجان کے علاوہ سلجوقی ممالک کا مختارِ کل قرار پایا اور اس کا بھائی قزل ارسلان جو پہلے آذربائیجان میں اپنے بھائی کا نائب تھا، بعد میں آذربائیجان کا حاکم بن گیا اور امیر الامراء کا لقب حاصل کیا جب کچھ عرصہ بعد سلطان بننے کا شوق سمایا تو قتل ہو گیا اور اس کے دو بھتیجوں کو جو اس کے جانشین بنے تھے، سلطان بننے کی ہمت نہ پڑ سکی۔

ہجری	نام	عیسوی
۵۳۱	شمس الدین ایلدگز	۱۱۳۶
۵۶۸	محمد جہان پہلوان	۱۱۷۲
۵۸۱	قزل ارسلان عثمان	۱۱۸۵
۵۸۷	ابوبکر	۱۱۹۱
۶۰۷۔۶۲۲	مظفر الدین ازبک	۱۲۱۰۔۱۲۲۵

١- ایلدگز

٢- محمد　　　٣- قزل ارسلان

٤- ابوبکر　　　قتلغ اینانج　　　٥- اوزبک

(اس سلسلے کو خوارزم شاہیوں نے ختم کیا)

٦٨- سلغریان یا اتابکانِ فارس

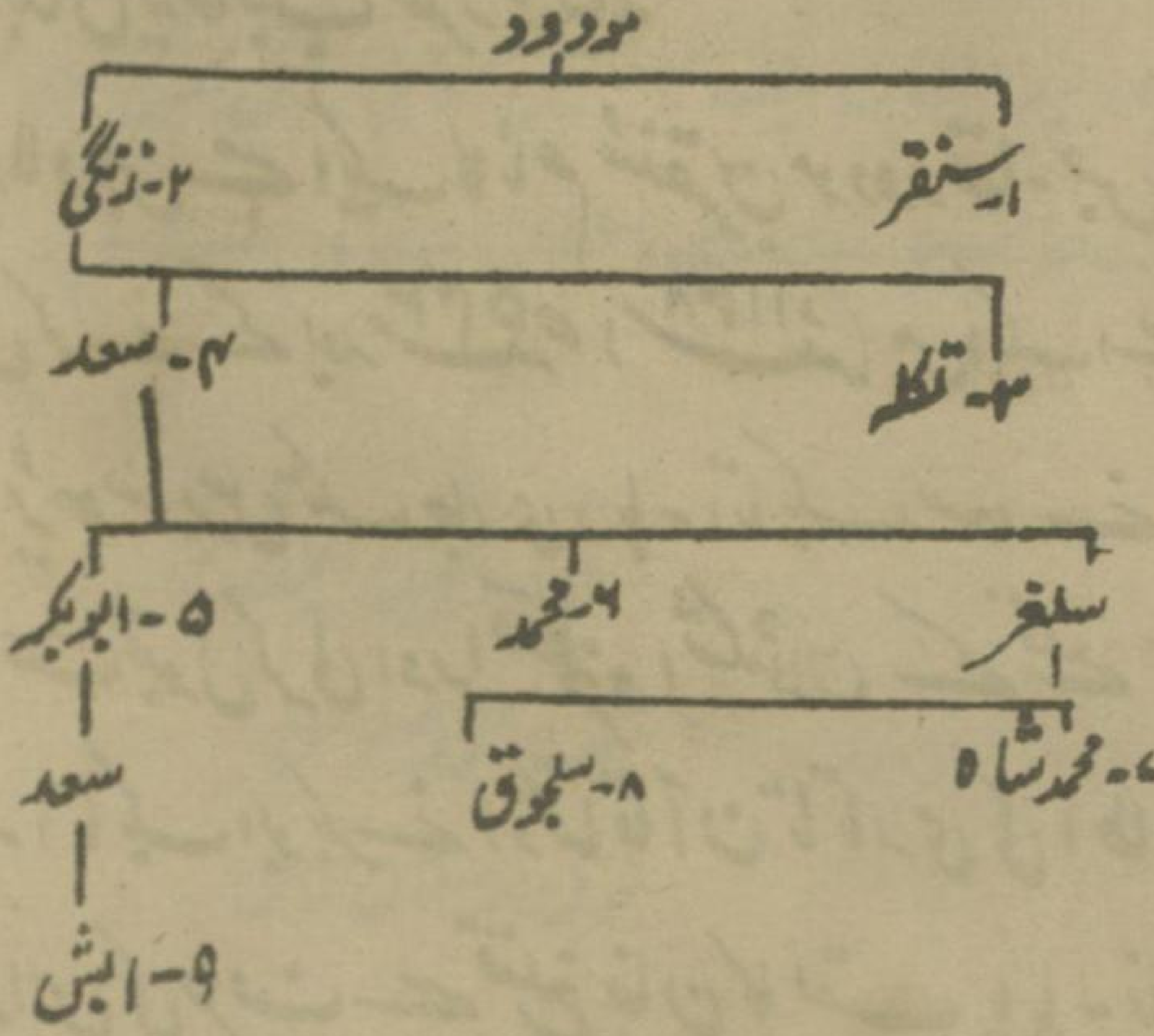
سنہ ٥٤٣ھ تا سنہ ٦٨٦ھ

(سنہ ١١٤٨ء تا سنہ ١٢٨٧ء)

سلغر ترکمانوں کے ایک گروہ کا سردار تھا، جو اپنے گروہ کے ہمراہ خراسان چلا گیا۔ وہاں کچھ لوٹ مار کرنے کے بعد طغرل بیگ کے دربار میں رسائی حاصل کی جہاں یہ حاجب مقرر ہو گیا۔

سلغر کی اولاد میں سے ایک کا نام سُنقر بن مودود تھا۔ جس نے فارس میں اقتدار حاصل کرنے کے بعد سنہ ٥٤٣ھ (سنہ ١١٤٨ء) میں ایک ایسے سلسلے کی بنیاد ڈالی جو ڈیڑھ سو برس تک جاری رہا۔ اتابک سعد نے خوارزم شاہیوں کی اطاعت قبول کر لی اور اِصطخر و اِشکنوان کے قلعے بھی ان ہی کو دے دیے۔ اتابک ابوبکر نے اوکتا قاآن تاتاری کی اطاعت کا اعلان کر دیا اور اس کی طرف سے قتلغ خان کا لقب پایا۔ فارس کے آخری چند اتابک ایرانی ایلخانوں کے باجگذار تھے اور بالکل آخری فرمانروا یعنی البشِ خاتون نے منگو تیمور بن ہلاکو خاں کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ شیخ سعدی اتابک ابوبکر کے زمانے میں تھا۔

ہجری	نام	عیسوی
۵۴۳	سنقر[ل؎]	۱۱۴۸
۵۵۶	زنگی	۱۱۶۱
۵۷۱	تکلہ	۱۱۷۵
۵۹۱	سعد	۱۱۹۵
۶۲۳	ابوبکر	۱۲۲۶
۶۵۸	محمد	۱۲۶۰
۶۶۰	محمد شاہ	۱۲۶۲
۶۶۰	سلجوق شاہ	۱۲۶۲
۶۶۲—۶۸۶	اَبِش	۱۲۶۳—۱۲۸۷



ل؎ ان اتابکوں میں سے اکثر کا لقب مظفر الدین تھا۔

۶۹- امرائے ہزار اسپی

(اتابکان لرستان)

۵۴۳ھ تا ۷۴۰ھ

(۱۱۴۸ء تا ۱۳۳۹ء)

ابو طاہر اس سلسلے کا بانی تھا۔ اسے سلغری اتابک نے ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) میں لُرِ بزرگ کی بغاوت کو کچلنے کے لیے لُرستان روانہ کیا تھا۔ بعد میں اباقا خان تاتاری نے خوزستان کا علاقہ بھی لُرستان کے ساتھ ملا کر اتابکان لرستان کے حوالے کر دیا۔ اسی سلسلے کے ایک فرمانروا افراسیاب نے ارغون خان کی وفات کے بعد اصفہان کا محاصرہ کیا۔ لیکن شکست کھائی۔ اتابکوں کا یہ کمزور سا سلسلہ ۷۴۰ھ (۱۳۳۹ء) تک جاری رہا۔ اس کے متعلق نیچے دی ہوئی تاریخیں یقینی نہیں ہیں۔ ان کا پایۂ تخت ایذج تھا۔ اسی سلسلے کے ایک فرمانروا یوسف شاہ ثانی نے شوستر اور بصرہ پر بھی قبضہ کیا تھا۔ اس سلسلے کے علاوہ اتابکوں کا ایک اور چھوٹا سا سلسلہ[1] لُرِ کوچک میں ساتویں صدی سے دسویں صدی تک حکومت کرتا رہا۔

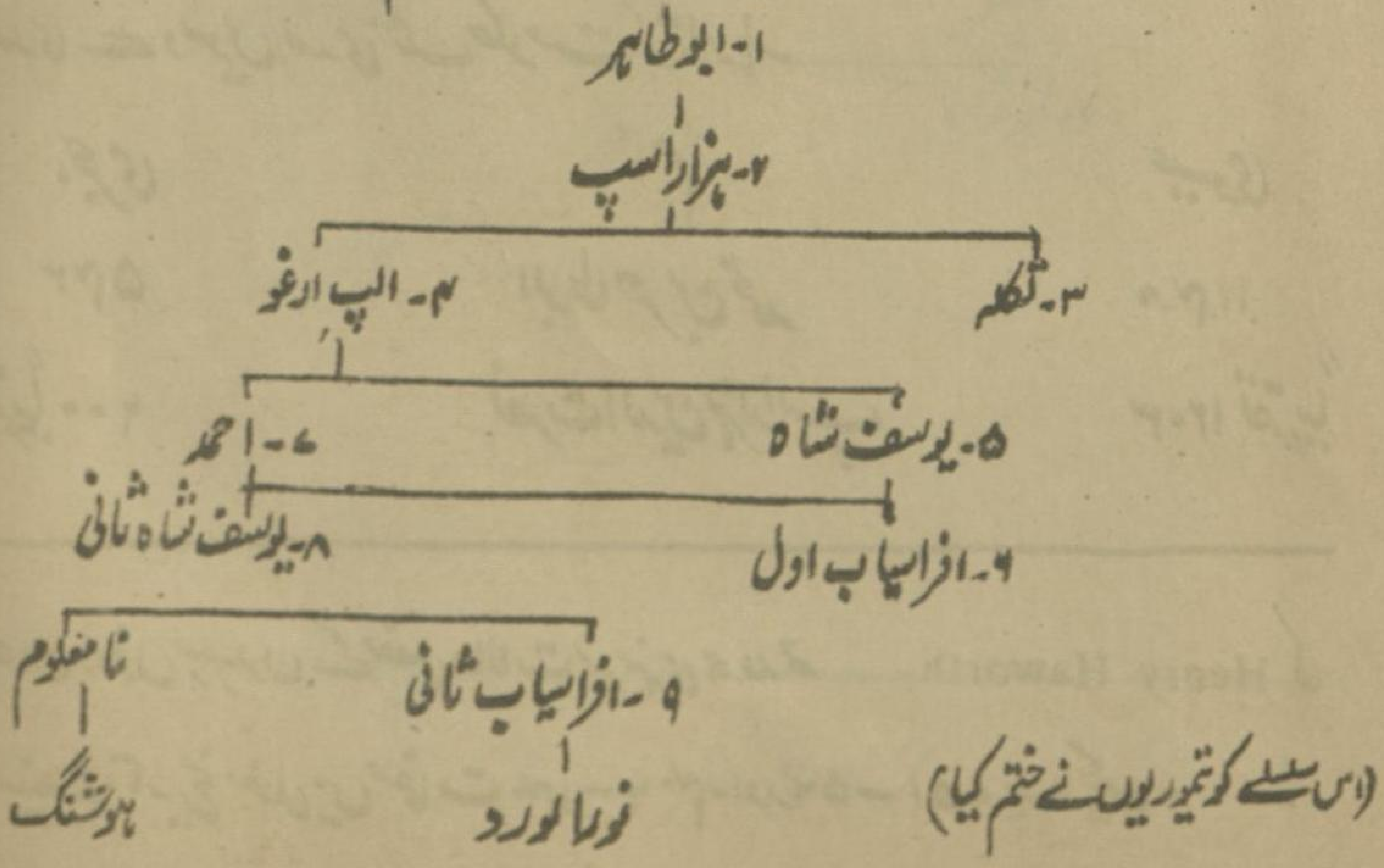
ہجری	نام	عیسوی
۵۴۳	ابو طاہر بن محمد	۱۱۴۸
تقریباً ۶۰۰	نصرت الدین ہزار اسپ	۱۲۰۳ تقریباً

---

[1] ان دونوں سلسلوں کے مفصل حالات سر ہنری ہورورتھ Henry Haworth کی تصنیف تاریخ مغل میں صفحات ۱۴۰ - ۱۰۶ - اور ۵۶ - ۱۵۱ پر دیکھیے۔

ہجری	نام	عیسوی
تقریباً ۶۵۰	تکلہ	۱۲۵۲ تقریباً
" ۶۵۷	شمس الدین الپ ارغو	۱۲۵۹ "
" ۶۷۳	یوسف شاہ اوّل	۱۲۷۴ "
" ۶۸۷	افراسیاب اول	۱۲۸۸ "
۶۹۶	نصرۃ الدین احمد	۱۲۹۶
۷۳۳	رکن الدین یوسف شاہ ثانی	۱۳۳۳
۷۴۰	مظفر الدین افراسیاب ثانی	۱۳۳۹
۷۵۶	شمس الدین ہوشنگ (یا نور الورد)	۱۳۵۵
تقریباً ۷۸۰	احمد	۱۳۷۸ تقریباً
" ۸۱۵	ابو سعید	۱۴۰۸ "
" ۸۲۰	حسین	۱۴۱۷ "
۸۲۷	غیاث الدین	۱۴۲۴

(اس سلسلے کو سلطان ابراہیم بن شاہ رخ نے ختم کیا۔)



۷۰۔ خوارزم شاہی

سنہ ۴۷۰ھ تا سنہ ۶۲۸ھ

(سنہ ۱۰۷۷ء تا سنہ ۱۲۳۱ء)

بلگا تگین غزنوی کے ایک غلام کا نام انوشتگین تھا جو ملک شاہ سلجوقی کے ہاں طشت داری کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا۔ جب ملک شاہ نے اسے خوارزم کا حاکم مقرر کیا تو یہ خوارزم شاہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ خوارزم شاہیوں میں اتسز پہلا فرمان روا تھا۔ جس نے خود مختار ہونے کا اعلان کیا۔ لیکن سنہ ۵۲۳ھ (سنہ ۱۱۳۸ء) میں سلطان سنجر نے اسے شکست دے کر آزادی سے محروم کر دیا ۔۔ اتسز نے پھر بغاوت کی اور کسی حد تک کامیاب ہو کر اپنی بادشاہت کا باقاعدہ اعلان کر دیا اور حلقۂ اقتدار شہر جند اور لبِ سیحون تک وسیع کر لیا۔

سنہ ۹۰-۵۸۹ھ (سنہ ۹۴-۱۱۹۳ء) میں تکش خوارزم شاہی نے رے اور اصفہان کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اس کے بیٹے علاؤالدین محمد نے خراسان میں غوریوں کے خلاف لشکر کشی کی اور ایران کے ایک کافی بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا سنہ ۶۰۷ھ (سنہ ۱۲۲۰ء) میں محمد خوارزم شاہ نے افغانستان اور غزنی کو فتح کر لیا۔ یہ فرمانروا آلِ علی سے محبت کرتا تھا اور خلفائے عباسیہ سے نفرت۔ چنانچہ سنہ ۶۱۴ھ (سنہ ۱۲۶۷ء) میں اس نے خلافت عباسیہ کو ختم کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اچانک شمال کی طرف سے تاتاری اس کی قلمرو میں گھس آئے اور یہ اس مصیبت میں الجھ کر رہ گیا۔ محمد تاتاری سیلاب کے آگے بھاگ نکلا اور دریائے ماژندران کے ایک جزیرے میں پہنچ کر سنہ ۶۱۷ھ (سنہ ۱۲۲۰ء) میں داعی اجل کو لبیک

کہہ گیا۔ محمد کے تینوں لڑکے ایران کے مختلف علاقوں میں مدتوں سرگرداں رہے ان میں سے ایک یعنی جلال الدین دو سال تک ہندوستان میں رہا۔ ۶۲۲ھ سے ۶۲۸ھ تک آذربائیجان پہ حکومت کرتا رہا۔ ۶۲۸ھ (۱۲۳۱ء) میں مغلوں نے اسے وہاں سے بھی نکال دیا اور فوت ہوگیا۔

خوارزم شاہی سلطنت اپنے انتہائی عروج کے زمانے میں سلجوقی قلمرو جتنی وسیع ہوگئی تھی لیکن عروج کا عرصہ بارہ برس سے زیادہ نہ تھا۔

ہجری	نام	عیسوی
۴۷۰	انوشتگین	۱۰۷۷
۴۹۰	قطب الدین محمد	۱۰۹۷
۵۲۱	اتسز	۱۱۲۷
۵۵۱	ایل ارسلان	۱۱۵۶
۵۶۸	سلطان شاہ محمود (م ۵۸۹ھ)	۱۱۷۲
۵۶۸	تکش	۱۱۷۲
۵۹۶	علاء الدین محمد	۱۱۹۹
۶۱۷-۶۲۸	جلال الدین منکبرنی	۱۲۲۰-۱۲۳۱

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

۱- انوشتگین
|
۲- قطب الدین محمد
|
۳- اُتسز
|
۴- ایل ارسلان

- ۵- سلطان شاہ
- ۶- تکش
  - ۷- علاؤ الدین محمد
    - ۸- جلال الدین منکبرنی (م ۶۲۸ھ)
    - غیاث الدین پیر شاہ (م ۶۲۷ھ)
    - رکن الدین غور سانجی (م ۶۱۹ھ)
  - ناصر الدین ملک شاہ (خراسان م ۵۹۳ھ)
  - یونس خاں (رے)
  - تاج الدین علی شاہ (کردستان)

۱۷- قتلغ خانی

(قراختایانِ کرمان)

۶۱۹ھ تا ۷۰۳ھ

(۱۲۲۲ء تا ۱۳۰۳ء)

جب تاتاری سیلاب کی وجہ سے خارزم شاہی سلطنت کی بنیادیں ہلنے لگیں تو ۶۱۹ھ (۱۲۲۲ء) میں اس گڑبڑ سے فائدہ اٹھا کر براق حاجب[1] قراختائی نے کرمان پر قبضہ کر لیا۔ اگتا خاں تاتاری نے اسے نہ صرف اس منصب پر رہنے دیا بلکہ قتلغ خاں کا خطاب بھی اسے عطا کر دیا۔ اس خاندان کی

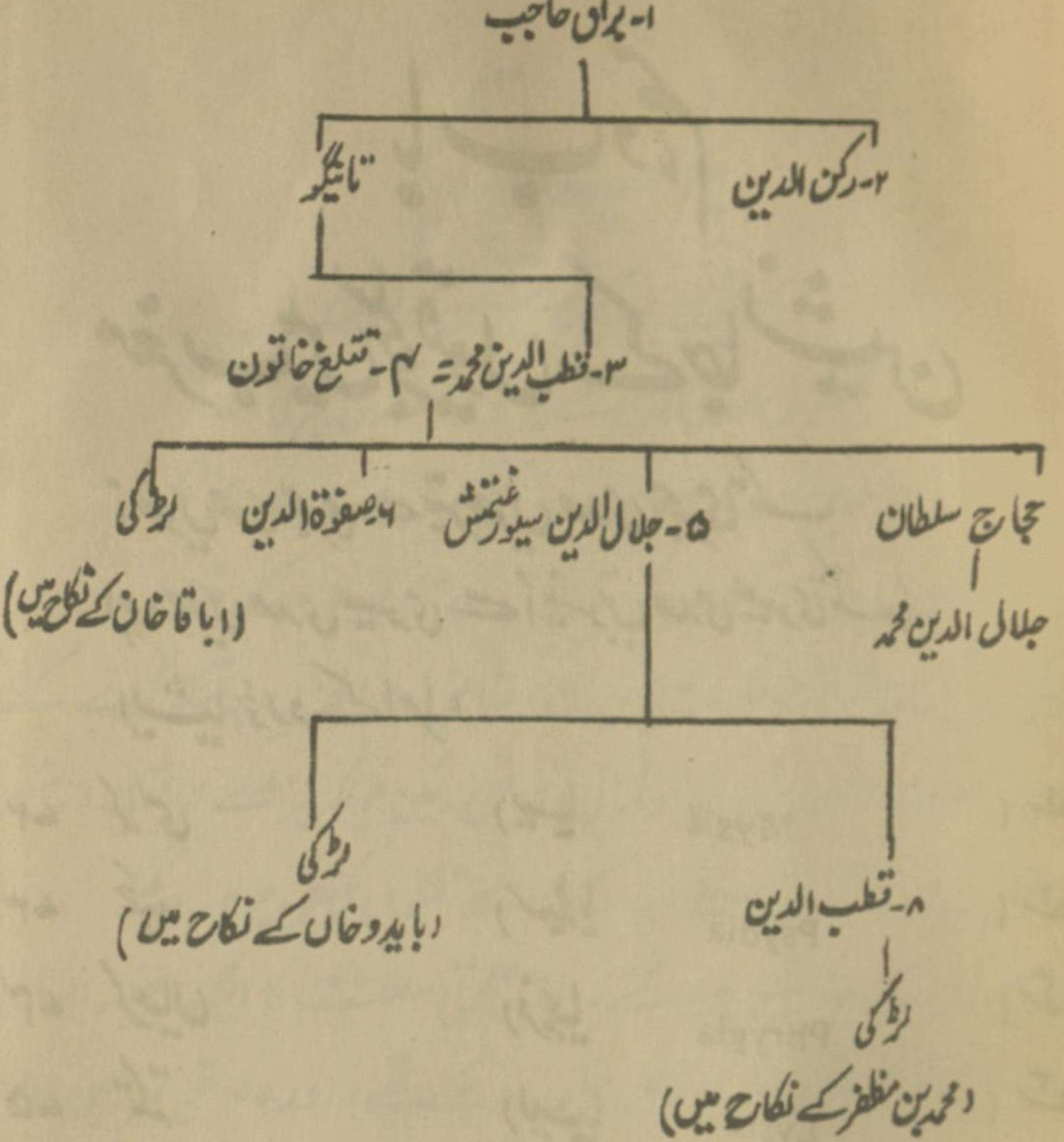
---

[1] خوارزم شاہی فوج کا ایک سردار۔

حکومت صرف کرمان تک محدود تھی اور اس کی حیثیت ایک باجگزار ریاست سے زیادہ نہ تھی۔ اس خاندان کی دو لڑکیوں کی شادی تاتاری شاہزادوں سے ہوئی اور آخری فرمانروا یعنی قطب الدین کی لڑکی فارس کے حکمران محمد اتابک مظفری کی بیگم بنی۔

ہجری	نام	عیسوی
۶۱۹	براق حاجب قتلغ خاں	۱۲۲۲
۶۳۲	رکن الدین حجۃ الحق	۱۲۳۴
۶۵۰	قطب الدین محمد	۱۲۵۲
۶۵۵	قتلغ خاتون (زوجہ محمد)	۱۲۵۷
۶۸۱	جلال الدین سیورغتمش	۱۲۸۲
۶۹۲	صفوۃ الدین پادشاہ خاتون	۱۲۹۳
۶۹۴	جلال الدین محمد شاہ	۱۲۹۴
۷۰۱-۷۰۳	قطب الدین شاہجہان	۱۳۰۱-۱۳۰۳

(کرمان پر ۷۴۱ھ تک تاتاری قبضہ رہا اور پھر آلِ مظفر قابض ہو گئے)



۱- براق حاجب
۲- رکن الدین
تاینگو
۳- قطب الدین محمد = ۴- قتلغ خاتون
حجاج سلطان
جلال الدین محمد
۵- جلال الدین سیورغتمش
۶- صفوة الدین
لڑکی
(اباقا خان کے نکاح میں)
۸- قطب الدین
لڑکی
(محمد بن مظفر کے نکاح میں)
لڑکی
(بایدو خاں کے نکاح میں)

باب دہم

مغرب میں سلجوقیوں کے جانشین

آٹھویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک
(چودھویں صدی عیسوی سے اُنیسویں صدی عیسوی تک)

ایشیا خورد کے امراء

۷۲	کراسی	(میسیا Mysia)[1]	
۷۳	حمید	(سیڈیا Psydia)[2]	
۷۴	کرمیاں	(فریجیا Phrygia)[3]	
۷۵	تکّہ	(لیسیا Lysia)[3]	
۷۶	صروخان	(لیڈیا Lydia)[4]	
۷۷	آیدین	(لیڈیا Lydia)[5]	
۷۸	من تشا	(کاریا Caria)[6]	
۷۹	قزل احملی	(پافلاگونیا Paphlagonie)[7]	
۸۰	قرمان	(لکونیا Lycaonia)[8]	
۸۱	سلاطین عثمانی		

[1] ایشیائے خورد کا ایک ضلع لیڈیا کے شمال میں

[2] ایشیائے خورد کا ایک ضلع سمرنا کے مشرق میں

[3] " " "

[4] " " " جنوبی ساحل پر جزائر رُوڈس کے سامنے

[5] " " " سمرنا کے شمال میں

[6] " " " سمرنا کے جنوب میں

[7] " " " انگورہ کے شمال میں

[8] " " " انگورہ کے جنوب میں

باب دہم

(سلجوقیوں کے جانشین مغرب میں)

آٹھویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک

(چودھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اتابکوں اور سلجوقیوں کے فوجی سرداروں نے سلجوقیوں کے مشرقی ممالک یعنی ایران، شام اور الجزیرہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہاں مختلف سلسلوں کی بنیاد ڈال دی تھی۔ لیکن چونکہ یہ سلسلے طاقت ور نہیں تھے۔ اس لیے تاتاری سیلاب کے سامنے تنکوں کی طرح بہہ گئے اور چنگیزی ان کے جانشین بن گئے۔ البتہ سلجوقی سلطنت کا ایک حصہ ایسا بھی تھا جس پر تاتاری پوری طرح قابض نہیں ہو سکے تھے، اور وہ تھی سرزمین روم، جہاں سلجوقیوں کے خاتمے کے بعد فوراً سلاطینِ عثمانی کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔

اسلامی ممالک میں مختلف تاتاری سلسلے قائم ہو چکے تھے۔ ان سلسلوں کا ذکر کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اُن لوگوں کا بھی ذکر کیا جائے جو ایشیائے خورد میں سلجوقیوں کے جانشین ہوئے تھے۔

ساتویں صدی (ہجری) کے نصف آخر میں روم کے سلجوقیوں نے ایرانی ایلخانیوں کی اطاعت قبول کر لی تھی اور ان علاقوں کی حکومت ایک ایسے حاکم کے حوالے تھی جو ایران سے آیا کرتا تھا۔ چونکہ روم ایران سے بہت دُور تھا، اِس لیے اس حصۂ ملک پر مغلوں کی حکومت نہ تو زیادہ طاقت ور تھی اور نہ زیادہ دیر تک باقی رہی۔ سلجوقیوں کی طاقت پہلے ہی ٹوٹ چکی تھی اور مغلوں کا

اقتدار محض برائے نام تھا۔ اس لیے یہاں کئی نئے سلسلے پیدا ہو گئے۔ جنھیں مغلوں نے مٹانے کی کوشش تو کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور بالآخر سلجوقی ممالک ان ہی سلسلوں میں تقسیم ہو گئے۔ ممالک کی تقسیم یوں ہوئی:

سلسلے کا نام	علاقہ مقبوضہ	
۱۔ کراسی	میسیا	Mvsia
۲۔ صروخاں	لیڈیا	Lydia
۳۔ آیدین	لیڈیا	Lydia
۴۔ من تشا	کاریا	Caria
۵۔ امرائے حمید	پیڈیا واسوریا	Fisidia Isawria
۶۔ امرائے قرمانی	لکونیا	Lycaonia
۷۔ امرائے کرمیاں	فریجیا	Phrygia
۸۔ امرائے تکہ	لیسیا وپامفیلیا	Lycia Pamphylia
۹۔ قزل احمدلی	پافلاگونیا	Paphlagonia

اس زمانے میں آل عثمان کی حکومت صرف فریجیا کے ایک حصے پر تھی۔ جو فریجیا اپکٹیٹس Epictetus Phrygia کے نام سے مشہور تھا۔ جب سلاطینِ عثمانی ذرا طاقت ور ہو گئے تو انھوں نے اُن تمام سلسلوں کو مٹا کر ان کے علاقوں پہ قبضہ کر لیا۔ اُن کے زوال کی تفصیل بقید سال یہ ہے

سلسلے کا نام	سالِ زوال	کس نے مٹایا
۱۔ امرائے کراسی	۷۳۶ھ (۱۳۳۶ء)	سلاطین عثمانی
۲۔ امرائے حمید	۷۸۳ھ (۱۳۸۲ء)	"
۳تا۸ امرائے تکہ، کرمیاں، صروخاں، من تشا و آیدین	۷۹۲ھ (۱۳۹۰ء)	"

۴۔ امرائے کرمانی و قزل احمدی کو سنہ ۷۹۴ھ [۱] و سنہ ۷۹۵ھ (سنہ ۱۳۹۲ء و سنہ ۱۳۹۳ء) کے درمیان سلاطین عثمانی نے ختم کیا۔

الغرض عثمان اول کے بعد تقریباً ایک سو برس سے بھی کم عرصے میں (آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں) اُس کے طاقت ور پوتے نے نو رقیب خاندانوں کا صفایا کر دیا۔

سنہ ۸۰۴ھ (سنہ ۱۴۰۲ء) میں انگورہ (انقرہ) کی مشہور جنگ ہوئی جس میں تیمور نے بایزید خاں کو شکست دینے کے بعد گرفتار کر لیا۔ اس جنگ کے بعد ایشیا میں عثمانیوں کی طاقت کچھ عرصہ کے لیے کم ہو گئی اور ساتھ ہی امیر تیمور نے مذکورہ بالا سلسلوں میں سات کو (امرائے کراسی و حمید کے بغیر) دوبارہ زندہ کر دیا۔ یہ سلسلے تقریباً ۲۵ برس تک حکومت کرتے رہے لیکن جونہی کہ سلاطینِ عثمانی نے دوبارہ زور پکڑا اور شکست انقرہ کے اثرات ختم ہو گئے تو سلطان مراد خاں ثانی نے سنہ ۸۲۹ھ اور سنہ ۸۳۲ھ (سنہ ۱۴۲۶ء و سنہ ۱۴۲۸ء) کے درمیانی عرصہ میں سات ہی سے پانچ خاندانوں کو تو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اور باقی رہے دو خاندان تو سلطان محمد خاں ثانی نے سنہ ۸۷۷ھ (سنہ ۱۴۷۲ء) میں ان سلسلوں کو بھی مٹا دیا اور آج تک ان میں سے کوئی خاندان دوبارہ سر نہیں اٹھا سکا۔

جدول ذیل میں ان امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔ سلجوقیوں کے مغربی علاقے مذکورہ بالا سلسلوں میں کیسے تقسیم ہوئے۔

۲۔ اور آلِ عثمان نے انھیں کب ہضم کیا؟

۳۔ امرا کے نام تاریخوں سمیت (جہاں تک مل سکے)

۸۱۔ سلاطینِ عثمانی (ٹرکی)

سنہ ۶۹۹ھ تا سنہ ۱۳۱۱ھ

(سنہ ۱۲۹۹ء تا سنہ ۱۸۹۳ء)

عثمانی ترک غز قبیلہ کی ایک شاخ ہیں۔ جب تاتاریوں نے خراسان پر حملہ کیا تو یہ لوگ خراسان کو چھوڑ کر مغرب کی طرف بھاگ نکلے اور ساتویں صدی (ہجری) کے آغاز میں ایشیائے خورد میں سکونت اختیار کر لی۔ چونکہ یہ لوگ سلجوقیوں کی امداد کیا کرتے تھے۔ اس لیے سلجوقیوں نے انھیں اجازت دیدی کہ یہ اپنے خیمے فرجیا Phrygia اپکٹیٹس Epictetus میں لگا کر وہیں ٹھہر جائیں۔ یہ علاقہ بیتینیا[1] سمیت مشرقی روم کا ایک حصہ تھا۔ اس علاقے کا سب سے اہم شہر سگوت Sugut تھا۔ جسے عثمانیوں نے اپنا مرکز بنا لیا۔ عثمانیوں کا جدِ امجد عثمان سنہ ۶۵۶ھ (سنہ ۱۲۵۸ء) کو اسی شہر میں پیدا ہوا اور اسی کی کوششوں سے خلافتِ عثمانیہ کی بنیاد پڑی جس کے فرمانرواؤں کی تعداد ۳۵ تھی اور سب کے سب عثمان کی پشت سے تھے۔

عثمان نے مشرقی روم (روم) کے بعض علاقوں کو فتح کر کے اس کی سرحدوں کو مغرب کی طرف سرکا دیا۔ اس کے لڑکے اُرخان نے بروسہ[2] اور نیقیہ[3] کے شہر فتح کر لیے اور اپنے بڑوسیوں یعنی امرائے کرآسی کے علاقوں پر

---

[1] Bithenia ایشیائے خورد کا ایک شہر

[2] Brusa ایشیائے خورد کا ایک شہر

[3] Nicaea ایشیائے خورد کا ایک شہر

بھی قابض ہو گیا اور ایک مشہور فوج ترتیب دی جو "ینی چری" کے نام سے مشہور تھی اور جس نے صدیوں تک اقصائے عالم میں عثمانیوں کی دھاک بٹھائے رکھی۔

۷۵۹ھ (۱۳۵۸ء) میں ترکانِ عثمانی درۂ دانیال میں داخل ہو کر گیلی پولی کے مقام پر اترے اور مشرقی یورپ کے بعض علاقوں پہ قابض ہو گئے۔ اڈریانوپل اور فلی پو پولیس[۱] کو چند سال بعد مسخر کیا۔ مارتیزہ[۲] Martiza کو ۱۳۶۴ء قوسوف[۳] Kossovo کو ۱۳۸۹ء اور نکوپولس[۴] Nicopois کو بھی اسی سال فتح کرنے نیز یورپ کی تمام طاقتوں کو شکست دینے کے بعد قسطنطنیہ اور گرد و نواحی علاقے کے سوا باقی تمام جزیرہ نمائے بلقان ان کے قبضے میں آگیا۔ یوں تو قسطنطنیہ بھی مسخر ہو جاتا لیکن ۸۰۴ھ (۱۲۰۴ء) میں امیر تیمور نے ایشیائے صغیر کو روندنے کے بعد بایزید اول کو انگورہ میں سخت شکست دی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تسخیر قسطنطنیہ کی تجویزیں کھٹائی میں پڑ گئیں اور ترکوں کی وہ سلطنت جو شام کی نہر العاصی سے ساحل ڈینیوب تک پھیل چکی تھی کمزور ہو گئی۔

اگرچہ سلطان محمد اوّل نے اپنے تدبر کے زور سے پچھلے نقصان کی کسی حد تک تلافی کر دی تھی لیکن اس کے اقدامات چنداں قابلِ توجہ نہ تھے۔ جب سلطان مراد خاں ثانی تختِ خلافت پہ جلوہ گر ہوا تو اس نے پہلے اپنی پوزیشن کو مضبوط کیا اور پھر سلطنت میں مکمل امن قائم کرنے کے بعد ہر طرف

---

[۱] Philippopolis بلغاریہ کا ایک شہر

[۲] یونان کا ایک دریا جو ایڈریانوپل کے پاس سے گزر کر ایجین کے بحیرے میں آ گرتا ہے۔

[۳] قوسوف یوگوسلاویہ کا ایک شہر [۴] بلغاریہ کا ایک شہر Philippopolis

اپنے ملک کو ہونیاڈی (ولیشیا کے سفید امیر) کے حملوں سے نجات دلائی۔ بلکہ ۱۴۴۴ء میں وارنا[1] کے مقام پر عیسائیوں کو سخت شکست دے کر انھیں عہد شکنی کی سزا دی۔

اس فتح سے سلطنت عثمانی شمالی حملہ آوروں سے محفوظ ہوگئی۔ اور اس کے بعد دو سو برس تک عثمانیوں کو شاندار فتوحات حاصل ہوتی رہیں ۸۵۷ھ (۱۴۵۳ء) میں سلطان محمد خاں ثانی نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرلیا اور اس طرح مشرقی روم کی سلطنت ختم ہوگئی۔ جزیرہ نمائے کریمیا پر ۱۴۷۵ء میں قبضہ ہوا۔ اور ساتھ ہی بحیرۂ ایجین کے تمام جزائر دولتِ عثمانی کا حصہ بن گئے اور کچھ عرصہ بعد عثمانیوں کا جھنڈا اٹلی میں قصرِ اترانتو[2] Otranto پر لہرانے لگا۔

سلطان سلیم خان اول نے اپنے عہد کے پہلے آٹھ برس میں شاہ ایران کو شکست دی اور کردستان و دیارِ بکر کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا۔ ۹۲۳ھ (۱۵۱۷ء) میں ممالیک مصر سے شام، عرب اور مصر چھین لیے۔ کچھ عرصہ بعد مکہ و مدینہ پر قبضہ کرلیا اور مصر کے خلیفۂ عباسی کو اپنا مطیع بنا کر اس سے تمام وہ مقدس اثاثے لیے۔ جن کا تعلق رسول عربی (علیہ الصلاۃ والسلام) سے تھا اور اسی تاریخ سے سلاطینِ عثمانی نے امیرالمومنین کا لقب اختیار کیا۔

سلطان سلیمان خاں اعظم جو اپنے قابل باپ کا مایۂ ناز جانشین تھا۔ اپنے والد سلیم خاں کے نقشِ قدم پہ چلا اور نہایت شاندار کارنامے سرانجام دیے ۹۲۸ھ (۱۵۲۲ء) میں جزائر روڈس کے امراء کو شکست دی۔ شمال میں بلغراد

---

[1] Varna بلغاریہ کا ایک شہر

[2] اترانتو اٹلی کے جنوب مشرقی کونے میں اپولیا کے صوبے کا ایک شہر۔

فتح کیا۔ ۹۳۲ھ (۱۵۲۶ء) میں اہل ہنگری کو موہاکس Mohacs کے جنگل میں سخت شکست دی اور ان کا بادشاہ لوئیس[1] دوم بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ گرفتار ہو گیا اور مجارستان (ہنگری) ڈیڑھ صدی تک عثمانیہ کے پاس رہا۔ سلطان سلیمان نے ۹۳۵ھ (۱۵۲۹ء) میں وی آنہ Vienna آسٹریا کا دارالخلافہ کا محاصرہ کیا اور اس شہر پر قبضہ ہونے ہی کو تھا کہ آرشیدوک فردینان[2] سے خراج لے کر محاصرہ اٹھا لیا۔

سلیمان خاں کو اعظم کا لقب صرف اس لیے نہیں دیا گیا تھا کہ وہ بڑا بھاری مدبر، دانش مند اور ایک عظیم الشان فاتح تھا بلکہ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنی سیاسی برتری کو باقی رکھنے کے لیے زبردست جدوجہد کی اور پھر ایسے زمانے میں جب اس کے مقابلے میں بڑی بڑی شخصیتیں موجود تھیں مثلاً چارلس[3] اول، فرانسس اول[4] ملکہ الزبیتھ[5]، لیوتھر[6]، کولمبس، کارٹیز[7] Cartes اور ریلے[8] Raleigh

---

[1] لوئیس دوم (۱۵۰۶ء تا ۱۵۲۶ء)

[2] Ferdinand Archdak اس سے مراد غالباً فردنیاں اول شہنشاہ روما ہے جو ۱۵۰۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۶۴ء تک زندہ رہا۔

[3] چارلس اول کا زمانہ ۱۶۰۰ء سے ۱۶۴۹ء تک تھا اور سلیمان خان کا ۱۵۲۰ء سے ۱۵۶۶ء تک۔ یہ ہم عصر نہیں ہو سکتے۔ اس لیے میاں غالباً ہسپانیہ کا بادشاہ چارلس پنجم مراد ہے جس کا زمانہ ۱۵۰۰ء سے ۱۵۵۸ء تک تھا اور یہ روما کا بھی بادشاہ تھا۔

[4] فرانسس اول (۱۴۹۴ء، ۱۵۴۷ء) ۱۵۱۵ء سے ۱۵۴۷ء تک فرانس کا بادشاہ رہا۔

[5] ملکہ الزبیتھ (۱۵۳۳ء سے ۱۶۰۳ء) ۱۵۵۸ء میں تخت انگلستان پر بیٹھی تھی۔

[6] اٹلی کا اسقف اعظم یعنی پوپ

[7] سپین کا ایک مشہور ناموَر (۱۴۸۵ء، ۱۵۴۷ء) جس نے امریکہ کی ریاست میکسیکو کو فتح کرنے کے بعد اس پر دس برس حکومت کی۔

[8] ریلے ۱۵۵۲ء سے ۱۶۱۸ء) انگلستان کا ایک مشہور جہازران اور تاریخ عالم کا مصنف۔ جیمز اول نے اسے موت کی سزا دی تھی۔

سلیمان نے چارلس اول کے عہد میں وی آنہ کا محاصرہ کیا اور مجارستان کو فتح کر لیا۔ بحری مہمات میں اس نے ڈوریا[1] Doria اور ڈریک[2] Drake کے مشہور ملاحوں اور رہبروں کے باوجود بحیرۂ روم کو ساحلِ ہسپانیہ تک اپنے قبضے میں کر لیا اور اس کے پاس باربروسہ[3]، پیالی[4] اور ڈریگیٹ[5] جیسے قابل امیر البحر تھے۔ جنہوں نے بحیرۂ روم کو اپنے جہازوں کی جولانگاہ بنا رکھا تھا یہ سلیمان ہی تھا جس نے اہلِ ہسپانیہ کو افریقہ کے ان علاقوں سے جہاں بربری قبائل آباد تھے۔ باہر نکال دیا تھا اور پریویزا[6] Prevesa کی سمندری لڑائی ۱۵۳۸ء میں پوپ، شہنشاہ جرمنی اور وینس کو زبردست شکست دی تھی۔

خلاصہ یہ کہ سلیمان اعظم کے زمانہ میں سلطنت عثمانی ایک طرف بوڈاپسٹ[7] اور ساحلِ ڈینیوب سے مصر میں اسوان تک اور دوسری طرف ساحل فرات سے آبنائے جبرالٹر تک وسیع ہو گئی تھی۔

سلیمان اعظم کا زمانہ خلافت عثمانیہ کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ سلیمان کے بعد اس سلطنت کا زوال شروع ہو گیا اور اس سلسلے کی پہلی کڑی وہ شکست تھی جو ترکوں کو لپانٹو[8] Lipanto کی بحری لڑائی میں آسٹریا کے فرمانروا ڈان جان نے ۹۷۹ھ (۱۵۷۱ء) میں دی تھی۔ اگرچہ اسی سال یعنی ۹۷۹ھ میں ترکوں

---

[1] ڈوریا (۱۴۶۶ء۔ ۱۵۶۰ء) ہیں ایک مشہور جہاز ران جو ۱۵۰۳ء میں فرانس کے خلاف لڑا اور پھر فرانسیسیوں سے مل کر ترکوں کے خلاف نبرد آزما رہا۔

[2] سر فرانسس ڈریک (۱۵۴۰ء۔ ۱۵۹۶ء) ملکہ الزبتھ کے عہد کا مشہور امیر البحر جس نے لارڈ ہاورڈ کے ساتھ مل کر سپین کا سمندری بیڑا تباہ کیا تھا۔

[3] Barbarossa [4] Piale [5] Drogut

[6] پریویزہ۔ یونان کا ایک ساحلی شہر [7] بوڈاپسٹ۔ ہنگری کا دار الخلافہ [8] لپانٹو۔ یونان کا ایک مشہور شہر [9] اٹلی کا فرمانروا

نے جزیرہ قبرص کو فتح کرنے کے علاوہ آسٹریا کو خشکی پر بھی چند شکستیں دی تھیں۔ مثلاً کرستینز Keresztes کی شکست (۹۷۷ھ = ۱۵۶۹ء) لیکن ترکوں کی وہ پہلی شان باقی نہیں رہی تھی اور یورپ کی حکومتوں نے اُن سے ڈرنا چھوڑ دیا تھا۔

۱۰۴۸ھ (۱۶۳۸ء) میں سلطان مراد خاں چہارم نے بغداد پر قبضہ کر لیا اور ۱۶۴۵ء میں جزیرہ کریٹ کے علاوہ چند اور جزائر بھی وینیزیوں[1] سے چھین لیے لیکن یورپ میں چند ایسی شکستیں ہوئیں۔ جن کی وجہ سے سارا مجارستان اُن کے ہاتھ سے نکل گیا مثلاً جین سبسکی Jean Sobieski کے ہاتھوں ۱۰۷۴ھ (۱۶۶۴ء) میں سینٹ گوتھرڈ[2] St. Gothard کی شکست ۱۰۸۳ھ (۱۶۷۳ء) میں چوکزیم Choczim اور ۱۰۸۶ھ (۱۶۷۵ء) میں لمبرگ[3] Lemberg کی شکست۔ پھر ۱۰۹۳ھ (۱۶۸۲ء) میں ویانا[4] کا محاصرہ اور ۱۰۹۵ھ (۱۶۸۶ء) میں موہاکس[5] کے مقام سے ترکوں کا فرار ساتھ ہی آسٹریا نے وینیزیوں کے ساتھ مل کر ولایات بوسینہ[6] اور یونان پر حملہ کر دیا۔

۱۱۰۹ھ (۱۶۹۷ء) میں جنگ زنتا[7] Zenta چھڑ گئی۔ جس میں یوجین[8] Engena نے ترکوں کو ایک زبردست شکست دی۔ اس کے بعد معاہدات

---

[1] Vinetianes اہلِ وینس۔ وینس اٹلی کا مشہور شہر ہے۔

[2] اٹلی اور سوئیزرلینڈ کی سرحد پر ایک مقام   [3] لمبرگ پولینڈ کا ایک شہر

[4] ویانا۔ آسٹریا کا دارالخلافہ   [5] ہنگری کا ایک شہر۔

[6] بوسینہ۔ یوگوسلاویہ کا ایک ضلع   [7] زنتا۔ یونان کا ایک شہر۔

[8] یوجین۔ آسٹریا کا شہزادہ۔

کارلووٹز[1] Carlovitz (۱۱۱۱ھ ۱۶۹۹ء) اور پساراوِٹز[2] Passarovitz
کی رُو سے مجارستان۔ پڈولیا[3] Podolia اور ٹرانسلوینیا[4] ansylavania
ترکوں کے ہاتھ سے ہمیشہ کے لیے نکل گئے۔ ۱۷۳۶ء میں روس نے اگزکاف
Oczakev اور اوزاف Azov لے لیے۔ ۱۸۸۳ء میں کریمیا چھین لیا۔
یہ سلسلہ جاری رہا اور محمود دوم جیسا طاقتور فرمان روا بھی سلطنت کو زوال
سے نہ بچا سکا۔ چنانچہ انیسویں صدی (عیسوی) کے ربع میں محمد علی پاشا خدیو مصر
بن گیا اور خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ (۱۳۰۱ھ ۱۸۸۳ء) میں انگریزوں کی دست
اندازی کی وجہ سے مصر عثمانی اقتدار سے پوری طرح آزاد ہو گیا۔ ۱۰۷۰ھ (۱۶۵۹ء)
میں ڈے[5] Dey نے الجیریا کو (۱۱۱۷ھ ۱۷۰۵ء) میں بے[6] Bey
نے ٹیونس کو آزاد کرا لیا۔ ۱۲۴۵ھ (۱۸۳۰ء) میں فرانس الجیریا پر قابض ہو گیا

---

[1] یوگوسلاویہ کا ایک شہر [2] پساراوِٹز۔ سرویہ کا ایک شہر۔

[3] یوکرائن کا ایک ضلع بیسر بیبیا کے شمال میں [4] ٹرانسلوینیا۔ رومانیہ کا ایک صوبہ

[5] ڈے۔ ترکی خطاب جو سپہ سالاروں کو ملتا تھا۔ سترھویں صدی میں ترکی فوج ینی چری کے سپہ سالار جو ڈے کہلاتے تھے الجیریا کے سردار بن گئے۔ سولھویں صدی کے آغاز سے ۱۷۰۵ء تک ٹیونس پر بھی حکمران رہے۔

[6] بے۔ ترکی خطاب۔ جو ٹیونس کے فرمانرواؤں کو عطا ہوا تھا۔ باوجودیکہ سولھویں صدی کے آغاز سے ۱۷۰۵ء تک ٹیونس پر ڈے قابض رہے۔ تاہم بے کافی بااثر تھے اور امور سلطنت اُن کی مرضی ہی سے سرانجام پاتے تھے۔ (۱۷۰۲ء) میں ابراہیم (آخری ڈے) نے بے کے خاندان کو تباہ کر دیا۔ جس پر اہل الجیریا بھڑک اٹھے اور ابراہیم کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد اہل ٹیونس نے کریٹ کے ایک شخص حسین بن علی کو بے کا خطاب دے کر اپنا فرمانروا بنا لیا اور یہی خاندان آج تک ٹیونس کا نیم مختار حکمران ہے۔ بے کا تباہ شدہ گھرانہ کارسیکا کے ایک شخص مراد کی اولاد تھا۔

ہو گیا اور ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۱ء) میں ٹیونس کو دبوچ لیا۔ (گو بظاہر یہی کہتا رہا کہ میں ٹیونس پر قبضہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا) اب افریقہ میں عثمانیوں کے پاس صرف طرابلس باقی رہ گیا تھا (۱۹۱۳ء میں طرابلس پر اٹلی نے قبضہ کر لیا۔ مترجم)

اگرچہ عثمانیوں کی ایشیائی سلطنت محفوظ تھی اور اس تاریخ سے کہ جب سلطان مراد رابع نے ایرانیوں سے بغداد چھینا تھا، اب تک کوئی ردوبدل نہیں ہوا تھا۔ لیکن ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) میں معاہدۂ برلن کی رو سے روس نے جزیرۂ قبرص پر قبضہ کر لیا۔ عثمانیوں پر سب سے بڑی افتاد یورپ میں پڑی اور وہ یوں کہ ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۸ء) میں یونان ترکی سلطنت سے علیحدہ ہو گیا۔ ۱۸۶۶ء میں ساحلِ ڈینیوب کے چند علاقے مل کر رومانیہ کہلانے لگے اور ترکی سے جدا ہو گئے۔ ۱۸۶۷ء میں سرویا نے آزادی کا اعلان کر دیا۔

روسیوں کی نیت ترکوں کے متعلق مدت سے خراب تھی لیکن کریمیا کی لڑائی (۱۸۵۴ء۔ ۱۸۵۵ء) نیز انگریزوں اور فرانسیسیوں کی مداخلت کی وجہ سے وہ اپنے ارادوں کو اب تک عملی صورت نہ دے سکے تھے۔ ۱۲۹۴ھ-۹۵ھ (۱۸۷۷ء-۷۸ء) میں روسیوں نے ترکوں پر باقاعدہ حملہ کر دیا اور اس مرتبہ باقی دُوَلِ عظمےٰ خاموش بیٹھی رہیں۔ اس لیے کہ وہ روس کی پیش قدمی کو روکنے کے قابل نہیں تھیں۔

اگرچہ معاہدۂ برلن (۱۲۹۵ھ = ۱۸۷۸ء) کی رو سے روس کو سلطنتِ عثمانیہ کا کوئی بہت بڑا علاقہ نہیں مل سکا، تاہم ترکی اقتدار کے زوال کی رفتار تیز تر ہو گئی۔ رومانیہ اور سرویا علیحدہ سلطنت بن گئے۔ مانٹی نگرو کی خود مختاری کا اعلان ہو گیا۔ یونان، تسالیا[1] Thesealia پر قابض

---

[1] یونان کا ایک مشرقی ضلع

ہوگیا اور آسٹریا نے بوسنیہ اور ہرزہ گوینہ[1] Herzegovina کے علاقے ہتھیا لیے۔ بلغاریہ نیم مستقل ہوگیا اور سنہ ۱۳۰۳ھ (۱۸۸۵ء) میں مشرقی رومیلیا[2] Romelia کا علاقہ بھی اس کے ساتھ شامل ہوگیا اور اس طرح عثمانی اُن تمام علاقوں سے جو شمال میں جبالِ بلقان تک پھیلے ہوئے تھے محروم ہوگئے اب یورپ میں عثمانیوں کا اقتدار جبال بلقان کے جنوب میں ایک چھوٹے سے علاقے پر رہ گیا جس میں یونان کا پرانا قلعہ، مقدونیہ، ایپیروس[3] اور ایلیریا Illyria شامل ہیں۔ سلیمان اعظم کے زمانے میں یہی سلطنت دریائے آنہ تک پھیلی ہوئی تھی[4]

ہجری	نام	عیسوی
۶۹۹	عثمان اوّل	۱۲۹۹
۷۲۶	ارخان	۱۳۲۶
۷۶۱	مراد اوّل	۱۳۶۰
۷۹۲	بایزید اوّل	۱۳۸۹
۸۰۵	محمد اوّل	۱۴۰۳
۸۲۴	مراد ثانی	۱۴۲۱

---

[1] ہرزہ گوین: یوگوسلاویہ کا ایک صوبہ سمندر کے قریب

[2] رومیلیا: بلغاریہ کا ایک صوبہ جو صوفیا سے بحیرۂ اسود تک پھیلا ہوا ہے

[3] EPIRUS البانیہ کے جنوب میں یونان کا ساحلی صوبہ

[4] جنگ بلقان سنہ ۱۹۱۲-۱۳ اور جنگ عظیم سنہ ۱۹۱۴-۱۸ء کے بعد یورپ میں ترکوں کا اقتدار صرف استنبول اور ایڈریانوپل تک محدود رہ گیا ہے۔

ہجری	نام	عیسوی
۸۸۶	بایزید ثانی	۱۴۸۱
۹۱۸	سلیم اوّل	۱۵۱۲
۹۲۶	سلیمان اوّل	۱۵۲۰
۹۷۴	سلیم ثانی	۱۵۶۶
۹۸۲	مراد ثالث	۱۵۷۴
۱۰۰۳	محمد ثالث	۱۵۹۵
۱۰۱۲	احمد اوّل	۱۶۰۳
۱۰۲۶	مصطفےٰ اوّل	۱۶۱۷
۱۰۲۷	عثمان ثانی	۱۶۱۸
۱۰۳۱	مصطفےٰ اوّل (دوبارہ)	۱۶۲۲
۱۰۳۲	مراد رابع	۱۶۲۳
۱۰۴۹	ابراہیم اول	۱۶۴۰
۱۰۵۸	محمد رابع	۱۶۴۸
۱۰۹۹	سلیمان ثانی	۱۶۸۷
۱۱۰۲	احمد ثانی	۱۶۹۱
۱۱۰۶	مصطفےٰ ثانی	۱۶۹۵
۱۱۱۵	احمد ثالث	۱۷۰۳
۱۱۴۳	محمود اوّل	۱۷۳۰
۱۱۶۸	عثمان ثالث	۱۷۵۴
۱۱۷۱	مصطفےٰ ثالث	۱۷۵۷

ہجری	نام	عیسوی
۱۱۸۷	عبدالحمید اوّل	۱۷۷۳
۱۲۰۳	سلیم ثالث	۱۷۸۹
۱۲۲۲	مصطفےٰ رابع	۱۸۰۷
۱۲۲۳	محمود ثانی	۱۸۰۸
۱۲۵۵	عبدالمجید	۱۸۳۹
۱۲۷۷	عبدالعزیز اوّل	۱۸۶۱
۱۲۹۳	مراد خامس	۱۸۷۶
۱۲۹۳	عبدالحمید خاں	۱۸۷۶

لہ عبدالحمید خاں کے بعد چار سلطان اور آئے پھر ۱۹۲۴ء میں کمال اتاترک نے خلافت کو الٹا کر جمہوریت کی بناء ڈال دی۔

ہجری	نام	عیسوی
۱۳۲۷	محمد خامس	۱۹۰۹
۱۳۳۶	محمد سادس	۱۹۱۸
۱۳۴۱	عبدالمجید	۱۹۲۲
۱۳۴۲	عبدالعزیز	۱۹۲۴
۱۳۴۲	کمال اتاترک	۱۹۲۴
۱۳۵۶	عصمت انونو	۱۹۵۰
۱۳۶۹	جلال بایار	۱۹۶۰
۱۳۸۰	جنرل گرسل (عصمت وزیراعظم)	۱۹۶۶
۱۳۸۶	جودت سُنائے جاری ہے	

باب یازدہم

مغل

ساتویں صدی ہجری سے بارھویں صدی ہجری تک

(تیرھویں صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی تک

باب یازدہم

مغل[1]

سا تویں صدی ہجری سے بارھویں صدی ہجری تک

(تیرھویں صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی تک)

مغلوں کی تاریخ چنگیز خان سے شروع ہوتی ہے۔ چنگیز خان ایک غیر معمولی انسان تھا جس طرح کہ ہر بڑے انسان کے متعلق فرضی روایات گھڑ لی جاتی ہیں، اسی طرح چنگیز خان کے آبا و اجداد کے متعلق بھی غلط سلط کہانیاں تراش لی گئی ہیں۔ ہمارے ہاں اصلی کہانی صرف اتنی ہے کہ مغل ایک بڑی قوم کی شاخ تھی جو صحرائے گوبی Gobi کے شمالی حصے میں آب و چراگاہ کی تلاش میں پھرا کرتی تھی۔ اسی قوم کے ایک حصے کا گزارہ شکار اور ریوڑ پر تھا۔ ان کی غذا گوشت اور پنیر تھی۔ یہ اپنے ہمسایوں یعنی اہل خطا و چین کے ہاں کھالیں بیچا کرتے تھے۔ لفظ "مغل" چوتھی صدی ہجری کی ایجاد ہے جب مغل شاخ کے خوانین تمام قوم کے سردار قرار پائے تو لفظ مغل بھی تمام قوم کے لیے استعمال ہونے لگا۔ یعنی کل جزو کے نام سے پکارا جانے لگا۔

---

[1] مغلوں کے متعلق تمام تفاصیل "فہرست مسکوکات شرقی" کی جلد ششم سے لی گئی ہے یہ کتاب برٹش میوزیم میں موجود ہے اور سر ہنری ہوورتھ Sir Henry Howorth کی کتاب تاریخ کا اقتباس ہے۔

چنگیز کا والد یسو کا اگرچہ اپنے قبیلے کو تمام قوم کا سردار نہ بنا سکا لیکن اُس نے اِس مقصد کے لیے بے حد کوشش کی اور ممکن ہے کہ اسی کی کوششوں سے منگول چین کی غلامی سے نکلے ہوں۔

باوجودیکہ لیسوکا نے کافی فتوحات حاصل کی تھیں اور تمام قبائل کو منظم بھی کر لیا تھا۔ تاہم قبائل کی تعداد چالیس ہزار خیموں سے زیادہ نہیں تھی۔ یہ لیسوکا ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ اس کے لڑکے چنگیز خاں نے صرف بیس برس کے عرصے میں اتنی بڑی سلطنت بنالی کہ اس سے پہلے کسی اور فرمانروا کو نصیب نہیں ہوئی تھی۔

لیسوکا ۱۱۶۵ء میں فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا تموچین جس کی عمر صرف تیرہ برس تھی اور ابھی تک اسے چنگیز خاں کا لقب نہیں ملا تھا۔ اپنے والد کے گروہ (جو دریائے اونن Onon کے کنارے مقیم تھا) کا سردار بن گیا۔

چنگیز خاں کو اسکندر ایشیا کہنا غلط نہیں۔ اس کے تمام کارناموں کی تفصیل[1] دینا مناسب نہیں۔ یہاں صرف اتنا ہی بتا دینا کافی ہو گا کہ پہلے تیس برس تک چنگیز خاں خانہ جنگی میں الجھا رہا۔ گھر کے دشمنوں سے نپٹنے کے بعد ارد گرد کے قبایل کو طاقت، چال اور فریب سے اپنا مطیع بنا لیا اور اتنی طاقت پیدا کر لی۔ جس کی بدولت آنے والے بیس برس میں اپنے وسیع تر ارادوں اور بلند مقاصد کی تکمیل کر سکے۔

تموچین نے اُن تمام قبایل کو جو صحرائے گوبی کے شمالی حصّے میں ہزار تش

---

[1] تفصیل کے لیے ہم ورت کی تاریخ جلد اول صفحہ ۴۹ - ۱۱۵ ملاحظہ ہو۔

Irtish سے کوہائے کھنگن Khinggan تک آباد تھے۔ مطیع بنانے کے بعد قوم کرایت Karait کو بھی اپنی رعیت بنا لیا۔ اس قوم کا فرماں روا وانگ خان تھا جو اہلِ یورپ کی کہانیوں میں ملک یوحنا Prester John کے نام سے مشہور تھا۔ وانگ خان لیسو کا اور تموچین کا حلیف تھا۔ لیکن ان کے اتحاد میں استواری نہیں تھی۔

۱۲۰۶ء میں تموچین نے تمام رؤسائے قبائل کو جمع کر کے ایک مجلسِ شورائے (کونسل) قائم کی۔ جسے مغلوں کی زبان میں قورِیلتا کہا جاتا ہے۔ مجلس میں بدھ مذہب کا ایک فقیر شاماں نامی بھی موجود تھا۔ اس فقیر نے اٹھ کر اعلان کیا کہ خداوند نے تموچین کو چنگیز قاآن کا بلند لقب عطا کیا ہے۔ اور یہ لقب پہلے کسی اور حکمران کو نہیں دیا گیا تھا۔ چنگیز قاآن کے معنی ہیں "طاقت ور بادشاہ" چنانچہ چوالیس برس کی عمر میں چنگیز تمام قبائل کا سردار بن گیا۔ تین برس بعد قوم اویغور کو مغلوب کیا اور پھر سلطنت چین پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس وسیع ملک کی تسخیر اس کی اولاد کے نصیب میں تھی۔ چنگیز اپنی زندگی میں صرف شمالی چین کے ایک بڑے علاقے پر جس میں لیوتنگ Lian Tnn (اور قبیلۂ تنگغوت کے متصرفات بھی شامل تھے) قبضہ کر سکا۔ تنگغوت حکومت ہیا¹ کے مطیع تھے۔

چنگیز خاں کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ترکانِ قراختا کی قدیم سلطنت تھی جس کی حدود تقریباً وہی تھیں جو آج مشرقی ترکستان کی ہیں۔ یہاں گورگانی یا گورخانی شاہوں کا سلسلہ حکومت کیا کرتا تھا۔ تمام ہمسایہ ممالک مثلاً ایران اور ماوراء النہر اُن کے باجگزار تھے۔ چنگیز کے سامنے سوال یہ تھا کہ وہ گورگانیوں کی غلامی قبول کرے یا اُن کے خلاف علم بغاوت بلند

---

¹ ہیا Hia

کرے۔ چنانچہ اس نے دوسری راہ اختیار کی اور بہت تھوڑے عرصہ میں کاشغر، ختن اور یارقند کو فتح کرنے کے بعد رفتہ رفتہ کراختائیوں کے باقی علاقے بھی ہتھیا لیے اور پھر خوارزم شاہی سلطنت (جو تازہ تازہ بنی تھی) کی سرحد پہ جا پہنچا اور خوارزم شاہیوں کے ناپائدار اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔

چنگیز خاں نے اپنی فوج کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک حصہ خوارزم خراسان اور افغانستان پہ چڑھ دوڑا۔ دوسرا حصہ آذربائیجان، گرجستان، اور جنوبی روس پہ حملہ آور ہوا اور ایک دستہ چین میں گھس گیا۔

فتوحات کا یہ بے پناہ سلسلہ جاری تھا کہ چنگیز خاں ۶۲۴ھ (۱۲۲۷ء) میں فوت ہو گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۶۴ برس تھی۔ اس کی سلطنت دریائے زرد سے بحیرۂ اسود تک پھیل چکی تھی اور چینیوں، تنگغوتیوں، افغانوں، ایرانیوں اور ترکوں کے ممالک چنگیز خان کے قبضہ میں آچکے تھے۔

چنگیز خاں نے منگل سرداروں کی روایات کے مطابق تمام مفتوحہ ممالک اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیے۔ آبائی ممالک سے بھی ہر ایک کو کچھ نہ کچھ حصہ دیا۔ اور ایک بیٹے کو سب کا سردار مقرر کر دیا۔

ذیل میں خاندانِ چنگیزی کی تمام شاخوں کی فہرست دی جاتی ہے اور اس کا آغاز قاآنوں یا خانوں کے اس طبقے سے کیا جاتا ہے، جسے تمام قبائل کی ریاست حاصل تھی۔

۱۔ خاندانِ اوکتائے یعنی زنگاریا[1] Zungaria کے فرمانروا جو

---

[1] زنگاریا۔ مشرقی ترکستان کے ایک صوبے سنکیانگ Sinkiang کا ایک ضلع۔

ترکوں کے ہاتھوں شکست کھانے تک قاآن کہلاتے تھے۔

۲۔ خاندانِ تولو۔ یعنی چنگیز خاں کے آبائی ملک (منگولستان) کے فرمانروا جو خاندانِ اوکتائے کے زوال سے قوم منچو کے عروج تک قاآن کہلاتے رہے۔

۳۔ ایلخانانِ ایران۔ یعنی ہلاکو اور اس کے جانشین۔

۴۔ خاندانِ جوجی۔ یعنی دشت قبچاق کے ترک فرمانروا۔ جن میں خوانین اردو وآق اُردو۔ خوانین ہشتر خانی۔ خوانین قازان، قاسموف، اور قرم کے تمام طبقے، نیز خوانین خیوہ وبخارا شامل ہیں۔

۸۲۔ قاآنانِ اعظم

سنہ ۶۰۳ھ تا سنہ ۱۰۴۳ھ

(سنہ ۱۲۰۶ء تا سنہ ۱۶۳۴ء)

۱۔ خاندانِ اوکتائے (زنگاریا)

سنہ ۶۲۴ھ تا سنہ ۶۴۶ھ

عرصۂ حکومت } (سنہ ۱۲۲۷ء تا سنہ ۱۲۴۸ء)

چنگیز خاں کی خواہش کے مطابق اس کا بیٹا اوکتا زنگاریا اور باقی تمام مغل شہزادوں اور امیروں کا سردار مقرر ہو گیا۔ اگرچہ اوکتا چنگیز کے بیٹوں میں سب سے زیادہ قابل اور عاقل نہیں تھا۔ لیکن مغلوں نے چنگیز خاں کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اسے اپنا سردار چن لیا اور اس طرح یہ تمام مغل قبیلوں کا شہنشاہ بن گیا۔ مغلوں نے سنہ ۶۲۶ھ (سنہ ۱۲۲۹ء) میں ایک

مجلسِ شوریٰ منعقد کر کے اوکتائی کی سرداری کا رسماً اعلان کر دیا۔

اوکتائی کا زمانہ مغلوں کے انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ ایک طرف تو خاندانِ کین جو نصف شمالی چین کا مالک تھا اور جس سے کچھ علاقے چنگیز خاں نے پہلے ہی چھین لیے تھے۔ ۶۳۱ھ (۱۲۳۴ء) میں پوری طرح مغلوب ہو گیا۔ ہاں خاندانِ سوانگ جو نصف جنوبی چین کا مالک تھا قبلا خاں کے زمانے تک مقابلہ کرتا رہا اور دوسری طرف ۶۳۷ھ (۱۲۴۱ء) میں کوریا فتح ہو گیا۔ سلطان محمد خوارزم شاہ کے لڑکے جلال الدین منکبرنی نے کافی جنگ و جدل کے بعد اپنے والد کی طرح ہتھیار ڈال دیے۔ جوجی کا لڑکا باتو ایک بہت بڑی فوج لے کر یورپ پر حملہ آور ہو گیا اور مغلوں نے ماسکو اور نووگراڈ[1] Novogorod کو تباہ کر دیا۔ مجارستان کو بھی روند ڈالا۔ کراکو[2] Cracow کو جلا دیا اور پسٹ[3] Pesth کا محاصرہ کر لیا۔ اس موقع پر اوکتائی کی اچانک موت واقع ہو گئی اور اس کا جانشین تلاش کرنے کے لیے تمام مغل سردار اور شاہزادے ایشیا کو لوٹے۔ نیز لیگنٹز[4] Liegnitz کے مقام پر شہنشاہ آسٹریا نے مغلوں کو ایک زبردست شکست دے کر اُن کے حوصلے پست کر دیے اور اس طرح یورپ کو مغلوں سے نجات حاصل ہو گئی تھی۔

مغلوں کی سلطنت کا داخلی نظام یلوچوتسائی جیسے قابل وزیراعظم کے

---

[1] نووگراڈ۔ ماسکو سے تین سو میل مشرق کی طرف ایک شہر۔

[2] کراکو۔ پولینڈ کا ایک شہر

[3] پسٹ۔ ڈینیوب کے کنارے ہنگری کا ایک مشہور شہر

[4] لیگنٹز۔ جرمنی کا ایک شہر۔

ہاتھ میں تھا جو اوکتا کی تمام قلمرو کا انتظام نہایت عمدہ طریقے پہ چلاتا تھا۔ اگرچہ باقی مغل حکمرانوں کی طرح اوکتا بھی عموماً نشۂ شراب میں مست رہتا تھا لیکن وزیر اعظم کی ہشیاری کی وجہ سے نظم و نسق میں کوئی خلل نہیں آنے پاتا تھا۔

اوکتا کی وفات ۶۳۷ھ (۱۲۴۱ء) میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کی بیوی تورا کینا اپنے بیٹے گیوگ کی طرف سے سات برس تک سلطنت کا کاروبار چلاتی رہی اور مغلوں کی سرمایۂ اعلیٰ بنی رہی۔ اس عرصے میں گیوگ باتو کے ہمراہ فتح مجارستان (ہنگری) میں مصروف تھا۔

گیوگ ۶۴۴ھ (۱۲۴۶ء) میں واپس آیا اور فوراً مغل سرداروں نے قراقرم میں مجلسِ شوریٰ منعقد کر کے اسے اپنا قاآن تسلیم کر لیا۔ جوجی کے بیٹے اس انتخاب پہ راضی نہیں تھے، اس لیے وہ مجلسِ شوریٰ میں شامل نہ ہوئے۔

گیوگ نے پہلے تمام اُن باغی عناصر کا سر کچلا جو اس کی والدہ کے دورِ حکومت میں باعثِ مصیبت بنے ہوئے تھے اور پھر چین و ایران کی تسخیر کے لیے ایک فوج تیار کی۔

اوکتا کی اولاد میں سے صرف گیوگ کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ اسے مغلوں نے اپنا امیرِ اعلیٰ تسلیم کیا۔ جب ۶۴۷ھ (۱۲۴۸ء) میں گیوگ کی وفات ہو گئی تو حکومت خاندانِ تولی میں منتقل ہو گئی۔ اس خاندان کا پہلا فرمانروا منگو تھا۔ منگو کی زندگی میں خاندانِ اوکتا کی طرف سے کوئی مخالفت نہ ہوئی لیکن اس کی وفات کے بعد جب قبلاخان نے ایک قانونی و غیر رسمی مجلسِ شوریٰ سے اپنی قاآنی کا اعلان کرایا تو اوکتا کی اولاد مزاحمت کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئی اور خوفناک خانہ جنگی کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ مشرق میں قیدو (اوکتا کا پوتا) اور تولی کے حمائتیوں میں اکتالیس لڑائیاں ہوئیں اور مغرب میں تولی کے چچا تی

حلیفوں نے قیدو کے ساتھ پندرہ مرتبہ تیغ آزمائی کی لیکن ان جنگوں کا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا۔ جب ۷۰۱ھ (۱۳۰۱ء) میں قیدو کی وفات ہو گئی تو اوکتائی کے تمام خاندان نے خاندانِ تولی کی اطاعت قبول کر لی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اوکتائی کی نسل دشت قبچاق (ماوراءالنہر) کے قبائل میں پریشان زندگی بسر کر رہی تھی اور ان کے چند ایک گمنام رئیس چغتائی خوانین کی پناہ میں زندگی کے دن کاٹ رہے تھے۔

اس میں کلام نہیں کہ ماوراءالنہر میں نسل اوکتائی کے چند افراد کچھ عرصے کے لیے حکومت کرتے رہے اور اسی خاندان کے دو افراد یعنی سیورغتمش اور اس کے بیٹے محمود کو تیمور نے چغتائیوں کی مرضی کے خلاف چند دنوں کے لیے ترکستان کا حاکم بنا دیا تھا۔ لیکن یہ عروج عارضی تھا اور تیمور کا یہ اقدام محض ایک مذاق تھا۔ اس لیے ان دو کاہل فرمانرواؤں کو قاآنانِ اعظم کی فہرست میں شامل کرنا درست نہیں۔

۲۔ خاندانِ تولی (منگولیا)

اس خاندان کا عہدِ حکومت ۱۲۴۸ء سے ۱۶۳۴ء تک پھیلا ہوا تھا اور اس کے تین بڑے بڑے دور تھے :

۱۔ چین میں خاندانِ یوئن Yuen کا زمانہ (۱۲۴۸ء۔ ۱۳۷۰ء)

۲۔ قراقرم میں ضعف سلطنت کا زمانہ (۱۳۷۰ء۔ ۱۵۴۳ء)

۳۔ قبائل کا پریشان ہونا اور بالآخر منچو خاندان کا مطیع بن جانا۔ (۱۵۴۳ء۔ ۱۶۳۴ء)

منگو کے قاآن بن جانے کی بڑی بڑی وجوہ دو تھیں :

اول کہ وہ ایک مشہور سپہ سالار اور ایک بہادر تیغ زن تھا۔

دوم بعض ایسے قبائل جو اس کے والد تولی کی پشت و پناہ اور چنگیز خاں کے "بازوئے شمشیر زن" تھے۔ اس کے مطیع بن چکے تھے۔ منگو ۶۴۹ھ (۱۲۵۱ء) میں تخت نشین ہوا اور ۶۵۷ھ (۱۲۵۹ء) میں مر گیا۔ گو اس کا عہدِ حکومت بہت مختصر تھا لیکن اس عرصہ میں بھی اس نے دو بڑے بڑے قدم اٹھائے۔

اول۔ اس نے اپنا پایۂ تخت شمالی چین کے شہر قراقروم میں تھا۔ لیکن اس نے اپنے بھائی قبلا خان کو جنوبی چین کا حاکم بنا کر پیکنگ کو اس کا دارالخلافہ قرار دیا اور بعد میں بھی شہر قاآنِ اعظم کا مستقل پایۂ تخت بن گیا۔

دوم۔ اپنے دوسرے بھائی ہلاکو خان کو ایران کا حاکم مقرر کر دیا۔ ہلاکو نے ایران میں موروثی سلسلہ سلطنت قائم کر دیا یعنی اُس کے بیٹے اور پوتے یکے بعد دیگرے وہیں سلطنت کرتے رہے اور اس تاریخ سے ایران میں مغلوں کا ایک علیحدہ سلسلہ قائم ہو گیا۔

منگو کی وفات ۶۵۷ھ (۱۲۵۹ء) کے بعد خانہ جنگیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اوکتا کی اولاد مدعی سلطنت بن کر مقابلے میں آ گئی تھی۔ مغلوں نے منگو کے دو بھائیوں اریق بوکا اور قبلا خان کو حکومت کے لیے منتخب کیا۔ چینی افواج کے سرداروں نے قبلا کو اپنا امیر بنا لیا۔ اور قراقرم میں مجلسِ شوریٰ نے اریق بوکا کو حکومت دے دی اور سلطنت کے مغربی علاقوں میں بعض قبایل نے جو خاندانِ اوکتا و چغتائی کے طرف دار تھے۔ قیدو (اوکتا کا پوتا) کو قاآن بنا لیا۔ جوجی خاندان خود مدعی حکومت بن کر سامنے نہ آیا، البتہ تولی خاندان کی برابر حمایت کرتا رہا۔

ان ہنگاموں میں صرف قبلا کامیاب رہا۔ اس لیے کہ وہ ایک قابل سپہ سالار ہونے کے علاوہ بیحد دولت مند تھا۔ اور بڑی شہرت کا مالک تھا۔ اریق بوکا کو جلدی شکست ہو گئی۔ قیدو اپنے جدی ممالک سے بہت دور تھا اور قبلا کی وفات کے بعد کافی عرصے تک مصائب میں گرفتار رہا۔

اس تاریخ کے بعد چنگیزی خانوں کی حکومت صرف چین تک محدود ہو گئی ۱۲۸۰ء میں قبلا خاں نے جنوبی چین کو جو فرمانروایانِ سوانگ کے ماتحت تھا۔ فتح کر لیا اور اس طرح سارے چین کو ایک مرکز کے نیچے لانے کے بعد خان بالیغ (لفظی معنی ہیں: خانون کا مرکز) کو جسے آج کل پیکنگ کہتے ہیں اپنا دارالخلافہ بنا لیا اور چنگیزیوں کا قدیم دارالخلافہ یعنی قراقروم ایک غیر اہم مقام بن کر رہ گیا۔ اور بعد کے تین دوروں میں یہی حالت قائم رہی۔

پہلا دور اس دور سے مراد وہ نوے برس ہیں۔ جن میں مغلوں نے چین پہ حکومت کی تھی۔ حکومت کا آغاز ۱۲۸۰ء میں ہوا اور اس سلسلے کے دسویں فرمانروا طغان تیمور پر ۷۷۰ھ (۱۳۷۰ء) میں ختم ہو گئی چین میں اس سلسلے کو سلسلہ یوئن Yuen کہتے ہیں۔ یہ خاندان بہت بڑی شان و شہرت کا مالک تھا۔ مارکوپولو Marcopolo کے سیاحت نامہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس خاندان کے زوال کی وجہ دربار کی بد انتظامی امور یعنی بُدھی صوفیوں کی دخل اندازی نیز افلاس، قحط، زلزلے اور دیگر مصیبتیں تھیں۔ مزید تفصیل کے لیے سر ہنری ہوورت کی تاریخ دیکھیے۔

جب اس خاندان کا زوال شروع ہُوا تو کئی مدعیانِ سلطنت پیدا ہو گئے۔ جن میں سب سے زیادہ طاقت ور چوین چانگ Chu Yuen Chang تھا یہ امیر منگ Ming سلسلے کا بانی تھا۔ ۱۳۶۸ء میں اس نے پیکنگ کو فتح کر لیا۔

صرف دو برس کے عرصے میں منگولوں کو چین سے نکال دیا اور اس طرح چنگیزی خانوں کی شان و شوکت ختم ہو گئی۔

دوسرا دور چین سے نکلنے کے بعد سے دین خاں کے عارضی عروج تک منگولوں کا دوسرا دور کہلاتا ہے۔ یہ دور ۱۳۷۰ء سے شروع ہو کر ۱۵۴۳ء میں ختم ہوتا ہے یہ زمانہ منگولوں کے زوال کا زمانہ ہے۔ اس زمانے میں منگول پھر اسی علاقے میں چلے گئے تھے۔ جہاں سے انھوں نے اپنی فتوحات کا آغاز کیا تھا، یعنی صحرائے گوبی کے شمال میں دریائے کرولین KERONLENE اور اونن ONON کے کنارے۔

اس دور میں منگول پوری طرح آزاد نہیں تھے اس لیے کہ منگ کے شہنشاہ ان کی آزادی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ تھے۔ ایک دفعہ جھیل بوئیور کے نزدیک شہنشاہ منگ نے منگولوں پہ حملہ کر کے ڈیڑھ لاکھ فوجی اور اسی ہزار غیر فوجی گرفتار کر لیے اور بہت سے مالِ غنیمت پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس شکست کے بعد منگولوں کی برائے نام قاآنی بھی ختم ہو گئی اور یہ لوگ شہنشاہانِ منگ کے محکوم ہو گئے۔ ان شہنشاہوں نے منگولوں پہ ایسے حاکم مقرر کر دیے جو پیکنگ سے احکام حاصل کرتے تھے۔

پندرھویں صدی عیسوی میں منگولوں کی حالت میں ایک خوشگوار انقلاب آیا اور وہ یوں کہ طغانِ تیمور کے بعد چودھویں خاقان یعنی دین خاں کے زمانے میں منگول جن میں سے اکثر پہلے قبیلۂ ادیرات کے محکوم تھے۔ ایک حکومت کے نیچے متحد ہو گئے اور دین خاں اس قابل ہو گیا کہ منتشر قبایل کی شیرازہ بندی کرنے کے بعد اُن کا قبایلی نظام بھی مستحکم کر سکے۔

تیسرا دور تیسرا دور دین خاں کے زوال سے شروع ہو کر مسلسل

خانہ جنگیوں پہ ختم ہوتا ہے۔ ان لڑائیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغلوں کے تمام قبیلے ایک ایک کر کے منچو فرمانرواؤں کے محکوم بن گئے۔ منچو قوم شہنشاہان منگ کو شکست دینے کے بعد سارے چین کی مالک بن چکی تھی۔

اس خانہ جنگی، تشتت اور نفاق کی وجہ سے مغلوں کی برائے نام قاآنی بھی ختم ہو گئی اور ۱۶۳۴ء کے بعد قبلا خان کی اولاد مکمل طور پر چین کی مطیع ہو گئی۔

خانانِ بزرگ

ہجری	نام	عیسوی
۶۰۳	چنگیز	۱۲۰۶
۶۲۴	اوکتا	۱۲۲۷
۶۲۹	توراکینا خاتون	۱۲۴۱
۶۴۴	گیوگ	۱۲۴۶
۶۴۶	منگو	۱۲۴۸

سلسلۂ یوئن

ہجری	نام	عیسوی
۶۵۵	قبلا	۱۲۵۷
۶۹۳	الجائیتو	۱۲۹۴
۷۰۶	کلوک	۱۳۰۷
۷۱۱	بریان تو	۱۳۱۱
۷۲۰	ججن	۱۳۲۰

ہجری	نام	عیسوی
۷۲۳	ببیسوں تیمور	۱۳۲۳
۷۲۸	رجی پکہ	۱۳۲۸
۷۲۹	کوشلہ	۱۳۲۹
۷۲۹	جیغتو	۱۳۲۹
۷۳۲	رین تشن پال	۱۳۳۲
۷۳۲	طغان تیمور	۱۳۳۲

دورۂ ضعف سلطنت

۷۷۱	بلیکِ تو	۱۳۷۰
۷۸۰	ادسوخال	۱۳۷۸
۷۹۰	انگہ سوریغتو	۱۳۸۸
۷۹۴	البک	۱۳۹۲
۸۰۰	گون تیمور	۱۴۰۰
۸۰۵	الجائے تیمور	۱۴۰۳
۸۰۴	دلبک	۱۴۱۱
۸۳۷	ادسائے	۱۴۳۴
۸۴۳	تی سونگ	۱۴۳۹
۸۵۶	اکبرجی	۱۴۵۲
۸۵۷	اوگک تو	۱۴۵۳
۸۵۷	مولون	۱۴۵۳

عیسوی	نام	ہجری
۱۴۶۳	منداغول	۸۶۷
۱۴۷۰	دین	۸۷۵

مختلف قبیلوں کی قاآنی کا زمانہ

۱۵۴۴	بودی	۹۵۱
۱۵۴۸	کوداںگ	۹۵۵
۱۵۵۷	سستق تو	۹۶۴
۱۵۹۳	ستازن	۱۰۰۱
۱۶۳۴-۱۶۰۴	لینگ زن	۱۰۴۳-۱۰۱۳

۸۳۔ ایلخانانِ ایران

۶۵۴ھ تا ۷۵۰ھ

(۱۲۵۶ء تا ۱۳۴۹ء)

منگو کی شہنشاہیت کے زمانے میں ایران ہلاکو کے قبضے میں آگیا۔ ہلاکو تولی کی اولاد میں سے تھا اور اس کا یہ نیا سلسلہ ایلخانوں کے نام سے مشہور ہے ایلخان قاآنوں کے مطیع تھے اور ہمیشہ مطیع رہے۔

سلطان محمد خوارزم شاہ (جسے چنگیز کے ہاتھوں زبردست شکست ہوئی تھی) نے ایران کے بہترین علاقے مغلوں کے حوالے کر دیے۔ اور مغلوں کو اُن علاقوں کی تسخیر میں کوئی خاص دقت پیش نہ آئی۔ ہلاکو خان

نے مقامی امراء پر جو خوارزم شاہی سلطنت کے خاتمے کے بعد اپنی آزادی کے لیے دوبارہ کوشاں تھے، بڑی آسانی سے غلبہ حاصل کر لیا اور بغداد کی تسخیر کے بعد عباسیہ خاندان کے آخری فرمانروا مستعصم باللہ کو نہایت بے رحمی سے ہلاک کر ڈالا اور اسی طرح فاتحانہ انداز میں بڑھتا گیا۔ جب شام میں پہنچا تو مصر کے ممالیک نے اس کا نہایت کامیاب مقابلہ کیا۔ ان تمام فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہلاکو ایران، ایشیائے صغیر اور اُن تمام ممالک کا جو ہندوستان سے بحیرۂ روم تک پھیلے ہوئے تھے، واحد مالک بن گیا۔ شمال میں اس کی حکومت کا دامن جغتائی و توکی کی سلطنت اور جنوب میں سرحد مصر تک وسیع ہو گیا۔ اس کی اولاد نے کم و بیش ایک سو برس تک ان ممالک پر پوری آزادی کے ساتھ سلطنت کی۔ گو یہ لوگ قاآنانِ چین کے مطیع تھے لیکن یہ اطاعت محض رسمی تھی۔ اس تمام مدت میں ایک قلیل وقفے کے سوا کہ جب تختِ سلطنت کے متعلق ایک نزاع سا پیدا ہو گیا تھا، مکمل امن و سکون رہا اور قدیم شاہانِ ایران کی پیروی میں ایلخان بھی علوم و فنون میں دلچسپی لینے لگے۔

جو واقعات کہ آخر میں عباسیوں اور سلجوقیوں کو پیش آئے تھے، ان ہی سے ایلخانیوں کو بھی ابو سعید خان کے زمانے میں سابقہ پڑا اور انہی واقعات کی بدولت مصر میں حکومت ممالیک اور ایران میں ایلخانیوں کا بیک وقت خاتمہ ہو گیا۔ ایلخانیوں میں تخت کے متعلق دعوے دار اٹھ کھڑے ہوئے۔ فوجی سرداروں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور متعصب ملاؤں کی باہم آویزی نے ایلخانی سلطنت کی بنیادیں ہلا ڈالیں۔

ابو سعید کی وفات کے بعد ایلخانی تخت جھگڑالو امراء کے ہاتھ میں

ایک کھلونہ بن گیا۔ ہر امیر یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنی مرضی کا آدمی تخت پر بٹھائے اسی اثناء میں دو خاندان اٹھ کھڑے ہوئے جنھوں نے ایران میں خوب اودھم مچایا۔ (اول) امیر چوپان کا خاندان جس کا تعلق غازان اور اس کے جانشینوں کے دربار سے تھا۔ (دوم) امیر حسین جلائر کا خاندان یعنی ایلکانی ان دونوں امیروں کا ایک ایک بیٹا تھا۔ امیر چوپان کا بیٹا شیخ حسن خورد کہلاتا تھا اور امیر جلائر کا شیخ حسن بزرگ۔ ان دونوں شیخوں کی حکومت بہت جلد غیر معروف سی ہو کر رہ گئی۔

ابوسعید کے بعد ہلاکو کے بھائی آریق بوکا کا ایک پوتا ارپا خان تخت پہ بیٹھا لیکن اسی سال معزول ہو گیا اور اس کی جگہ موسیٰ تخت نشین ہوا۔ جو چھٹے ایلخان بایدو کی پشت سے تھا۔ شیخ حسن بزرگ نے موسیٰ کی اطاعت سے انکار کر دیا اور پہلے ساتی بیگ (ابوسعید کی بہن، امیر چوپان کی زوجہ اور امیر چوپان کے بعد ارپا خاں کی بیوی) کو ایلخان بنایا اور پھر اس کا نکاح سلیمان سے کرا دیا اور اس طرح سلیمان ایلخان بن گیا۔

انوشیروان کے زمانے میں اس قدر بدنظمی پھیل گئی کہ جلائر کا خاندان خود مختار ہو گیا۔ فرزندانِ ہلاکو کی حکومت ختم ہو گئی۔ امرائے جلائرہ آلِ مظفر، سربداروں اور بعض دیگر امیروں نے ایران کو آپس میں بانٹ لیا۔ اس کے بعد امیر تیمور کا زمانہ آیا جس نے ان تمام سلسلوں کو یکے بعد دیگرے مٹا دیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۶۵۴	ہلاکو	۱۲۵۶
۶۶۳	اباقا	۱۲۶۵

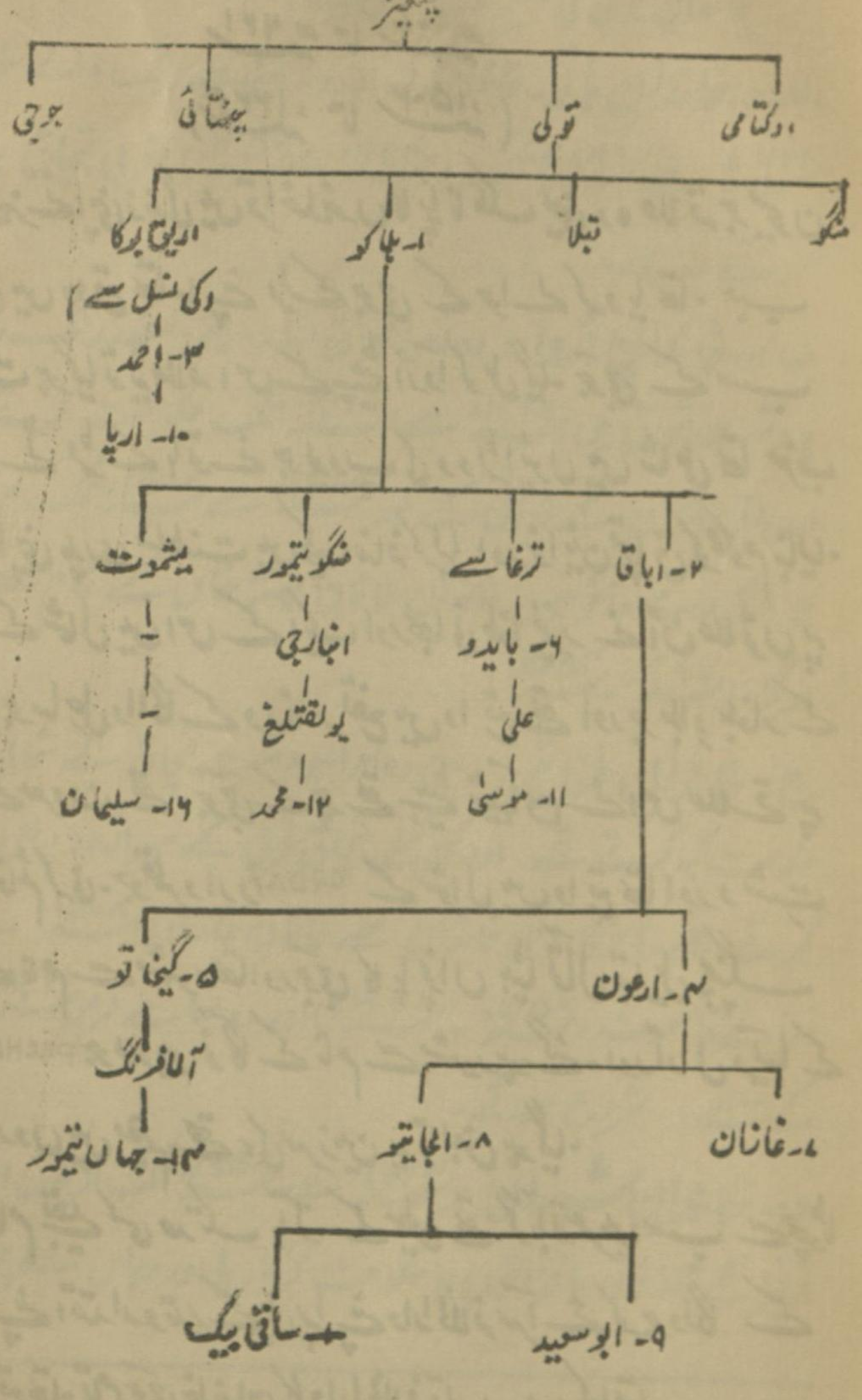
ہجری	نام	عیسوی
۶۸۰	احمد	۱۲۸۱
۶۸۳	ارغون	۱۲۸۴
۶۹۰	گیخاتو	۱۲۹۱
۶۹۴	بایدو	۱۲۹۵
۶۹۴	غازان محمود	۱۲۹۵
۷۰۳	الجایتو	۱۳۰۴
۷۱۶	ابوسعید	۱۳۱۶
۷۳۶	ارپا	۱۳۳۵
۷۳۶	موسیٰ	۱۳۳۶

ایلخان جو ایک دوسرے کے رقیب تھے[1]

۷۳۶ — ۷۳۸	محمد	۱۳۳۶ — ۱۳۳۸
۷۳۹ — ۷۵۲	طغا تیمور	۱۳۳۸ — ۱۳۵۱
۷۳۹ — ۷۴۱	جہان تیمور	۱۳۳۹ — ۱۳۴۰
۷۳۹ — ۷۴۰	ساتی بیگ	۱۳۳۹
۷۴۰ — ۷۴۴	سلیمان شوہر ساتی بیگ	۱۳۳۹ — ۱۳۴۳
۷۴۵	نوشیرواں	۱۳۴۴

[1] محمد۔ طغا تیمور اور جہاں تیمور کو شیخ حسن بزرگ نے ایلخان بنایا۔ دوسری طرف ساتی بیگ اور اس کے شوہر سلیمان کو شیخ حسن خورد نے اور نوشیرواں کو امیر اشرف چوپانی نے تخت حکومت پر بٹھایا۔ یہ سب ایلخان خاندانِ ہلاکو سے تھے۔ طغا تیمور چنگیز کے بھائی کی اولاد سے تھا اور نوشیرواں کا نسب نامہ معلوم نہیں۔

ایلخانان ایران



۴۸۔ خانانِ سیر اُردو

۶۲۱ھ تا ۹۰۷ھ
(۱۲۲۴ء تا ۱۵۰۲ء)

چنگیز نے اپنی زندگی میں قراخطائیوں کا پُرانا ملک یعنی وہ علاقہ جو سیحون کے شمال میں واقع تھا۔ اپنے لڑکے جوجی کے حوالے کر دیا تھا۔ جب جوجی فوت ہو گیا تو یہ علاقہ اس کے بیٹے اُردا کو مل گیا۔ جوجی کے سب سے چھوٹے لڑکے باتو نے جو یورپ کی دو لڑائیوں میں شامل تھا مغرب کی طرف اپنی پدری سلطنت میں کچھ اضافہ کر لیا اور خوانین قبچاق کو محکوم بنا لیا۔ قلمرو باتو کے شمال میں اس کے ایک اور بھائی طغا تیمور نے اُن علاقوں پہ قبضہ کر لیا جو ساحل والگا کے درۂ مرتفع میں واقع تھے اور جو بلادِ بلغار کے نام سے معروف تھے۔ جوجی کے چوتھے بیٹے شیبان نے اس علاقے پہ حکومت قائم کر لی۔ جو قلمرو اردوا ORDA کے شمال میں واقع تھا اور دشتِ قرقیز کے نام سے مشہور تھا اور جوجی کا پانچواں بیٹا قوال قبایل چنگ PECHENEG جو بعد میں نوگا کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اور آرال و ایمبا کے درمیانی دروں میں مقیم تھے، کی سرزمین پہ قابض ہو گیا۔

یہ تمام قبیلے کسی حد تک باتو کے مطیع تھے۔ گو باتو عمر میں سب سے چھوٹا تھا، لیکن اپنے اقتدار و تدبر کے بل پر اپنے دارالخلافہ سرائے کو جو والگا کے کنارے واقع تھا۔ تمام جوجی خاندان کا دارالخلافہ قرار دے رکھا تھا۔

ان قبایل کو ان کے خیموں کے رنگ کی بنا پر سیر اُردو کہا جاتا تھا۔ اردو فوج کو کہتے ہیں اور سیر کے معنی ہیں "سنہری" ان قبایل میں حکومت اور

فوج کا نظام خود مغلوں کے ہاتھ میں تھا اور تمام رعیت جو ترکوں اور ترکمانوں پر مشتمل تھی، محکوم تھی۔

خاندانِ جوجی کی تقسیم درج ذیل ہے:

الف:۔ **خاندانِ باتو**۔ خانانِ گوگ اردو۔ یعنی نیلے رنگ والے خوانین جو ۶۲۱ھ سے ۷۶۱ھ تک (۱۲۲۴ء۔ ۱۳۵۹ء) مغربی قپچاق پہ حکومت کرتے رہے۔

ب:۔ **خاندانِ اُردا** = وہ اُمرا جو آق اُردو۔ یعنی سفید رنگ والی فوج پر دشتِ قپچاق میں ۱۲۲۶ء سے ۱۴۲۷ء تک حکومت کرتے رہے اور باتو خاندان کے زوال کے بعد ۱۳۷۸ء سے ۱۵۰۲ء تک سیر اُردو کے بھی حاکم رہے۔ آخر میں یہ خاندان خانانِ ہشتر خاں کے نام سے مشہور ہو گیا۔ (۱۴۶۶ء۔ ۱۵۵۴ء)

ج:۔ **خاندانِ طغا تیمور**۔ یعنی وہ امرا جو دشتِ قپچاق[1] کے شمالی حصے پہ حکومت کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی قپچاق غربی کے سیر اُردو پہ بھی قبضہ کر لیا کرتے تھے۔ آخرکار اسی خاندان سے خانانِ غازان (۱۴۸۸ء۔ ۱۵۵۲ء) امرائے قاسموف (۱۴۵۰ء۔ ۱۶۷۸ء) اور روسائے قرم (۱۴۲۰ء۔ ۱۷۸۳ء) کے سلسلے شروع ہوئے۔

د:۔ **خاندانِ شیبان** جو ۱۲۲۴ء سے ۱۶۵۶ء تک ازبکوں اور علاقۂ قرقیز کے قازقوں یا قزاقوں پہ حکومت کرتا رہا اور وہاں سے ہجرت کرنے

---

[1] قپچاق۔ روس کا علاقہ جس کی زمینوں کو والگا اور ڈان DON سے پانی ملتا ہے۔ اس کی ایک سرحد ڈنیپر DNIEPER دوسرے بحیرہ اسود اور تیسری بحیرہ خزر ہے

کے بعد خیوہ و بخارا پر ۱۵۰۰ء سے ۱۸۷۲ء تک حکمران رہا۔

الف۔ خاندانِ باتو

یعنی خانانِ سیر اُردو

یہ لوگ مغربی قبچاق اور قبائل گوگ اُردو کی سرزمین پر حکومت کیا کرتے تھے۔ (۱۲۲۴ء سے ۱۳۵۹ء) اس سرزمین کی تاریخ اس لیے بیحد اہم ہے کہ روس کی ترقی میں اس کا بڑا دخل ہے۔

ابتداء میں یہ قاعدہ تھا کہ جب کبھی دشتِ قبچاق کا کوئی خان سریر آرا ہوتا تھا تو باقی تمام امراء اس کے مطیع بن جاتے تھے۔ اُسے خراج ادا کرتے اور اُن کی دولت نیز بیٹیوں تک کے اختیارات بڑے خان کو منتقل ہو جاتے تھے لیکن جب خانانِ سیر اُردو کمزور ہو گئے تو خاندانِ باتو مٹ گیا۔ اور اس کے بھائی کے خاندان سے ایک اور سلسلہ اٹھ کر اس کا جانشین بن گیا۔

جب تک کہ سلطنت کی باگ ڈور خاندانِ باتو کے ہاتھ میں رہی تمام دشتِ قبچاق پر ایک طاقتور سلطنت قائم رہی۔ اس سلسلے کے دسویں فرماں روا یعنی جانی بیگ تک اس خاندان کی تاریخ نہایت شاندار رہی۔ لیکن جانی بیگ کی وفات (۷۵۸ھ/۱۳۵۷ء) کے بعد نظم و نسق درہم برہم ہو گیا۔ اس کا لڑکا بردی بیگ صرف دو برس تک حکومت کر سکا۔ اس کے بعد دو امیر تختِ سلطنت کے مدعی بن کر آمنے سامنے آئے۔ یہ ہر دو اپنے آپ کو جانی بیگ کا بیٹا کہتے تھے۔ ان کا یہ نزاع مدتوں باقی رہا اور یہ دونوں بیس برس تک علیحدہ علیحدہ حکومت کرتے رہے۔

خاندانِ باتو کے زوال کے بعد خاندانِ جوچی کے پانچ سلسلے تخت کے مدعی بن کر سامنے آ گئے۔ شمال اور جنوب یعنی بلادِ بلغار اور قرم میں طقاتیمور کی اولاد میں سے کئی شاہزادے حکمران بن گئے اور نیچے جنوب میں ترک[1] اور توبا کے درمیانی علاقے پر باتو کے چھوٹے بھائی اور دوسرے جانشین یعنی برکہ خان نے تسلط جما لیا۔ قبایل سیر اُردو نے جو شہرت قتل و غارت میں حاصل کی تھی، وہ برکہ خان اور اس کی اولاد کے ایامِ اقتدار میں اُنھیں نصیب ہوئی تھی۔ قبایل سیر اُردو کا مشرقی علاقہ قبایل آق اُردو کے قبضے ...... میں چلا گیا۔ اُردا کی اولاد نے امرائے آق اُردو کو اپنا مطیع بنا لیا اور شمالی علاقے پر قبایل اُذبک نے فرزندانِ شیبان کی سرکردگی میں قبضہ کر لیا۔ قبایل نوگا بھی سردیوں اور گرمیوں کے سخت دن بحیرہ خزر کے شمالی ساحل پر بسر کیا کرتے تھے۔

آنے والے جدول میں اس دور کے پندرہ فرمانرواؤں کے نام دیے گئے ہیں۔ اِن کا تعلق مختلف خاندانوں سے تھا گو ہماری بعض اطلاعات ظنی تھیں لیکن سکوں کے مطالعہ کے بعد ان کی تاریخیں صحیح دی گئی ہیں۔ ۷۸۰ھ (۱۳۷۸ء) میں سیرِ اردو کی حکومت تُوقتمش خان کو مل گئی جو اُردا خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

ب۔ خاندانِ اُردا

یہ خاندان قبچاق شرقی کے میدانی علاقے پر حکمران تھا۔ یہ وہی علاقہ ہے۔ جہاں قبایل آق اردو آباد تھے۔ اس علاقے پر اس خاندان نے

---

[1] تفقاز کے دو دریا۔

۱۲۲۶ء سے ۱۲۴۸ء تک حکومت کی۔ اس خاندان کی دو اور شاخیں بھی تھیں۔ یعنی خانانِ سپیر اُردو قبچاق غربی میں (۱۳۷۸ء۔ ۱۵۰۲ء) اور خانانِ ہشتر خاں (۱۴۶۶ء۔ ۱۵۵۴ء)

جوجی کے لڑکوں میں سے باتو سب سے زیادہ طاقت ور تھا۔ باتو کا لڑکا اُردا بھی باپ کی طرح نہایت نامور تھا۔ جب باتو فوت ہو گیا تو اُردا اُس کا جانشین بنا اور دریائے سیحوں سے پار کا تمام علاقہ اسے وراثت میں ملا اور جوجی کے سارے خاندان کا امیر نامزد ہوا۔ اُردا کا علاقہ سپیر اُردو کا مغربی حصہ کہلاتا تھا اور اس حصے کا دوسرا نام آق اردو یعنی سفید لشکر تھا۔ (مغلوں میں سفید رنگ نیلے یا آبی رنگ سے اچھا سمجھا جاتا تھا۔) آک اردو کے مقابلے میں گوگ اردو تھا۔ یعنی نیلگوں یا آب رنگ لشکر۔ جو سپیر اُردو کے بائیں حصے کا نام تھا اور یہ تمام قبایل باتو کے مطیع تھے۔

قبایل آق اُردو۔ جو بحیرۂ خزر کے شمالی میدانوں میں رہتے تھے۔ قبایل گوگ اُردو پر ہمیشہ حکومت کیا کرتے تھے۔ اگرچہ ان کا معیار حیات قدرے پست تھا اور مقابلتہً یہ لوگ مفلس و قلاش تھے۔ تاہم جب خاندانِ باتو ضعیف ہو گیا تو ان قبایل نے انھیں بھی محکوم بنا لیا۔

آق اُردو کے پہلے حکمرانوں کے متعلق ہمیں مفصل اطلاعات حاصل نہیں۔ ہمیں اتنا ہی معلوم ہے کہ اس خاندان میں باپ کے بعد بیٹا وارثِ تخت بنتا رہا۔ اس سلسلے کے ایک امیر کوچی نے غزنی اور بامیان کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا۔ یہ دونوں علاقے کبھی چغتائی قبیلے کے ماتحت رہے اور کبھی ایلخانانِ ایران کے قبضے میں۔

خاندانِ اُردا میں اوروس خان پہلا آدمی ہے۔ جس نے قبایل سپیرا ردو کی تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کیا تھا۔ اس نے بارہا امیر تیمور کے عساکر قاہرہ کو شکست دی۔ امیر تیمور نے اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے توقتمش خان کو خاندانِ جوجی کے مطیع قبایل کا حاکم بنا دیا۔ توقتمش خاں کا تعلق خاندانِ اُردا سے تھا۔ اُس کا والد قتل ہو چکا تھا اور اوروس خاں نے اسے ملک بدر کر دیا تھا۔ توقتمش خان نے ان قبایل پہ مستقل حکومت قائم کرنے کے لیے تیموری افواج کو ساتھ لے کر بار بار حملہ کیا لیکن اوروس خان نے اسے شکست دی۔ جب اوروس خاں فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے توقتکایا کا مختصر دورِ حکومت بھی گذر گیا اور اوروس کا دوسرا بیٹا تیمور ملک تخت نشین ہوا۔ تو توقتمش نے قبائل آق اُردو کو اپنا مطیع بنا لیا۔

قبایل سپیرا ردو کی تاریخ میں توقتمش آخری نامور حاکم تھا، جس نے قبایل آق اُردو کو مسخر کرنے کے بعد قبچاق غربی پہ چڑھائی کی اور ممائے ایک یا رسوخ امیر کو شکست دی۔ اِس فتح ۷۸۰ھ۔ ۱۳۷۸ء) کے بعد اس نے آک اردو اور گوگ اردو کا امتیاز مٹا کر دونوں کو محکوم بنا لیا اور قبچاق شرقی و غربی دونوں پہ حکومت قائم کر لی۔ اس حالت میں بھی خاندانِ اُردا کے بعض امراگوگ اردو پہ حکومت کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ آلِ شیبان نے آلِ اُردا کا خاتمہ کر دیا۔

توقتمش خان کے زمانے میں خانانِ سپیرا ردو کی شوکتِ رفتہ واپس آگئی۔ یہی وہ فرمانروا ہے جس نے روس پہ حملہ کر کے ۷۸۴ھ (۱۳۸۲ء) میں ماسکو کو آگ لگا دی تھی اور اس سارے علاقے کو بڑے مغلوں کی طرح تباہ کر ڈالا تھا۔

سلطنتِ قبچاق کا یہ عروج محض عارضی ثابت ہوا۔ اس لیے کہ توقتمش غرور میں آکر اپنے محسن یعنی تیمور سے باغی ہو گیا۔ چنانچہ امیر تیمور نے اسے دو شکستیں دیں، ایک ۱۸۔ جون ۱۳۹۱ء کو اورتپہ کے مقام پر اور دوسری ۷۹۸ھ (۱۳۹۵ء) کو نہر ترک کے قریب۔ دوسری شکست نے سلطنت قبچاق کا خاتمہ کر دیا۔ گو امیر تیمور کے جانے کے بعد توقتمش نے ۸۰۱ھ میں شہر سرائے پر قبضہ کر لیا تھا لیکن تیمور قتلغ نے جو اس کے پرانے دشمن یعنی اوروس خاں کا لڑکا تھا اسے وہاں سے نکال دیا۔ یہ بھاگ کر لیتھونیا کے فرمانروا ویتوت کے ہاں چلا گیا اور ۸۰۹ھ میں فوت ہو گیا۔

توقتمش کے بعد قبایل سیر اردو کی تاریخ پہ اندھیرا چھا گیا۔ تخت حکومت کے لیے خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ خانہ جنگی کی آگ کو بھڑکانے والوں میں یہ تین مشہور خاندان بھی شامل ہیں:

الف۔ خاندانِ اوروس خان۔ جسے قبایل نوگا کے امیر ایدیکو (جو قبچاق کے شاہ تراشوں سے تعلق رکھتا تھا) کی حمایت حاصل تھی۔

ب۔ توقتمش کی اولاد۔

ج۔ خاندانِ شیبان کے بعض نوجوان۔

یہ خاندان سارے دشت قبچاق کے مالک نہیں تھے بلکہ بعض شہروں پہ متصرف تھے اور یہ شہر بشمولیت پایۂ تخت، ہمیشہ ایک سے دوسرے کے قبضے میں منتقل ہوتے رہتے تھے۔

۹۰۷ھ (۱۵۰۲ء) میں قبایل سیر اردو کی سرزمین پر روس قابض ہو گیا اور ان قبایل کی تاریخ کے اوراق پراگندہ ہو گئے۔ ان کی ایک

شاخ (جس کا تعلق خاندانِ اردو سے تھا) نے ۸۷۱ھ (۱۴۶۶ء) میں قاسم (محمد کوچک کا نواسا) کی زیرِ قیادت خانانِ ہشترخان کے سلسلے کی بنیاد ڈالی اس کی اولاد ۹۶۲ھ (۱۵۵۴ء) تک حکومت کرتی رہی۔ آخر ماسکو کے فرمانروا نے اس سلسلے کا خاتمہ کر ڈالا۔

خانانِ سیمر اُردو

الف۔ گرگ اردو یا خانانِ دشت قبچاق غربی

۱۔ خاندانِ باتو

ہجری	نام	عیسوی
۶۲۱	باتو	۱۲۲۴
۶۵۴	سرتاق	۱۲۵۶
۶۵۴	برکہ	۱۲۵۷
۶۶۴	منگو تیمور	۱۲۶۶
۶۷۹	تودا منگو	۱۲۸۰
۶۸۶	تولا بوقا	۱۲۸۷
۶۸۹	توقتو	۱۲۹۰
۷۱۳	اوزبک	۱۳۱۲
۷۴۱	تِنی بیگ	۱۳۴۰
۷۴۱	جانی بیگ محمود	۱۳۴۰
۷۵۸	بردی بیگ محمد	۱۳۵۷

عیسوی	نام	ہجری
۱۳۱۵	ایبیسان	تقریباً ۷۱۵
۱۳۲۰	مبارک خواجہ	۷۲۰
۱۳۴۴	چیتائے	۷۴۵
۱۳۶۱	اوروس	۷۶۲
۱۳۷۵	توق تکایا	۷۷۷
۱۳۷۵	تیمور ملک	۷۷۷
۱۳۹۱ - ۱۳۷۶	توقتمش۔ غیاث الدین	۷۹۳-۷۷۸

۷۷۸ھ میں یہ سلسلہ گوگ اُردو کے ساتھ ایک رشتۂ حکومت میں منسلک ہو گیا لیکن متخاصم خاندانوں نے ان کا خاتمہ کر ڈالا۔

۸۵- خانانِ کریمیا

تقریباً ۸۲۳ھ تا ۱۱۹۷ھ

(۱۴۲۰ء تا ۱۷۸۳ء)

ج- خاندانِ طغا تیمور

ان کی حکومت شروع میں بلغار رہا اور آخر میں کریمیا اور کیفت پر تھی۔ بعض اوقات یہ سلطنتِ سیر اردو کے بھی مالک رہے ہیں۔ آخریں خانان، کریمیا اور قاسموف کی سیادت بھی ان ہی کے قبضے میں چلی گئی۔

طغا تیمور جوجی کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اور سیر اُردو کے بائیں حصے پر حکومت کیا کرتا تھا۔ اس کا مستقل پایۂ تخت شمالی والگا میں تھا جس میں

بلغار کا ایک حصہ بھی شامل تھا۔

خاندانِ باتو کے ایک امیر منگو تیمور نے اورنگ تیمور پسرِ طغا تیمور کو کریمیا اور کیفہ کی حکومت دے دی اور اس تاریخ سے خاندانِ طغا تیموری میں ان علاقوں کی حکومت جو خانانِ باتو کے شمال و جنوب میں واقع تھے۔ موروثی ہو گئی لیکن یہ لوگ منگو تیمور کے معاملات میں دخل دینے لگے۔

طغا تیموریوں کا حقیقی اقتدار سلطنت سیر اُردو کے خاتمے یا یوں کہیے کہ تیمور کے حملوں کے بعد شروع ہوتا ہے۔

اسی شعبے کا ایک امیر جس کا نام اُلغ محمد تھا۔ براق کی موت کے بعد مدت تک خانِ اعظم بننے کی کوشش کرتا رہا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ آخر ۸۴۲ھ (۱۴۳۸ء) میں اپنے جدی ملک یعنی بلادِ بلغار پر قابض ہو گیا۔ جہاں اس نے خانِ قزاں کا لقب اختیار کرنے کے بعد اپنی آبائی سلطنت کو زندہ کیا۔

دولتِ آزادی حاصل کرنے کے بعد یہ چھوٹی سی سلطنت دولتِ ماسکو (جو روبہ ترقی تھی) کے پہلو میں کانٹے کی طرح چبھنے لگی اور اس لیے ۹۲۵ھ (۱۵۱۹ء) میں محمد امین کی وفات کے بعد اُلغ محمد کی اولاد میں سے کسی اور کو مقامِ سیادت نہ مل سکا۔ چونکہ یہ لوگ مسلمان تھے۔ اس لیے جمہوری اصولوں کے مطابق انھوں نے قاسموف، کریمیا، ھشتر خاں اور دوسری شاخوں سے اپنا امیر منتخب کر لیا۔ یہ تمام خوانین روس کے مطیع تھے۔ ۱۵۵۲ء میں روس نے ان سلطنوں کی داخلی آزادی کو بھی ختم کر دیا اور غازان میں اپنا حاکم بھیج دیا۔

جب ۸۴۹ھ (۱۴۴۶ء) میں اُلغ محمد اپنے بیٹے محمودک کے ہاتھوں

قتل ہو گیا تو الغ کے دو بیٹے روس میں بھاگ گئے۔ جہاں وہ فوج میں ملازم ہو گئے۔ کچھ عرصے کے بعد حکومتِ روس نے قاسم (بن الغ) کو ریازن Riazan گورودیٹز Gorodetz اوکا Oka کا حاکم مقرر کر دیا۔ قاسم نے ریازن کا نام بدل کر قاسموف رکھ دیا اور اس تاریخ سے اس کا خاندان خاندانِ قاسموف کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس خاندان کو حکومت دینے سے روس کا اصلی مقصد خانانِ قازان کا مدِمقابل پیدا کرنا تھا۔ جب الغ محمد کی اسلامی سلطنت ختم ہو گئی تو روسیوں نے خاندانِ قاسموف کو الغ محمد کا علاقہ بھی دے دیا۔ اس خاندان کی آزادی محض برائے نام تھی۔ آخر ۱۰۸۹ھ (۱۶۷۸ء) میں روسیوں نے اسے بالکل مٹا دیا۔

طغا تیموریوں کی تین شاخیں تھیں۔ جن میں سے اہم ترین خانانِ کریمیا تھے۔ الغ کے ایک بھائی کا نام تاش تیمور تھا۔ جو مدتوں توقتمش کا سپہ سالار رہا۔ سلطنتِ کریمیا کا بانی بھی تاش تیمور تھا۔ اور اس کا لڑکا حاجی گرائے اس سلسلے کا پہلا فرماں روا تھا۔

سرزمین مشرق کی تاریخ میں سلطنت کریمیا کو خاص مقام حاصل تھا۔ کیونکہ یہ لوگ کبھی عثمانیوں سے مل جاتے تھے اور کبھی روس کے ساتھ اور اس طرح ان دونوں سلطنتوں کے تعلقات کو خراب کرتے رہتے تھے۔ یہ دونوں حکومتیں ان خانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ آخر ۱۱۹۸ھ (۱۷۸۳ء) میں روس و ترکی کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے اس سلطنت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس خاندان کا ایک فرد یعنی سلطان کرم گرائے گنی گرائے اڈنبرگ میں چلا گیا اور وہاں اسکاٹ لینڈ کی ایک خاتون سے شادی کر لی۔

خانانِ قرم

ہجری	نام	عیسوی
تقریباً ۸۲۳	حاجی گرائے	۱۴۲۰ تقریباً
۸۷۱	نورالدولہ	۱۴۶۶
۸۷۳	منگلی گرائے اوّل	۱۴۶۹
۸۷۸	نورالدولہ (دوبارہ)	۱۴۷۴
۸۸۲	جانی بیگ گری اوّل	۱۴۷۷
۸۸۳	منگلی گرائے (دوبارہ)	۱۴۷۸
۹۲۱	محمد گرائے اوّل	۱۵۱۵
۹۲۹	غازی گرائے اوّل	۱۵۲۳
۹۲۹	سعادت گرائے اوّل	۱۵۲۳
۹۳۸	اسلام گرائے اوّل	۱۵۳۲
۹۳۸	صاحب گرائے	۱۵۳۲
۹۵۸	دولت گرائے اوّل	۱۵۵۱
۹۸۵	محمد گرائے ثانی	۱۵۷۷
۹۹۲	اسلام گرائے ثانی	۱۵۸۴
۹۹۶	(غازی) قاضی گرائے ثانی	۱۵۸۸
۱۰۰۲	فتح گرائے اوّل	۱۵۹۴
۱۰۰۲	(غازی) قاضی گرائے ثانی (دوبارہ)	۱۵۹۴
۱۰۱۷	سلامت گرائے اوّل	۱۶۰۸

۱۰۱۹	جانی بیگ گرائے ثانی	۱۶۱۰
۱۰۳۱	محمد گرائے ثالث	۱۶۲۷
۱۰۳۶	جانی بیگ ثانی (دوبارہ)	۱۶۳۵
۱۰۴۵	عنایت گرائے	۱۶۳۸
۱۰۴۸	بہادر گرائے	۱۶۴۲
۱۰۵۲	محمد گرائے رابع	۱۶۴۴
۱۰۵۴	اسلام گرائے ثالث	۱۶۴۶
۱۰۶۴	محمد رابع (دوبارہ)	۱۶۵۴
۱۰۷۵	عادل گرائے	۱۶۶۵
۱۰۸۱	سلیم گرائے اوّل	۱۶۷۰
۱۰۸۸	مراد گرائے	۱۶۷۷
۱۰۹۴	حاجی گرائے ثانی	۱۶۸۳
۱۰۹۵	سلیم اوّل (دوبارہ)	۱۶۸۴
۱۱۰۲	سعادت گرائے ثانی	۱۶۹۱
۱۱۰۲	صفا گرائے	۱۶۹۱
۱۱۰۳	سلیم اوّل (سہ بارہ)	۱۶۹۲
۱۱۰۹	دولت گرائے ثانی	۱۶۹۸
۱۱۱۴	سلیم اوّل (چہار بارہ)	۱۷۰۲
۱۱۱۷	غازی گرائے ثالث	۱۷۰۵
۱۱۱۹	کپلان گرائے اوّل	۱۷۰۷
۱۱۱۹	دولت گرائے (دوبارہ)	۱۷۰۷
۱۱۲۵	کپلان اول (دوبارہ)	۱۷۱۳

۱۱۲۷	قرا دولت گرائے	۱۷۱۵
۱۲۲۷	سعادت گرائے ثالث	۱۷۱۵
۱۱۳۶	منگلی گرائے ثانی	۱۷۲۴
۱۱۴۲	کپلان اوّل (دوبارہ)	۱۷۳۰
۱۱۴۹	فتح گرائے ثانی	۱۷۳۶
۱۱۵۰	منگلی ثانی (دوبارہ)	۱۷۳۷
۱۱۵۲	سلامت گرائے ثانی	۱۷۳۹
۱۱۵۶	سلیم گرائے	۱۷۴۳
۱۱۶۱	ارسلان گرائے	۱۷۴۸
۱۱۶۸	حاکم گرائے	۱۷۵۵
۱۱۷۱	کریم گرائے	۱۷۵۸
۱۱۷۷	سلیم گرائے ثالث	۱۷۶۴
۱۱۸۰	ارسلان گرائے (دوبارہ)	۱۷۶۶
۱۱۸۱	مقصود گرائے اول	۱۷۶۷
۱۱۸۲	کریم گرائے (دوبارہ)	۱۷۶۸
۱۱۸۴	دولت گرائے ثالث	۱۷۷۰
۱۱۸۴	کپلان گرائے ثالث	۱۷۷۱
۱۱۸۴	سلیم ثالث (دوبارہ)	۱۷۷۱
۱۱۸۵	مقصود گرائے ثانی	۱۷۷۱
۱۱۸۵	صاحب گرائے ثانی	۱۷۷۲
۱۱۸۹	دولت ثالث (دوبارہ)	۱۷۷۵
۱۱۹۱–۱۱۹۷	شاہین گرائے	۱۷۷۷–۱۷۸۳

ج۔ خاندانِ شیبان

ان کی حکومت ازبگ[1] Uzbug پر تھی جو دریائے یورال اور چو Chu کے درمیان واقع ہے۔ یہ لوگ کسی وقت قبائل سیر اردو کے امیر بھی رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ۱۲۲۶ء سے ۱۶۵۹ء تک۔ تیومن کے زار ۱۵۰۰ء سے ۱۸۶۸ء تک امیر بخارا اور ۱۵۱۵ء سے ۱۸۷۲ء تک امیر خیوہ رہے ہیں۔

جب ۱۲۴۱ء میں باتو نے مجارستان (ہنگری) پر حملہ کیا تو اس کا بھائی شیبان اس کے ہمراہ تھا۔ باتو نے شیبان کو نہ صرف مجارستان کی حکومت دے دی بلکہ اُردو کے شمالی قبایل کے کچھ علاقے بھی اس کے حوالے کر دیے۔ موسم گرما میں شیبان یورال کے علاقے میں دریائے ایلک اور آرقیز کی طرف چلا جاتا تھا اور سردیاں دریائے سیر Sir اور سارلیسو Sarisu کی گذرگاہوں کے قریب بسر کرتا تھا۔ اس کی چھٹی[2] پشت میں منگو تیمور تھا جو سیر اُردو کے امیرِ اعظم یعنی ازبک کا ہم عصر تھا۔ ازبک کے عہد سے شیبانی قبایل بھی ازبک کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اور انھوں نے بڑی شہرت حاصل کی۔ خاندانِ باتو کے خاتمے کے بعد خاندانِ شیبان کے بعض افراد خانِ اعظم کے درجے تک پہنچے۔ اغلب خیال یہ ہے کہ متخاصم خاندانوں (توقتمش کی شکست کے بعد

---

[1] اس کا پرانا نام سمارک Samark تھا اور صوبۂ زرفشاں کا ایک حصہ تھا۔ ۱۸۸۷ء میں اُسے ایک علیحدہ صوبہ بنا دیا گیا۔ موجودہ شکل میں اس کا رقبہ ۲۶۶۲۷ مربع میل ہے۔

کے دو امیر درویش خان اور سید احمد شیبانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

شیبانی خاندان کی اصلی شاخ اپنی ابتدائی قلمرو ہی میں رہ گئی۔ جہاں یہ تیومن کی زار کہلاتی تھی اور کچھ عرصے کے لیے سائبیریا کے ایک بڑے حصے پر بھی حکمران رہی۔ اگرچہ یہ شاخ ۱۶۵۹ء تک باقی رہی لیکن اس کا اقتدار کافی عرصہ پہلے زایل ہو چکا تھا اور صرف نام باقی رہ گیا تھا۔ ۱۶۵۹ء میں اس کی سرزمین پر قبایل قلموق نے قبضہ کر لیا۔

اس شاخ میں سب سے اہم پولاد پسرِ منگو تیمور کی اولاد ہے جو کچھ عرصے کے لیے قبایل سیرا ردو کی خانِ اعظم بھی رہی ہے۔ پولاد کا ایک لڑکا ابراہیم خانانِ بخارا کا جدِ امجد تھا اور دوسرا عرب شاہ خانانِ خوارزم کا۔ حکومت بخارا کا بانی محمد شیبانی تھا۔ جو ابراہیم کے پوتے ابوالخیر کا پوتا تھا۔ اس سلسلے کی بنیاد ۱۵۰۰ء میں ڈالی گئی تھی اور آج تک باقی ہے۔ ہاں اتنی تبدیلی ضرور ہوئی کہ روس نے ۱۸۶۸ء میں اس علاقے کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا اور اندرونی معاملات میں اسے آزادی دے دی۔

عرب شاہ (خانانِ خوارزم کا جدِ امجد) اگرچہ سیرا ردو کا خانِ اعظم نہیں بن سکا لیکن ہمارے پاس اس کا ایک سکہ موجود ہے جو توقتمش کے حملے سے پہلے دشت قبچاق میں تیار کیا گیا تھا۔

ایلبرس خاں عرب شاہ کی پانچویں پشت میں سے تھا جس نے محمد شیبانی کی وفات کے بعد تقریباً ۹۲۱ھ (۱۵۱۵ء) میں تمام ماوراء النہر کو فتح کر لیا تھا۔ اس کی اولاد خوانینِ خیوہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں خوارزم پر روسیوں نے قبضہ کر لیا۔ خوانین کا جو سلسلہ دولتِ تیموری کے اختتام کے بعد پیدا ہو گیا تھا، اس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بے جا نہیں ہو گا کہ جوجی کا ایک اور لڑکا قراکی جو قبایل پچنگ کا سردار تھا۔ روس کے جنوب میں دریائے بوگ کے ساحلی علاقے پہ متصرف تھا۔ یہ اُسی نوگا کا جدامجد ہے جو قبایل سیر اُردو کے معاملات پہ بڑی حد تک اثر انداز تھا۔ جب اُس کی جنگ توقتو کے ساتھ ہوئی تو اُس کے قبایل کو جو نوگا کے نام سے مشہور تھے، شکست ہوئی۔ یہ خود بھاگ کر دریائے والگا کے قریبی علاقوں میں آگیا اور روآنگا دیمبا کے درمیانی علاقے کو اپنی چھاؤنی بنالیا۔

اس شاخ کی پوری تاریخ ہمیں معلوم نہیں۔ بس اتنا ہی معلوم ہے کہ یہ لوگ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ہجرت کرتے رہتے تھے۔

۸۶۔ خاندانِ جغتائی

(ماوراءالنہر)

سنہ ۶۲۴ھ تا سنہ ۷۶۰ھ

(سنہ ۱۲۲۷ء تا سنہ ۱۳۵۸ء)

چنگیز کے تین بیٹوں یعنی اوگتا، تولی اور جوجی نے جن سلسلوں کی بنیاد ڈالی تھی، اُن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اب ہم اُن سلسلوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو جغتائی اور اس کی اولاد نے شروع کیے تھے۔ یہ سلسلے ماوراءالنہر (بخارا) کاشغر کے کچھ حصے، بلخ اور بدخشاں پہ حکومت کرتے رہے۔

خاندانِ جغتائی کی مفصل تاریخ ہمارے پاس موجود نہیں۔ صرف ان حملوں کے متعلق کچھ اطلاعات موجود ہیں جو اس خاندان نے ایران پہ کیے تھے یا اُن کی باہمی خانہ جنگیوں کے متعلق کچھ مواد ملتا ہے۔ فہرست ذیل

ہیں اوکتائے خاندان کے دو امیر بھی شامل ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ چغتائیوں کے ہاں اوکتائیوں کو کتنی اہمیت حاصل تھی۔

اس خاندان کے امراء کا شجرۂ نسب اور تواریخ جلوس وغیرہ مشکوک ہیں اور اس لیے مندرجہ ذیل فہرست محض ظنّی ہے:

ہجری	نام	عیسوی
۶۲۴	چغتائی	۱۲۲۷
۶۳۹	قراہولاگو	۱۲۴۲
۶۴۵	ییسو منگو	۱۲۴۷
۶۵۰	قراہولاگو (دوبارہ)	۱۲۵۲
۶۵۹	ارغنہ خاتون	۱۲۵۲
۶۶۴	الغو	۱۲۶۱
۶۶۴	مبارک شاہ	۱۲۶۶
۶۶۸	براق خان	۱۲۶۶
۶۷۰	نیک پائے	۱۲۷۰
۶۷۲ تقریباً	طغا تیمور	۱۲۷۲
۷۰۶	دوخان	۱۲۷۴ تقریباً
۷۰۸	کبوک خان	۱۳۰۶
۷۰۹	تالی کو	۱۳۰۸
۷۰۹	کپک خان	۱۳۰۹
۷۱۸ تقریباً	ییسون بوغا	۱۳۰۹
۷۲۱	کپک خان (دوبارہ)	۱۳۱۸

ہجری	نام	عیسوی
۷۲۱	ایلچیکدائے	۱۳۲۱
۷۲۱	دو تیمور	۱۳۲۱
۷۲۲	ترمشیریں	۱۳۲۲
۷۳۰ — ۷۳۴	سنجر؟	۱۳۳۰ — ۱۳۳۴
۷۳۴	جن گشائے	۱۳۳۴
تقریباً ۷۳۵	بوزون	۱۳۳۵ تقریباً
تقریباً ۷۳۹	ییسون تیمور	۱۳۳۹ تقریباً
تقریباً ۷۴۱	علی (ازاولوس اوگتائی)	۱۳۴۰ تقریباً
تقریباً ۷۴۳	محمد	۱۳۴۲ تقریباً
۷۴۴	غازان	۱۳۴۳
۷۴۷	دانشمندچہ (ازاولوس اوگتائی)	۱۳۴۶
۷۴۹ — ۷۶۰	بویان قلی	۱۳۴۸ — ۱۳۵۸

(۷۶۱ھ میں تغلق اور ۷۷۲ھ میں امیر تیمور کا تسلط)

باب دوازدہم

ایران

آٹھویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک
(چودھویں صدی عیسوی سے اُنیسویں صدی عیسوی تک)

۸۷ آلِ جلائر (عراق)

۸۸ آلِ مظفر (فارس)

۸۹ سربداران (خراسان)

۹۰ ملوک کرت (ہرات)

تیموریان (باب سیزدہم)

۹۱ قراقوین لو (آذربائیجان)

۹۲ آق قوین لو (آذربائیجان)

شاہانِ ایران:
- ۹۳۔ صفویہ
- ۹۴۔ افاغنہ
- ۹۵۔ افشاریہ
- ۹۶۔ زندیہ
- ۹۷۔ قاچاریہ

بابِ دوازدہم

ایران

آٹھویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک

(چودھویں صدی عیسوی سے اُنیسویں صدی عیسوی تک)

جب ایلخانیوں کا زوال شروع ہوا تو چند ایک ذی اثر مقامی رؤسائے کے دل میں ہوسِ اقتدار پیدا ہوئی۔ چنانچہ آلِ جلائر نے عراق اور آذربائیجان پہ قبضہ کرلیا اور آق قویون لو و قراقوین لو کے خروج تک ان ممالک پہ قابض رہے یہ ہر دو سلسلے ترکمانوں کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

مشرقی صوبوں پر آلِ مظفر کا قبضہ ہو گیا تھا۔ یہ خاندان مدت تک شیخ ابواسحاق اور خاندان اینجو کے باقی افراد کے خلاف جو اصفہان میں اقامت گزین تھے۔ برسرِ پیکار رہا۔ اسی طرح شمال مشرقی خراسان سربداروں اور ملوک کرت کے درمیان استخوان نزاع بنا رہا اور یہ جھگڑے اس وقت ختم ہوئے، جب امیر تیمور نے ۷۸۶ھ - ۷۹۶ھ (۱۳۸۴ء - ۱۳۹۴ء) کے حملوں میں ان علاقوں پہ قبضہ کر لیا اور ایک صدی تک اس کی اولاد خراسان و ہرات پہ حکمران رہی۔

دسویں صدی ہجری کے آغاز میں شاہ اسماعیل صفوی نے ان تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ جہاں تیموری، ترکمان اور دیگر چھوٹے چھوٹے خاندان حکومت کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد خراسان کا بھی الحاق کرلیا اور اس طرح ایک ایسی سلطنت قائم کی۔

جس کی حدود آج تک بعینہٖ قائم ہیں۔ ہاں اس سے انکار نہیں کہ بعض مغربی علاقے سلطنتِ ترکی کا حصہ بن چکے ہیں۔

۸۷۔ آلِ جلائر

(عراق وغیرہ)

۷۳۶ھ تا ۸۱۴ھ

(۱۳۳۶ء تا ۱۴۱۱ء)

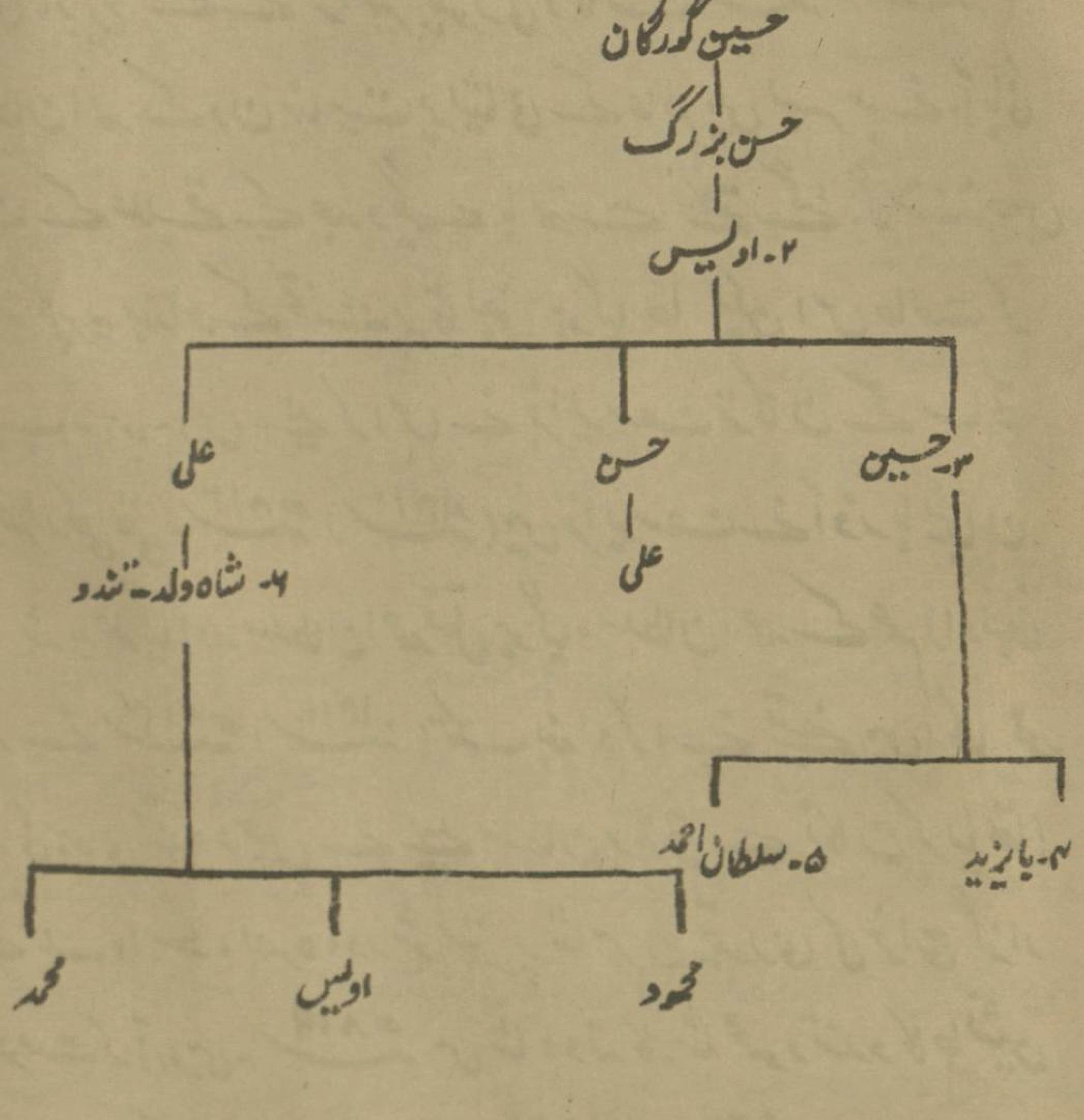
رؤسائے جلائر کو ایلکانی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے ابو سعید بہادر خان کی وفات کے بعد ایران پر قبضہ کر لیا تھا۔ جیسے کہ ہم صفحات گزشتہ میں بیان کر چکے ہیں۔ اس سلسلے کے بانی شیخ حسن بزرگ نے ایلخانیوں کے تخت کے لئے تین امیدوار پیدا کر دیے تھے۔ اس گڑبڑ سے فائدہ اٹھا کر عراق پہ قبضہ جما لیا اور بغداد کو اپنا پایۂ تخت بنا لیا تھا۔

اس کے بیٹے اویس نے جو ۷۵۷ھ (۱۳۵۶ء) میں باپ کا جانشین ہوا تھا۔ آذربائیجان اور تبریز شاہانِ ازبک سے چھین لیے۔ ۷۵۹ھ میں موصل اور ۷۶۶ھ میں دیار بکر پہ تسلط جما لیا۔ اس کا جانشین حسین تھا۔ جس نے آلِ مظفر اور ترکمانانِ قرہ قویون لو سے تعلقات بگاڑ لیے۔ یہ ترکمان اُن دنوں ارمینیہ اور جھیل وان کے جنوبی علاقے پر حکومت کر رہے تھے۔ ۷۷۹ھ میں حسین اور ترکمانوں میں صلح ہو گئی۔ جب ۷۸۴ھ (۱۳۸۲ء) میں حسین کی وفات ہو گئی تو اس کی سلطنت اس کے دو بیٹوں میں بٹ گئی۔ آذربائیجان اور عراق سلطان احمد کے حصے

میں آئے اور کردستان کا ایک حصہ صرف ایک سو برس کے لیے بایزید کو مل گیا۔ جب ۷۸۶ھ۔ ۷۸۸ھ (۱۳۸۴ء۔ ۱۳۸۷ء) کے درمیانی عرصے میں امیر تیمور نے شمالی ایران اور ارمنستان پہ قبضہ کر لیا۔ اور ۷۹۶ھ (۱۳۹۳ء) میں بغداد، الجزیرہ، دیار بکر اور وان کو ہتھیا لیا تو سلطان احمد بھاگ نکلا اور مصر کے مملوک بادشاہ برقوق کے ہاں پناہ لی۔ جب امیر تیمور واپس چلا گیا تو اسی بادشاہ کی مدد سے دوبارہ بغداد پہ قبضہ کر لیا۔

اس تاریخ سے لے کر امیر تیمور کی وفات (۸۰۷ھ = ۱۴۰۵ء) تک سلطان احمد کے دن نہایت پریشانی کے عالم میں بسر ہوئے۔ آبائی سلطنت کے علاقے یکے بعد دیگرے ہاتھ سے نکلتے گئے۔ گزشتہ میں ایک مرتبہ پھر یہ بغداد کے تخت پر قابض ہو گیا تھا لیکن اس حالت کو دوام نصیب نہ ہوا۔ اس لیے کہ اس نے قرا یوسف ترکمان کے ساتھ جنگ چھیڑ رکھی تھی۔ ۸۱۳ھ (۱۴۱۰ء) میں قرا یوسف نے آذربائیجان پہ ایک شدید حملہ کیا اور سلطان احمد قتل ہو گیا۔ سلطان احمد کے عم زاد بھائی شاہ ولد نے ۸۱۴ھ (۱۴۱۱ء) تک بغداد کو اپنے قبضے میں رکھا اور شاہ ولد کی بیوی تندو (جس نے پہلے سلطان برقوق سے نکاح کر لیا تھا) کچھ عرصے تک واسط، بصرہ اور شوستر پہ شاہرخ تیموری کی خراج گزار بن کر حکومت کرتی رہی۔ ۸۱۹ھ میں شاہ ولد کا بیٹا محمود تندو کا جانشین بن گیا اور اس کے دو بھائی اویس (۸۲۲ھ۔ ۸۲۹ھ) اور محمد نیز ایک اور رشتہ دار یعنی حسین اس حکومت میں شریک تھے۔ آخر امرا یے قرہ قویون لو نے اس سلسلے کو ختم کر دیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۷۳۶	شیخ حسن بزرگ	۱۳۳۶
۷۵۷	شیخ اویس	۱۳۵۶
۷۷۷	حسین	۱۳۷۴
۷۸۴-۷۸۵	بایزید (کردستان)	۱۳۸۲-۱۳۸۳
۷۸۴	سلطان احمد	۱۳۸۲
۸۱۳-۸۱۴	شاہ ولد	۱۴۱۰-۱۴۱۱



۸۸- آلِ مُظفّر

(فارس، کرمان اور کردستان وغیرہ)

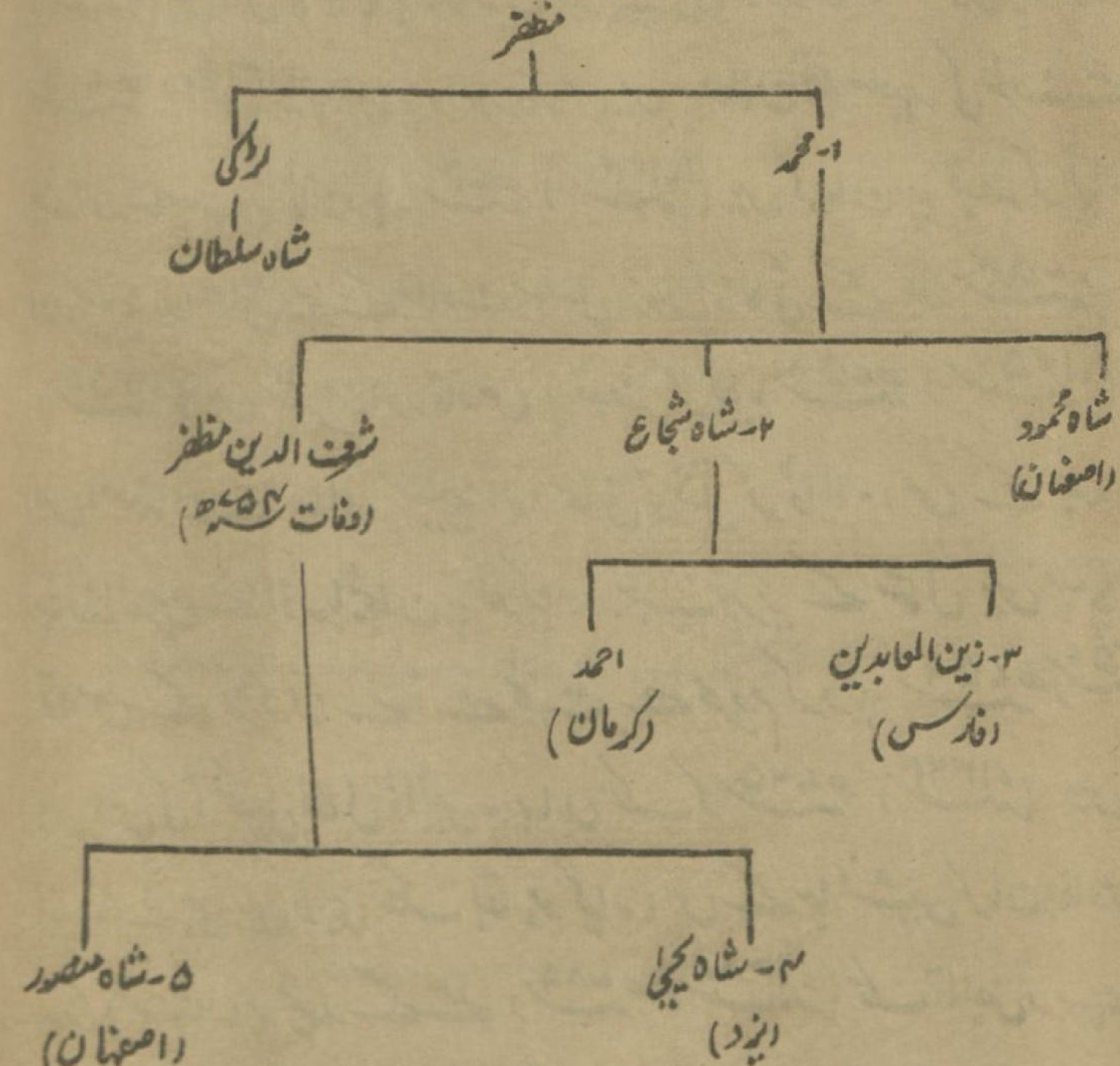
۷۱۳ھ تا ۷۹۵ھ

(۱۳۱۳ء تا ۱۳۹۳ء)

اس سلسلے کا بانی امیر مظفّر حاجی غیاث الدین خراسانی کے دخترزادوں میں سے تھا۔ اُس نے ایلخانی دربار میں چند ایک منصب حاصل کیے اور پھر مَیبد (اصفہان کے قریب کوئی مقام) کا حاکم مقرر ہو گیا۔ ۷۱۳ھ (۱۳۱۳ء) میں اس کا لڑکا مبارزالدین محمد مَیبد میں والد کا جانشین بنا اور ۷۱۹ھ (۱۳۱۹ء) میں یزد اور فارس میں سلطان ابوسعید کی طرف سے چند اور مناصب پہ فائز رہا۔ ۷۴۱ھ (۱۳۴۰ء) میں کرمان پہ قبضہ کر لیا۔ اور شیخ ابو اسحاق اینجو کے خلاف مسلسل زور آزمائی کے بعد ۷۵۴ھ (۱۳۵۳ء) میں شیراز اور فارس پہ قبضہ کر لیا۔ ۷۵۸ھ (۱۳۵۶ء) میں اصفہان لے لیا اور شیخ ابو اسحاق کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد مبارزالدین نے آذربائیجان پہ حملہ کیا اور جب تبریز کے شمال میں پہنچا تو اس کے لڑکوں نے اُسے تخت سے محروم کر دیا۔ ۷۵۹ھ (۱۳۵۷ء) میں اس کی آنکھیں نکال ڈالیں۔ یہاں تک کہ ۷۶۵ھ (۱۳۶۴ء) میں قید خانے ہی میں لاہی ملک بقا ہو گیا۔ اس کے جانشین کرمان، فارس اور کردستان پر تیمور کے حملے (۷۸۹ھ = ۱۳۸۷ء) تک قابض رہے۔

ایران کا مشہور شاعر حافظ شاہ شجاع مظفر کا درباری شاعر تھا۔

ہجری	نام	عیسوی
۷۱۳	مبارزالدین محمد بن مظفر	۱۳۱۳
۷۵۹	جلال الدین شاہ شجاع	۱۳۵۷
۷۸۶-۷۸۹	مجاہد الدین زین العابدین (اسے تیمور نے ملک سے نکال دیا تھا)	۱۳۸۴-۱۳۸۷
۷۸۹-۷۹۵	شاہ یحیٰ (یزد) سلطان احمد کے ہم عصر امرا کرمان میں شاہ منصور (اصفہان)	۱۳۸۷-۱۳۹۳



۸۹۔ سربداران

(خراسان)

۷۳۷ھ تا ۷۸۳ھ

(۱۳۳۷ء تا ۱۳۸۱ء)

عبدالرزاق خراسان کے ایک گاؤں باشتین کا رہنے والا تھا۔ کچھ مدت تک ابو سعید خاں کے دربار میں رہا۔ ۷۳۷ھ (۱۳۳۷ء) میں اپنے گاؤں والوں کو ساتھ ملا کر حاکم خراساں کے خلاف، جس کے مظالم ناقابلِ برداشت ہو چکے تھے، بغاوت کر دی۔ یہ لوگ اپنے آپ کو "سربہ دار" کہتے تھے اور ان کا نعرہ یہ تھا کہ یا تو دشمن کو لے مریں گے یا اپنا سر دار کے حوالے کر دیں گے۔ ان لوگوں نے کچھ عرصے کے بعد سبزوار اور گرد و نواح کے علاقوں پہ قبضہ کر لیا اور قریباً پچاس برس تک اس پہ مسلط رہے۔ اس عرصے میں بارہ امیر یکے بعد دیگرے تختِ امارت پہ بیٹھے۔ جن میں سے نو قتل ہو گئے۔

ہجری	نام	عیسوی
۷۳۷	عبدالرزاق بن فضل اللہ	۱۳۳۷
۷۳۸	وجیہ الدین مسعود	۱۳۳۸
۷۴۴	آے تیمور محمد	۱۳۴۴
۷۴۶	اسفند یار	۱۳۴۶
۷۴۷	فضل اللہ	۱۳۴۶
۷۴۸	شمس الدین علی	۱۳۴۷

ہجری	نام	عیسوی
٧٥٣	یحییٰ	١٣٥٢
٧٥٦	ظہیرالدین	١٣٥٥
٧٦٠	حیدر قصاب	١٣٥٩
٧٦٠	لطف اللہ	١٣٥٩
٧٦١	حسن دامغانی	١٣٦٠
٧٦٦-٧٨٣	علی موید	١٣٦٤-١٣٨١

(اس سلسلے کو تیمور نے ختم کیا)

٩٠- امرائے کرت

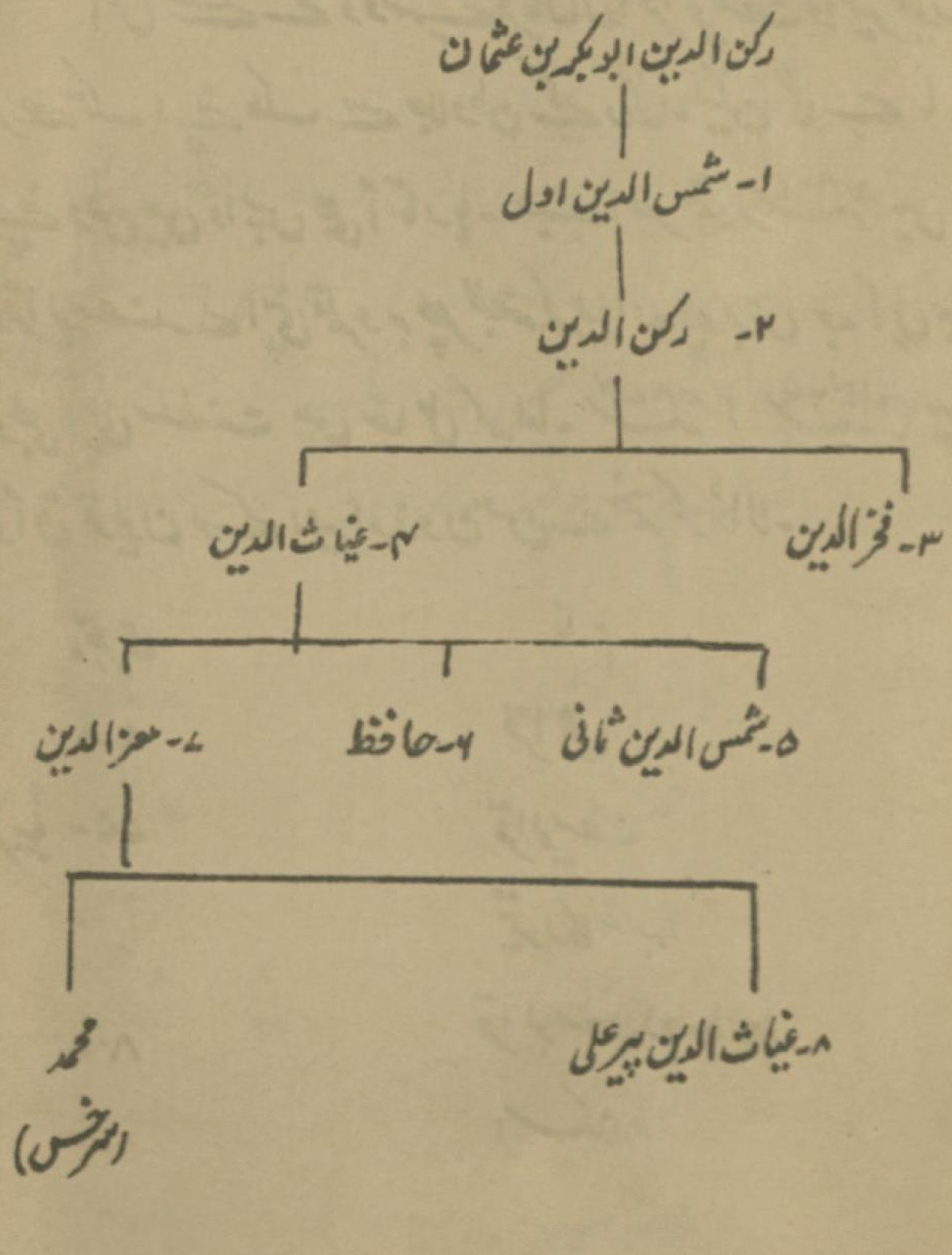
(ہرات)

سنہ ٦٤٣ھ تا سنہ ٧٩١ھ

(سنہ ١٢٤٥ء تا سنہ ١٣٨٩ء)

امرائے کرت غوریوں کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اس وقت سے ایران کے بعض علاقوں پہ حکومت کر رہے تھے جب مغل ایران میں داخل ہوئے تھے۔ جب مغلوں کا زوال شروع ہوا تو ان امراء نے خراساں میں اور زیادہ اقتدار حاصل کر لیا۔ سنہ ٧٨٣ھ (سنہ ١٣٨١ء) تک جب امیر تیمور نے ہرات پر قبضہ کیا تھا، یہ لوگ آزاد رہے۔ بعد میں تیمور کے ماتحت زندگی گزارتے رہے۔ آخر سنہ ٧٩١ھ (سنہ ١٣٨٩ء) میں بالکل مٹ گئے۔

ہجری	نام	عیسوی
۶۴۳	شمس الدین اول	۱۲۴۵
۶۷۷-۶۸۲	رکن الدین	۱۲۷۸-۱۲۸۳
۶۸۴	فخرالدین	۱۲۸۵
۷۰۸	غیاث الدین	۱۳۰۸
۷۲۹	شمس الدین ثانی	۱۳۲۸
۷۳۰	حافظ	۱۳۲۹
۷۳۲	معزالدین	۱۳۳۱
۷۷۲-۷۹۱	غیاث الدین پیر علی	۱۳۷۰-۱۳۸۹



۹۱۔ امرائے قرہ قویون لو

(آذربائیجان وغیرہ)

۷۸۰ھ تا ۸۷۴ھ

(۱۳۷۸ء تا ۱۴۶۹ء)

آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ترکمانوں کا ایک گروہ جو اپنے جھنڈے کے رنگ اور دیگر علامات کی وجہ سے اپنے آپ کو قرہ قویون لو (سیاہ گوسفندوں کے مالک) کہتا تھا۔ جھیل وان کے جنوبی علاقوں پہ قابض ہو گیا اور سلطان حسین جلائر کی مدد سے ایک سلسلہ حکومت کی بنیاد ڈال دی۔

اس سلسلے کے دوسرے فرمانروا قرا یوسف کو امیر تیمور نے کافی عرصے تک اپنے ملک سے جلاوطن کیے رکھا۔ لیکن گاہے ماہے وہ اپنے وطن میں واپس بھی آتا رہا۔ جب امیر تیمور ۸۰۷ھ میں فوت ہو گیا۔ تو قرا یوسف نے اپنی قلمرو پہ پھر قبضہ کر لیا اور چھ برس بعد آلِ جلائر کے علاقوں کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ۸۷۴ھ (۱۴۶۹ء) میں اس سلسلے کو آق قویون لو کے امیر اوزون حسن نے ختم کر ڈالا۔

ہجری	نام	عیسوی
۷۸۰	قرا محمد	۱۳۷۸
قریباً ۷۹۰	قرا یوسف	۱۳۸۸
۸۰۲	تیمور کا قبضہ	۱۴۰۰
۸۰۸	قرا یوسف (دوبارہ)	۱۴۰۵
۸۲۳	اسکندر	۱۴۲۰

ہجری	نام	عیسوی
۸۴۱	جہان شاہ	۱۴۳۷
۸۷۳-۸۷۲	حسن علی	۱۴۶۹-۱۴۶۷

(اس سلسلے کو امرائے قریون لو نے ختم کیا)

۹۲- امرائے آق قویون لو

(آذربائیجان وغیرہ)

۷۸۰ھ تا ۹۰۸ھ

(۱۳۷۸ء تا ۱۵۰۲ء)

یہ امراء آذربائیجان اور دیاربکر میں قرہ قویون لو کے مدِمقابل تھے اس سلسلے نے ایک سو تیس برس تک حکومت کی لیکن کسی سے شکست نہیں کھائی۔ اسمٰعیل صفوی پہلا حملہ آور تھا جس نے جنگِ شرور ۹۰۷ھ (۱۵۰۲ء) میں اس کو شکست دی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

۷۸۰	قرایلق عثمان	۱۳۷۸
۸۰۹	حمزہ	۱۴۰۶
۸۴۸	جہانگیر	۱۴۴۴
۸۷۱	اوزون حسن	۱۴۶۶
۸۸۳	خلیل	۱۴۷۸
۸۸۴	یعقوب	۱۴۷۹

ہجری	نام	عیسوی
۸۹۶	بائیسنقر	۱۴۹۰
۸۹۷	رستم	۱۴۹۱
۹۰۲	احمد	۱۴۹۶
۹۰۳	مراد	۱۴۹۷
۹۰۵	الوند	۱۴۹۹
۹۰۶	محمد	۱۵۰۰
۹۰۷-۹۰۸	مراد (دوبارہ)	۱۵۰۱-۱۵۰۲

(اس سلسلے کو صفویہ نے ختم کر ڈالا)

۹۳-۹۷۔ شاہانِ ایران

۹۰۷ھ تا ۱۳۴۴ھ

(۱۵۰۲ء تا ۱۹۲۵ء)

ایرانی بادشاہوں کے پانچ سلسلے تھے۔ جن کا حسب ونسب جُدا جُدا تھا یعنی صفویہ، افاغنہ، افشاریہ، زندیہ اور قاچاریہ۔ صفویوں کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ عربی النسل ہیں اور امام موسیٰ کاظم (وفات ۱۸۳ھ ۔ ساتویں امام) کی اولاد ہیں۔ اس خاندان کے بعض بزرگ تقدس میں کافی شہرت کے مالک تھے۔ ان میں سے ایک شیخ صفی الدین اردبیلی ہیں۔ جن کے نام کی مناسبت سے اُن کی اولاد صفویہ کہلاتی تھی۔

شیخ صفی الدین سے چار پشت بعد اُن کا ایک پوتا حیدر نامی پیرومرشد ہونے کے علاوہ جنگجوئی میں بھی خاصی شہرت کا مالک تھا۔

اس نے اوزون حسن (آق قویون لو) کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اس کا تیسرا لڑکا اسمٰعیل صفوی والد کے ارادوں کو پورا کرنے کے لیے ایک خاصی فوج لے کر روانہ ہوا۔ پہلے شروان کو فتح کیا۔ شرور کے مقام پر ۹۰۷ھ (۱۵۰۲ء) کے موسم بہار میں ترکمانوں کو شکست دی۔ تبریز کو پایۂ تخت قرار دیا اور پھر ایران کے باقی علاقوں کو فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔

تیموری امرا اور باقی چھوٹے خاندان سب اس کے مطیع ہو گئے اور صرف چند سال کے عرصے میں اس نے پہلے خراسان اور پھر ہرات پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد جنوبی ایران پہ اپنا تسلط جمایا اور اس طرح اپنی قلمرو کی سرحدیں ایک طرف جیحوں سے خلیج فارس تک اور دوسری طرف فرات سے افغانستان تک وسیع کر لیں۔

چونکہ سلطنت صفویہ کی سرحدیں قلمرو عثمانی سے مل گئی تھیں شیعہ سنی کا اختلاف بہت بڑھ گیا تھا اور شیعہ مذہب کے مبلغ کافی تعداد میں قلمرو عثمانیہ میں داخل ہو چکے تھے اس لیے صفویوں اور عثمانیوں کی کشیدگی جنگ تک پہنچ گئی۔ سلطان سلیم خاں اول ایشیائے صغیر میں چالیس ہزار شیعوں کو گرفتار اور قتل کرنے کے بعد شاہ اسمٰعیل کے مقابلہ میں آیا۔ ترکی فوج میں ۸۰ ہزار سوار اور ۴۰ ہزار پیادے تھے۔ یہ لڑائی جنگ چالدران ۹۲۰ھ (۱۵۱۴ء) کے نام سے مشہور ہے۔ سنان پاشا (ترکی سپہ سالار) کی ہشیاری اور ینی چری فوج کی شجاعت کی بدولت شاہ اسمٰعیل کو شکست ہوئی۔ سلطان سلیم تبریز میں داخل ہو گیا۔ دیار بکر اور چند گرد و نواحی علاقوں کے الحاق کے بعد ایران میں آگے بڑھنے کا ارادہ ترک کر دیا اور مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ لیکن ایرانیوں اور عثمانیوں کی لڑائیاں بعد میں بھی جاری رہیں۔

گرجستان اور ارمنستان کے صوبے کئی مرتبہ اِس ہاتھ سے اُس ہاتھ گئے اور ۱۰۴۸ھ (۱۶۳۸ء) میں سلطان مراد رابع نے عراق کو قلمرو عثمانیہ میں شامل کرلیا۔

ایران کی شمالی سرحدوں پر ازبکوں کے حملے جاری تھے اور افغانستان کا یہ حال تھا کہ کبھی ایران کا حصہ بن جاتا تھا اور کبھی ہندوستان کا۔ ۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ء) میں احمد خاں دُرّانی نے افغانستان پر مستقل قبضہ کرلیا بابر جو ہندوستان میں مغل سلطنت کا بانی تھا، شاہ اسمٰعیل کا حلیف تھا۔ اس لیے کہ بابر کا لڑکا ہمایوں شاہ طہماسپ کی امداد سے حکومت ہند حاصل کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

فرماں روایانِ صفوی میں سب سے مشہور شاہ عباس (۹۸۵ھ - ۱۰۳۸ھ (۱۵۸۷ء - ۱۶۲۹ء) ہے۔ جس نے سر انتھونی شرلے Sir Anthony Shirley کی مدد سے ایران کے چند مغربی صوبے عثمانیوں سے واپس لے لیے تھے۔ عباس کا دورِ حکومت علوم و فنون، ترقیاتِ داخلی اور بہترین سیاست خارجی کا زمانہ تھا۔ سلطان سلیمان خانِ اعظم۔ اکبر بادشاہ اور ملکہ الزبتھ اس کے ہم عصر تھے۔ یکایک حالات کچھ ایسے پیدا ہو گئے۔ مثلاً محمود افغان کا ایران پر حملہ۔ ہرات اور مشہد کا فتح ہونا۔ شاہ سلطان حسین کی شکست ۱۱۳۵ھ (۱۷۲۲ء) میں اصفہان کا ہاتھ سے نکل جانا اور کئی ماہ تک پایۂ تخت کا محاصرہ رہنا کہ دولت صفویہ ختم ہو گئی۔ گو اس خاندان کے بعض افراد بعض صوبوں اور خصوصاً مازندران میں

---

[1] سر انتھونی کو شاہ عباس نے ایرانی فوج کی تنظیم و تربیت پر مقرر کیا تھا۔

کچھ عرصہ کے لیے برسرِ اقتدار رہے لیکن مسلسل دس برس تک ہر طرف بد نظمی رہی۔ روسیوں اور ترکوں نے کئی علاقے دبوچ لیے اور آخر کار نادر شاہ افشار نے اس بہانے پر کہ وہ خاندانِ صفویہ کو حکومت واپس دلانا چاہتا ہے۔ عنانِ اقتدار خود سنبھال لی اور ۱۱۴۸ھ (۱۷۳۶ء) میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

نادر شاہ نے نہ صرف مملکت ایران کی حدود کو آخری نقاط تک وسیع کر لیا۔ بلکہ افغانستان پر بھی قبضہ جما لیا۔ ۱۱۴۹ھ میں کابل اور قندھار فتح کیے۔ پھر لاہور کا رُخ کیا۔ ۱۱۵۱ھ (۱۷۳۸ء) کے موسم بہار میں دہلی کو تباہ کیا اور آخر شہنشاہ ہند سے صلح کرنے کے بعد دریائے اٹک کو اپنی سرحد مقرر کیا۔ اس کی سلطنت کی شمال مغربی سرحد قفقاز تھی۔

خاندانِ افشار کے صرف چار بادشاہ تھے۔ آخر میں گڑبڑ پھیل گئی آزاد خان افغان نے آذربائیجان۔ علی مردان خان بختیاری نے اصفہان محمد حسن خان قاچاری نے استراباد پر قبضہ کر لیا۔ نیز کریم خان زندی نے شاہرخ افشاری پر تاج و تخت لینے کے لیے حملہ کر دیا۔

زندی خاندان خراسان کے بغیر باقی سارے ایران پر ۱۱۶۳ھ (۱۷۵۰ء) سے لے کر ۱۱۹۳ھ (۱۷۷۹ء) تک حکومت کرتا رہا اور خراسان پر شاہرخ کی جو بوڑھا ہونے کے علاوہ اندھا بھی تھا حکومت رہی۔

کریم خان کی وفات کے بعد آغا محمد خان قاچاری اور زندی شاہزادوں کے درمیان قریباً بارہ برس تک لڑائی جاری رہی۔ آخر قاچاری جیت گئے اور قریباً ڈیڑھ سو برس تک حکومت کرتے رہے۔

۹۳۔ صفوی

ہجری	نام	عیسوی
۹۰۷	اسماعیل اوّل	۱۵۰۲
۹۳۰	طہماسپ اوّل	۱۵۲۴
۹۸۴	اسماعیل ثانی	۱۵۷۶
۹۸۵	محمد خدا بندہ	۱۵۷۸
۹۸۵	عباس اوّل	۱۵۸۷
۱۰۳۸	صفی اوّل	۱۶۲۹
۱۰۵۲	عباس ثانی	۱۶۴۲
۱۰۷۷	سلیمان اوّل	۱۶۶۷
۱۱۰۵	حسین اوّل	۱۶۹۴
۱۱۳۵	طہماسپ ثانی	۱۷۲۲
۱۱۴۴—۱۱۴۸	عباس ثالث	۱۷۳۱—۱۷۳۶

۹۴۔ افاغنہ

ہجری	نام	عیسوی
۱۱۳۵	محمود	۱۷۲۲
۱۱۳۷—۱۱۴۲	اشرف	۱۷۲۵—۱۷۲۹

۹۵۔ افشاریہ

ہجری	نام	عیسوی
۱۱۴۸	نادر	۱۷۳۶

ہجری	نام	عیسوی
۱۱۶۰	عادل	۱۷۴۷
۱۱۶۰	ابراہیم	۱۷۴۷
۱۱۶۱—۱۲۱۰	شاہرخ	۱۷۴۸—۱۷۹۶

۹۶- زندیہ

۱۱۶۳	کریم خاں	۱۷۵۰
۱۱۹۳	ابوالفتح	۱۷۷۹
۱۱۹۳	علی مراد	۱۷۷۹
۱۱۹۳	محمد علی	۱۷۷۹
۱۱۹۳	صادق	۱۷۷۹
۱۱۹۶	علی مراد (دوبارہ)	۱۷۸۲
۱۱۹۹	جعفر	۱۷۸۵
۱۲۰۳—۱۲۰۹	لطف علی	۱۷۸۹—۱۷۹۴

۹۷- قاچاریہ

۱۱۹۳	آقا محمد خاں	۱۷۷۹
۱۲۱۱	فتح علی شاہ	۱۷۹۷
۱۲۵۰	محمد شاہ	۱۸۳۴
۱۲۶۴	ناصر الدین شاہ	۱۸۴۸
۱۳۱۴	مظفر الدین شاہ	۱۸۹۶

۱۳۲۴	محمد علی شاہ	۱۹۰۶
۱۳۲۶—۱۳۴۴	احمد شاہ[1]	۱۹۰۸—۱۹۲۵

صفویہ

۱۔ اسماعیل اولؒ

۲۔ طہماسپ اولؒ

۳۔ اسماعیل ثانی — ۴۔ محمد خدا بندہ — حیدر

حمزہ — ۵ عباس اول

صفی مرزا

۶۔ شاہ صفی

۷۔ عباس ثانی

۸۔ سلیمان

۹۔ شاہ سلطان حسین

۱۰۔ طہماسپ ثانی — سامی — بیٹی — بیٹی = رضا قلی افشاریہ کی زوجہ

اسماعیل ثالث — شاہ رخ

۱۱۔ عباس ثالث — حسین

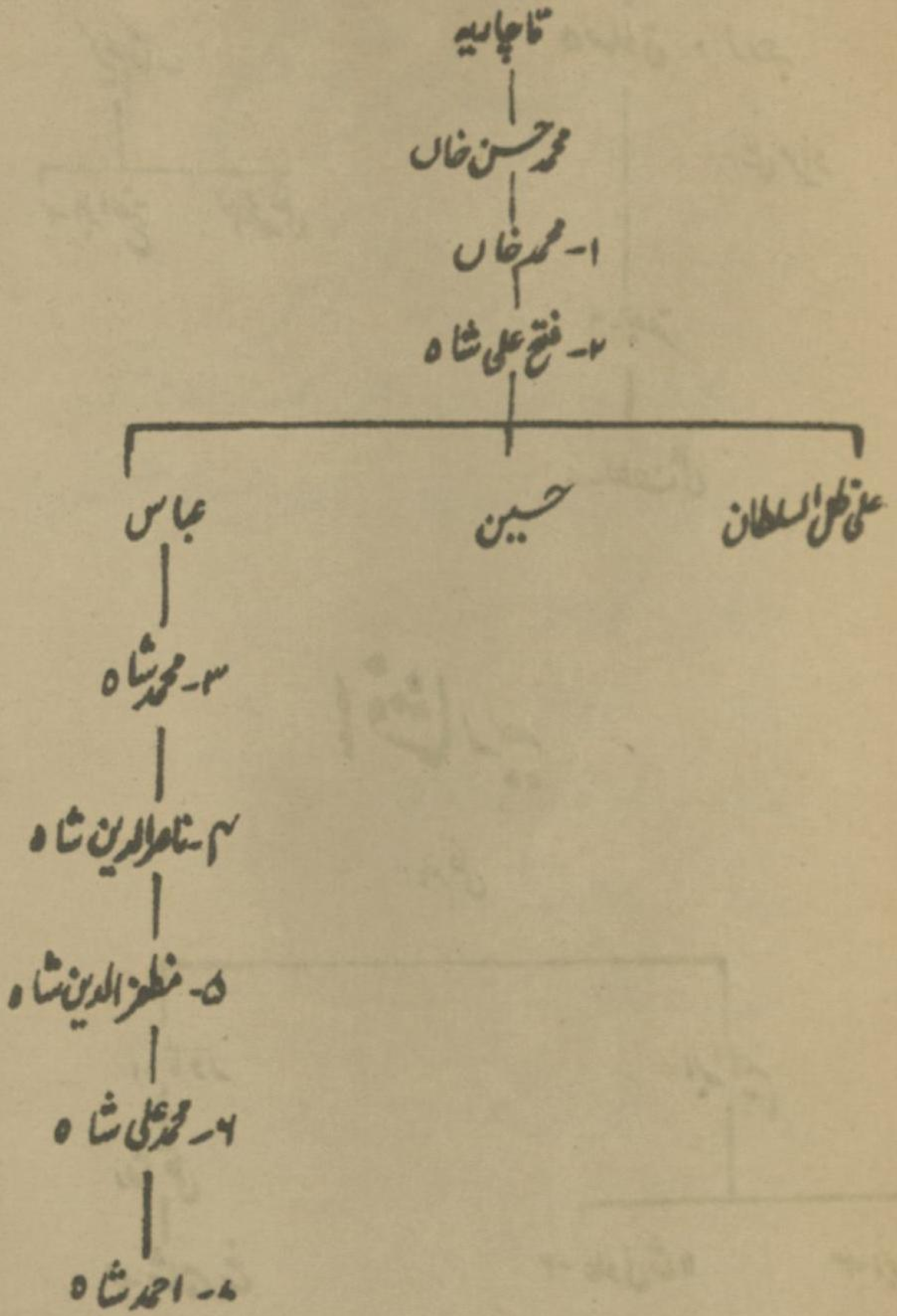
محمد مرزا

---

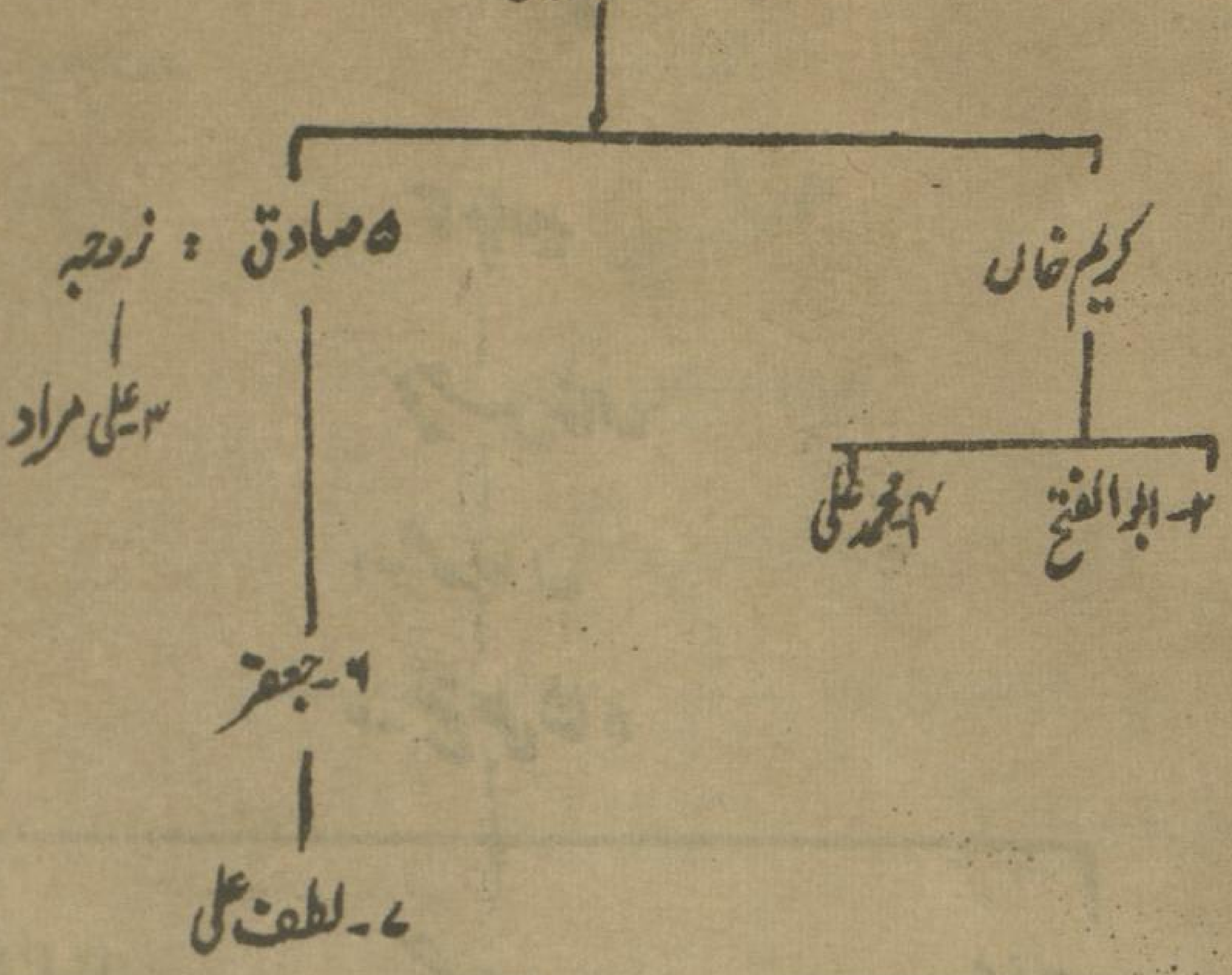
[1] احمد شاہ ایک عیاش اور نااہل فرمانروا تھا۔ چنانچہ محمد رضا شاہ پہلوی نے (جو ایک فوجی سردار تھے) فوج کو ساتھ ملا کر طہران پہ قبضہ کر لیا اور احمد شاہ کو معزول کر دیا۔

۱۳۴۴	محمد رضا شاہ پہلوی	۱۹۲۵
۱۳۶۰	محمد شاپور	۱۹۴۱ محمد شاپور رضا شاہ کی سلطنت جاری ہے (مترجم)

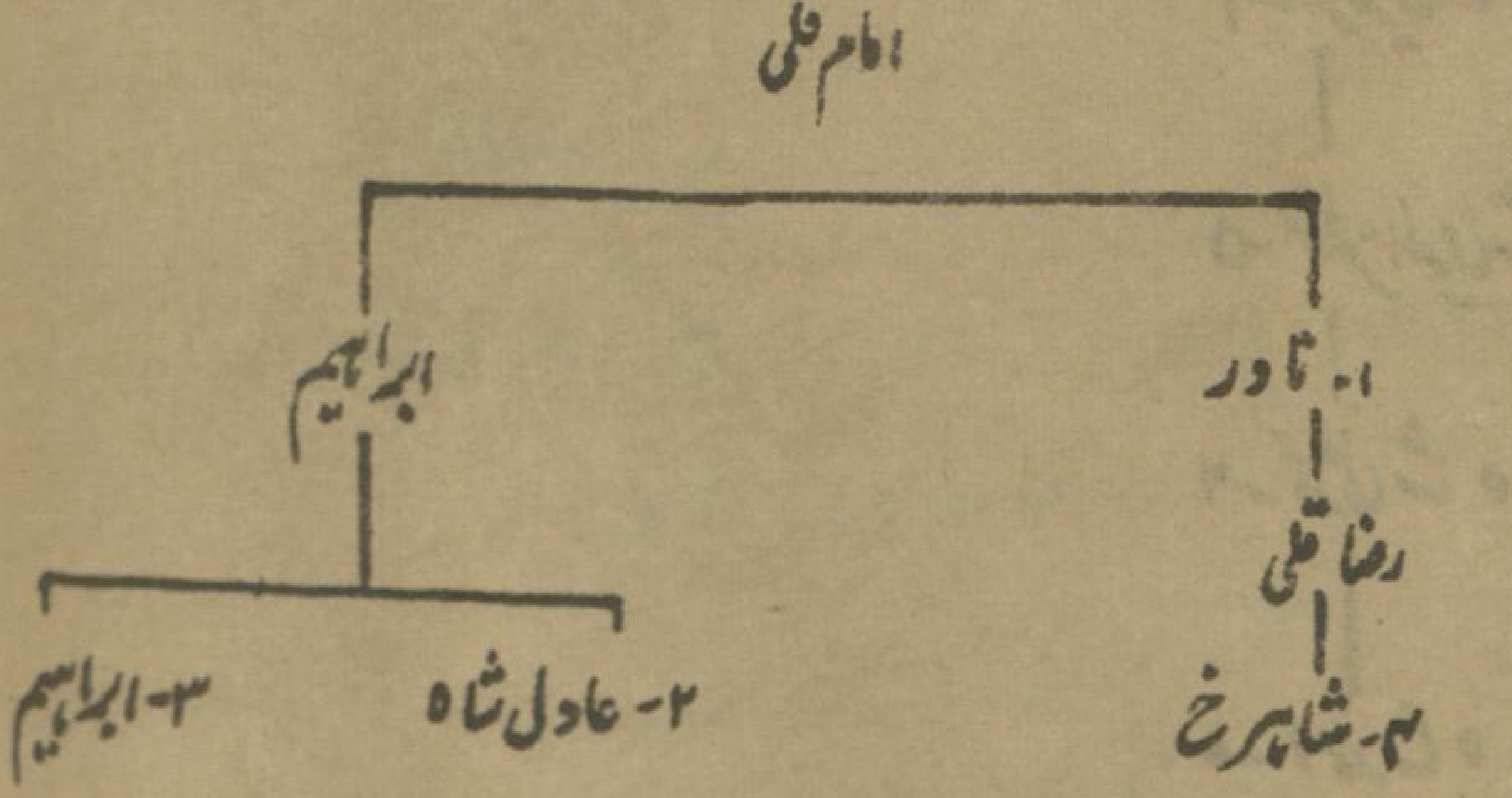
قاچاریہ


قاچاریہ
محمد حسن خاں
۱- محمد خاں
۲- فتح علی شاہ
علی ظل السلطان
حسین
عباس
۳- محمد شاہ
۴- ناصر الدین شاہ
۵- مظفر الدین شاہ
۶- محمد علی شاہ
۷- احمد شاہ

زندیہ



افشاریہ



باب سیزدہم

ماوراءالنہر

آٹھویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک

(چودھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

باب سیزدہم

ماوراء النہر

آٹھویں صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک

(چودھویں صدی عیسوی سے اُنیسویں صدی عیسوی تک)

۹۸- تیموری

سنہ ۷۷۱ھ تا سنہ ۹۰۶ھ

(سنہ ۱۳۶۹ء تا سنہ ۱۵۰۰ء)

امیر تیمور یا تیمور لنگ - جسے انگریز Tamerlane - کہتے ہیں ، کا سلسلۂ نسب چنگیز سے جا ملتا ہے - تیمور کے اجداد میں سے ایک فرد جغتائی بن چنگیز (امیر ماوراء النہر) کے ہاں وزیر تھا۔

تیمور سنہ ۷۳۶ھ (سنہ ۱۳۳۵ء) میں پیدا ہوا۔ بڑا ہوا تو طغا تیمور نے اُسے حاکم کش بنا دیا۔ کچھ عرصے تک سیور غتمش خاں (ایک جغتائی فرمانروا) کا وزیر بھی رہا۔ سنہ ۷۷۱ھ (سنہ ۱۳۶۹ء) سے ذرا پہلے تیمور نے اپنے آقا سیور غتمش کو تمام اختیارات سے محروم کر دیا۔ ہر چند کہ سیور غتمش اور اس کا بیٹا محمود سنہ ۸۰۰ھ (سنہ ۱۳۹۷ء) تک فرمانروا رہے لیکن حکومت کے تمام اختیارات تیمور کے ہاتھ میں تھے۔

سنہ ۷۸۲ھ (سنہ ۱۳۸۰ء) میں امیر تیمور نے ایران پر چڑھائی شروع کی اور صرف سات سال کی مدت میں خراسان ، جرجان ، مازندران ، سیستان ، افغانستان

فارس، آذربائیجان اور کردستان کو فتح کر لیا۔ جب قپچاق کے بادشاہ توقتمش نے ماوراءالنہر پہ حملہ کیا تو امیر تیمور ۷۹۱ھ (۱۳۸۹ء) میں اپنے پایۂ تخت کی طرف لوٹ آنے پہ مجبور ہو گیا۔ ۷۹۳ھ (۱۳۹۱ء) میں توقتمش کو سخت شکست دی اور جب چار سال بعد توقتمش نے دوبارہ حملہ کیا تو اسے پھر شکست دی۔

۷۹۵ھ (۱۳۹۳ء) میں تیمور نے آلِ جلائر سے بغداد چھین لیا اور الجزیرہ پہ قبضہ کر لیا۔ ۸۰۰ھ میں ہندوستان پہ حملہ کیا اور ۸۰۱ھ میں دہلی اور کشمیر کو فتح کر لیا۔ امیر تیمور کی مغربی مہم جو ۸۰۲ھ (۱۴۰۰ء) میں شروع ہوئی تھی، اس کی آخری اور سب سے بڑی مہم تھی۔ اسی سال یہ فاتح گورگانی اناطولیہ میں داخل ہوا۔ سیواس اور ملاطیہ کو فتح کرنے کے بعد عثمانیوں کو انقرہ میں ایک زبردست شکست دی۔ سلطان بایزید خان کو قید کر لیا۔ ایشیائے صغیر کے چھوٹے چھوٹے سلسلوں کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ حلب، دمشق وغیرہ یعنی سارے شام سے ممالیک مصر کو نکال کر خود مالک بن بیٹھا۔ جب ۸۰۷ھ (۱۴۰۵ء) میں تیمور چین کو مسخر کرنے کے ارادے باندھ رہا تھا تو فرشتۂ اجل نے اُسے آلیا اور موضع اترار میں ستر برس کی عمر میں اس دنیا سے چل بسا۔

تیموری فتوحات کی بدولت ماوراءالنہر کو ایک بے مثال اہمیت حاصل ہو گئی تھی اور سمرقند ایک ایسی عظیم الشان سلطنت کا پایۂ تخت بن گیا تھا جو دہلی سے دمشق اور بحیرۂ خوارزم (یورال) سے خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی۔

چونکہ یہ فتوحات فوری اور ناگہانی حملوں کا نتیجہ تھیں۔ اس لیے

انھیں بقا حاصل نہ ہوئی۔ چنانچہ بعض ممالک حملوں کے بعد فوراً سنبھل گئے تھے۔ بایں ہمہ ایران کا ایک بہت بڑا حصہ، افغانستان اور ماوراء النہر تموری سلطنت میں شامل رہے۔

چونکہ تیموری حملوں نے امرائے کرت، آلِ مظفر اور آلِ جلائر کو ختم کر دیا تھا اور ترک اناطولیہ کے صوبے میں محصور ہو کر رہ گئے تھے اور کوہ ہندوکش سے لے کر بحیرۂ روم تک کوئی باقاعدہ سلطنت باقی نہیں رہی تھی۔ اس لیے ہر طرف بدنظمی کا دور دورہ تھا۔ جونہی تیمور کی وفات ہوئی تو ترک اور آلِ جلائر اپنے علاقوں کو واپس لینے کے لیے اُٹھ پڑے اور بڑی حد تک کامیاب ہو گئے۔ آلِ تیمور کے پاس صرف شمالی ایران باقی رہ گیا جس پر یہ لوگ قریباً ایک صدی تک حکومت کرتے رہے اور صفویہ کی ابھرتی ہوئی طاقت کا بھی کچھ دیر تک مقابلہ کرتے رہے۔

جب دسویں صدی ہجری میں آلِ شیبان (از نسل چنگیز) نے تیموری پایۂ تخت پہ قبضہ کر لیا تو تیموری قلمرو صرف بخارا تک محدود ہو چکی تھی۔ آنے والے جدول میں تیمور کے اُن بیٹوں کا ذکر کیا گیا ہے جو تیموری سلطنت کی تقسیم کی خاطر ایک دوسرے سے لڑتے رہے اور یہی خانہ جنگی آخر اُن کی تباہی کا سبب بنی۔

تیمور کا بیٹا شاہ رُخ قدرے عقلمند تھا۔ اس نے اپنے خاندانی جھگڑوں کو کچھ دیر تک دبائے رکھا اور سلطنت کی وحدت کو قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن جب ۸۵۰ھ (۱۴۴۷ء) میں اس کی وفات ہوئی تو اس کی قلمرو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئی اور آخر کار امرائے شیبانی

وصفوی نے ان ٹکڑوں کو اپنی سلطنتوں میں شامل کر لیا۔ اس افتاد کے باوجود آلِ تیمور پوری طرح ختم نہ ہوئی بلکہ بابر نے ہندوستان میں ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈال دی جو قریباً ساڑھے تین سو برس جاری رہی اور جسے یورپ میں سلطنت مغولِ اعظم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

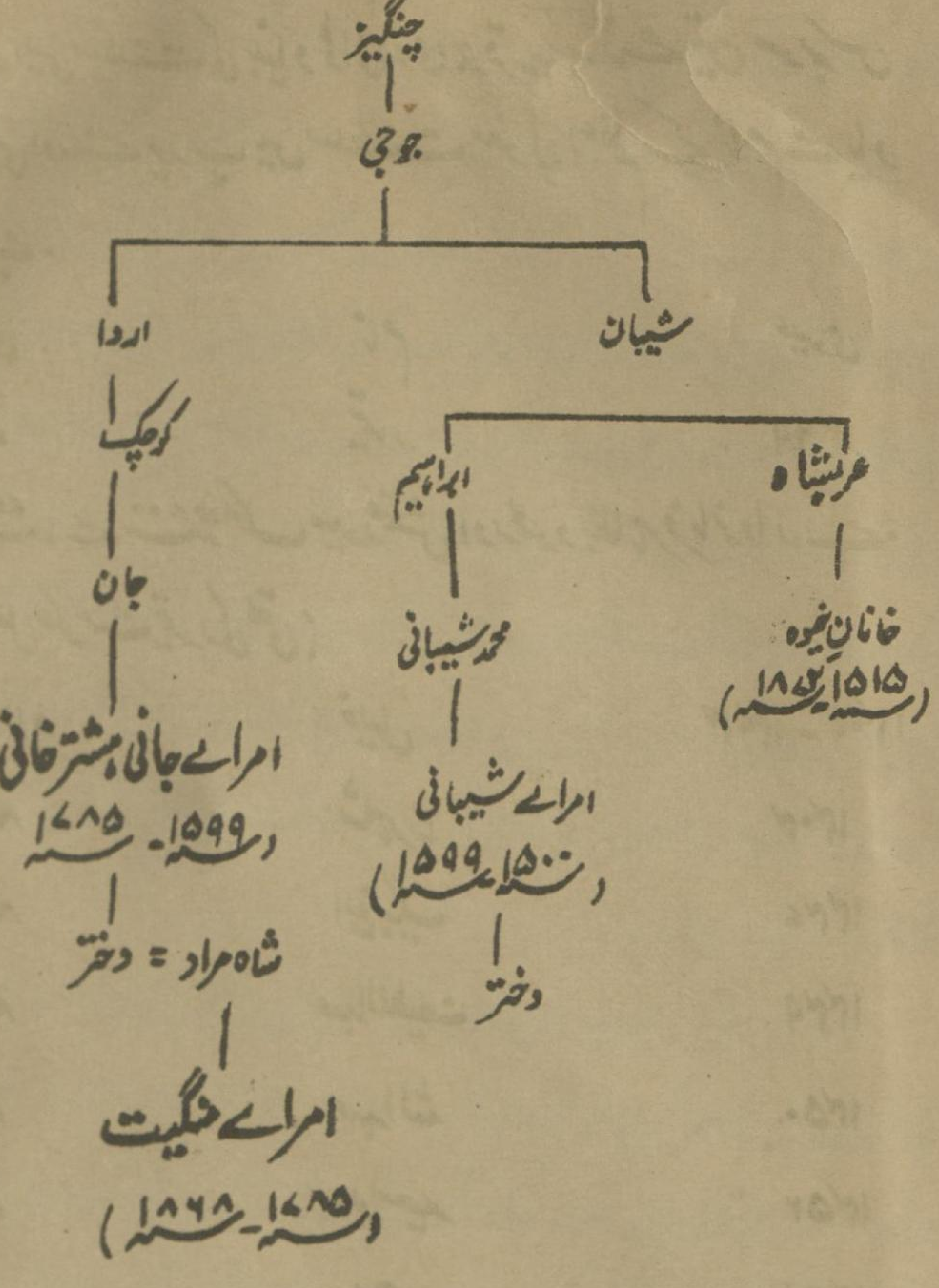
ہجری	نام	عیسوی
۷۷۱	تیمور	۱۳۶۹

(۷۷۱ھ سے ۸۰۰ھ تک سیورغتمش اور محمود بظاہر فرمانروا رہے۔ لیکن دراصل حکومت تیمور کی تھی)

ہجری	نام	عیسوی
۸۰۷–۸۱۲	خلیل	۱۴۰۴–۱۴۰۹
۸۰۷	شاہرخ	۱۴۰۴
۸۵۰	الغ بیگ	۱۴۴۷
۸۵۳	عبداللطیف	۱۴۴۹
۸۵۴	عبداللہ	۱۴۵۰
۸۵۵	ابوسعید	۱۴۵۲
۸۷۲	احمد	۱۴۶۷
۸۹۹	محمود	۱۴۹۳
۹۰۰–۹۰۶	دورۂ بدنظمی	۱۴۹۴–۱۵۰۰

(اس سلسلے کو امرائے شیبانی نے ختم کیا)

جدول جس سے خوانینِ ماوراءالنہر کا باہمی تعلق معلوم ہو سکتا ہے۔



۹۹۔ امرائے شیبانی

(۹۰۶ھ تا ۱۰۰۷ھ)

(۱۵۰۰ء تا ۱۵۹۹ء)

جب سلسلۂ تیموری کے آخری فرماں روا محمود کے تین لڑکے باقیماندہ سلطنت کی تقسیم پہ جھگڑ رہے تھے تو اس وقت ایک نیا خاندان برسر اقتدار آگیا تھا۔ جس نے ماوراء النہر کے چھوٹے چھوٹے امیروں کو مٹا کر ایک طاقت ور سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔ یہ لوگ ازبک کہلاتے تھے۔ جنھوں نے چنگیزی خاندان کے ایک قابل اور آخری سپہ سالار یعنی محمود شیبانی کو اپنا سردار بنا کر یہ سلسلہ شروع کیا تھا۔

شیبانی خاندان کے آباؤ اجداد کا ذکر ہم پیشتر کر چکے ہیں۔ یہ لوگ پہلے سائبیریا میں مقیم تھے اور ٹیومین Tiumene کے علاقے پر حکومت کیا کرتے تھے۔ ان کا ایک گروہ محمود شیبانی کی قیادت میں ماوراء النہر کی طرف بڑھا جہاں بچے کھچے تیموری امرا کا خاتمہ کرنے کے بعد اپنی حکومت کی بنیاد ڈال دی۔ بخارا اور خیوہ کے خوانین بھی اسی سلسلے سے تعلق رکھتے تھے۔ آخر کار روس نے ان تمام خاندانوں کو یکے بعد دیگرے مٹا ڈالا۔

ماوراء النہر میں ازبکوں کی کئی شاخیں تھیں۔ اول۔ امرائے شیبانی جو دسویں صدی ہجری کے آغاز سے انتہا تک اس خطے پہ حکومت کرتے رہے۔ اسی خاندان کی ایک شاخ یعنی امرائے خوارزم نے خیوہ پہ علیحدہ حکومت قائم کر لی تھی اور سلاطین صفویہ نے شیبانیوں سے خراسان چھین لیا تھا۔ دوم۔ امرائے جانی جنھیں ہشترخانی بھی کہا جاتا ہے۔ آلِ شیبان سے

ایک ناطہ کی وجہ سے منسلک تھے۔ یہ لوگ گیارھویں صدی میں ماوراءُ النہر کے ایک حصّے پر حکومت کرتے رہے۔ سوم۔ امرائے منگیت جنھوں نے بخارا پہ قبضہ کر لیا تھا۔ سلطنتِ بخارا کے زوال کے اسباب یہ تھے: اوّل خوقند میں ایک نیا سلسلہ قائم ہو گیا تھا جس نے بخارا کو کمزور کر دیا تھا۔ دوم تاشقند اور اوراتپہ نے علم آزادی بلند کر دیا تھا۔ سوم۔ افغانستان میں درانیوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔

بالآخر ۱۸۶۸ء اور ۱۸۷۲ء کے درمیانی عرصے میں بخارا، خیوہ اور خوقند سب پر روسی قبضہ ہو گیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۹۰۶	محمد شیبانی	۱۵۰۰
۹۱۶	کوچکونجی	۱۵۱۰
۹۳۷	ابوسعید	۱۵۳۰
۹۴۰	عبیداللہ	۱۵۳۳
۹۴۶	عبداللہ اوّل	۱۵۳۹
۹۴۷	عبداللطیف	۱۵۴۰
۹۵۹	نوروز احمد	۱۵۵۱
۹۶۳	پیر محمد اوّل	۱۵۵۵
۹۶۸	اسکندر	۱۵۶۰
۹۹۱	عبداللہ ثانی	۱۵۸۳
۱۰۰۶	عبدالمومن	۱۵۹۸
۱۰۰۷	پیر محمد ثانی	۱۵۹۹

(اس سلسلے کو امراے ہشترخانی نے ختم کیا)

امراے شیبانی کا پایۂ تخت سمرقند تھا۔ اس وقت بخارا میں بھی ایک طاقت ور حکومت قائم تھی۔ کئی مرتبہ فرمانروا ے بخارا نے سارے ماوراءالنہر کو زیرِ نگین کیا۔ سمرقند کے ماتحت بخارا کو وہی اقتدار حاصل تھا جو استراخانیوں کے نیچے بلخ کو۔

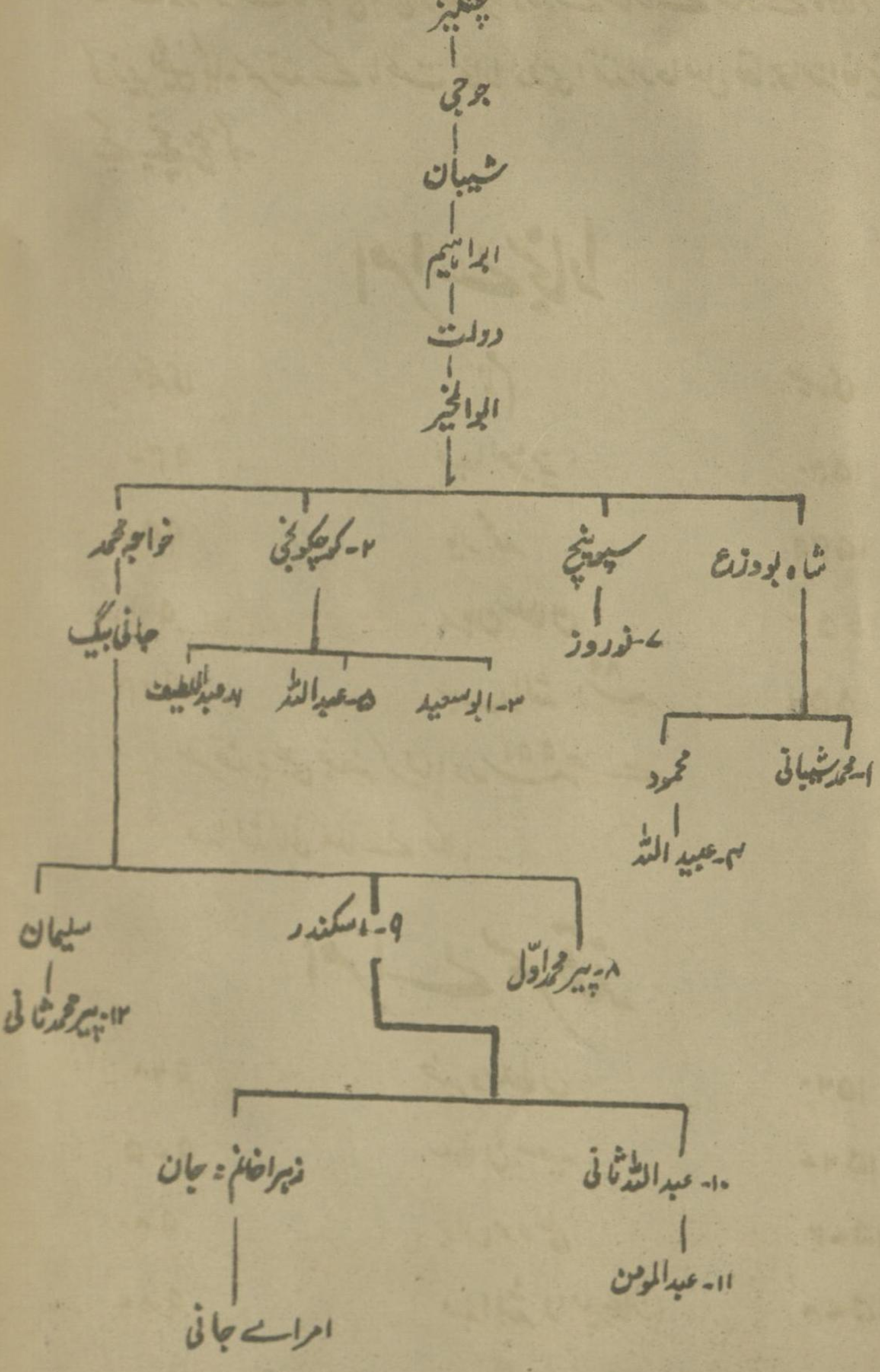
امراے بخارا

ہجری	نام	عیسوی
۹۴۷	عبدالعزیز	۱۵۴۰
۹۵۷	یار محمد	۱۵۴۹
۹۶۱	برہان سلطان	۱۵۵۳
۹۶۴	عبداللہ ۹۸۶ھ سمرقند پر بھی قبضہ کر لیا اور ۹۹۱ھ سے عبداللہ ثانی کہلانے لگا)	۱۵۵۶

امراے سمرقند

ہجری	نام	عیسوی
۹۶۸	خسرو سلطان	۱۵۶۰
۹۷۵	سلطان سعید	۱۵۶۷
۹۸۰	جواں مرد علی	۱۵۷۲
۹۸۶	عبداللہ (امیر بخارا)	۱۵۷۸

امرائے شیبانی



۱۰۰۔ امرائے جانی یا ہشتر خانی

۱۰۰۷ھ تا ۱۲۰۰ھ

(۱۵۹۹ء تا ۱۷۸۵ء)

جب روس نے ہشتر خانی امرا کو شکست دی تو دسویں صدی ہجری کے وسط میں اسی خاندان کے دو امیر یعنی یار محمد اور اس کا بیٹا جان بخارا میں اسکندر شیبانی کے ہاں پناہ گزیں ہوئے۔ اسکندر نے اپنی بیٹی جان کو دے دی۔ جس سے باقی محمد پیدا ہوا۔ باقی محمد ۱۰۰۷ھ (۱۵۹۹ء) میں اپنے ماموں عبداللہ ثانی شیبانی کا جانشین بن گیا۔ چنانچہ یہ اور اس کی اولاد گیارھویں صدی میں سمرقند، بخارا، فرغانہ، بدخشاں اور بلخ پہ حکومت کرتی رہی۔ یہ علاقے کبھی کبھی خود مختاری کا علم بھی بلند کرتے رہے۔

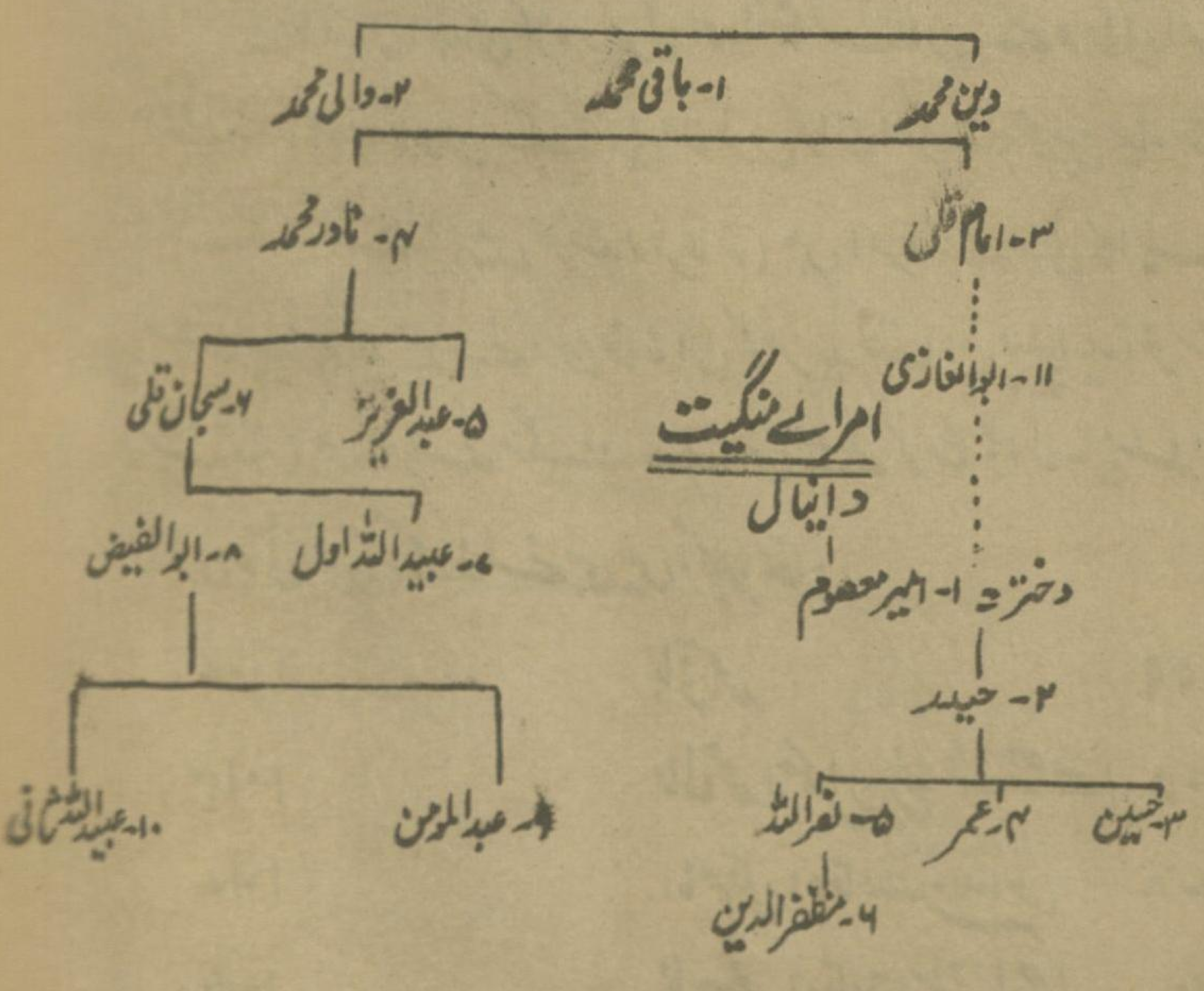
یہ خاندان جلد ہی کمزور ہو گیا اور افغانستان کے درانی امراء نے ۱۱۶۶ء کے بعد جیحون کے جنوبی علاقوں کو ان امرا سے چھین لیا۔ علاوہ ازیں ۱۱۱۲ھ (۱۷۰۰ء) میں خوقند (فرغانہ) میں امرائے جانی کا ایک رقیب سلسلہ پیدا ہو گیا جس نے اس خاندان کو مزید نقصان پہنچایا۔ آخر ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۵ء) میں امرائے منگیت نے اس سلسلے کو مٹا ڈالا۔ یہ سلسلہ ابوالغازی (آخری جانی امیر) کے زمانے ہی میں ابھرا تھا۔

۱۰۰۷	باقی محمد	۱۵۹۹
۱۰۱۴	والی محمد (حکمرانِ بلخ ۱۰۰۷ھ سے)	۱۶۰۵
۱۰۱۷	امام قلی (وفات ۱۰۶۰ھ)	۱۶۰۸
۱۰۵۰	نادر محمد (وفات ۱۰۶۱ھ)	۱۶۴۰

ہجری	نام	عیسوی
۱۰۵۷	عبدالعزیز	۱۶۴۷
۱۰۹۱	سبحان قلی	۱۶۸۰
۱۱۱۴	عبیداللہ (۲۳ برس پہلے سے امیر بلخ	۱۷۰۲
۱۱۱۷	ابوالفیض (سنہ ۱۱۱۴ھ سے سنہ ۱۱۱۹ھ تک امیر بلخ)	۱۷۰۵
۱۱۶۰	عبدالمومن	۱۷۴۷
۱۱۶۴	عبیداللہ دوم	۱۷۵۱
۱۱۶۷	محمد رحیم منگیت	۱۷۵۳
۱۱۷۱ – ۱۲۰۰	ابوالغازی	۱۷۵۸ – ۱۷۸۵

جان = زہرا خانم شیبانی

امرائے جانی



۱۰۱-امرائے منگیت

۱۲۰۰ھ تا ۱۲۸۴ھ

(۱۷۸۵ء تا ۱۸۶۸ء)

قبیلۂ منگیت (چپٹی ناک والے) قبیلۂ نوگا سے خونی رشتہ رکھتا تھا۔ وہی نوگا جو دسویں صدی کے آغاز میں محمد شیبانی کے ہمراہ دشتِ قپچاق سے آئے تھے۔ امرائے ہشترخانی کے عہد میں منگیت کا اقتدار بڑھ گیا۔ بارھویں صدی کے نصف ثانی میں اس قبیلہ کے بعض امرا دربارِ بخارا میں وزارت کے منصب پہ فائز ہو گئے اور کچھ مدت تک بخارا پہ حکومت بھی کرتے رہے ان کی سلطنت امرائے شیبانی کی قلمرو سے کئی گنا وسیع تھی۔ معصوم شاہ نے درانیوں پہ کئی مرتبہ لشکرکشی کی اور اُن ممالک پر جو جیحون کے جنوب میں واقع ہیں، عارضی طور پر قبضہ کر لیا۔ ۱۲۸۴ھ (۱۸۶۸ء) میں یہ امراء روس کے محکوم بن گئے

ہجری	نام	عیسوی
۱۲۰۰	میر معصوم شاہ مراد	۱۷۸۵
۱۲۱۵	حیدر تورا	۱۸۰۰
۱۲۴۲	حسین	۱۸۲۶
۱۲۴۲	عمر	۱۸۲۶
۱۲۴۲	نصراللہ	۱۸۲۷
۱۲۷۷-۱۲۸۴	مظفرالدین	۱۸۶۰-۱۸۶۸

۱۰۲۔ خانانِ خیوہ

۹۲۱ھ تا ۱۲۸۹ھ

(۱۵۱۵ء تا ۱۸۷۲ء)

صفحاتِ گذشتہ میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ خوارزم یا خیوہ ایک عرصے تک شاہانِ ایران کا مرکز رہا۔ مغلوں کے حملہ کے بعد یہ علاقہ خوچی قبیلے کے قبضے میں آ گیا اور ماوراء النہر کے خوانین سے اس کا تعلق ٹوٹ گیا۔ امیر تیمور کے عہد میں دشتِ قبچاق کے امراء اس پر مسلط ہو گئے۔

اس بدنظمی کے بعد جو تیموریوں کے آخری ایام میں پھیل گئی تھی، ازبکوں نے محمد شیبانی کی قیادت میں ماوراءالنہر کی طرح خیوہ کو بھی فتح کر لیا اور ۹۲۱ھ (۱۵۱۵ء) سے اس علاقے پر ازبکوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ اس سلسلہ کی ابتدائی تاریخ سے ہم پوری طرح واقف نہیں۔

خیوہ اور بخارا کے امراء مدتوں ایک دوسرے کے خلاف لشکر کشی کرتے رہے۔ ان لڑائیوں میں کبھی ایک جانب جیت جاتی اور کبھی دوسری ۱۱۵۳ھ (۱۷۴۰ء) میں نادر شاہ افشار نے خیوہ فتح کر لیا لیکن ایرانیوں کی حکومت یہاں صرف ایک سال رہی۔ اس کے بعد ازبکوں کی حکومت پھر قائم ہو گئی۔ جسے ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں ایک روسی سپہ سالار کاؤف مان نے ختم کر دیا اور یہ علاقہ روسی قلمرو کا ایک حصہ بن گیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۹۲۱	ایلبرس اوّل	۱۵۱۵
۹۳۱	سلطان حاجی	۱۵۲۵

ہجری	نام	عیسوی
	حسن قلی	
	صوفیان	
	بوجوغہ	
	اونک	
	کل	
تقریباً ۹۴۶	اگتائے	۱۵۴۰ تقریباً
″ ۹۵۳	دوست	۱۵۴۶ ″
۹۶۵	حاجی محمد اوّل	۱۵۵۸
۱۰۱۱	عرب محمد اوّل	۱۶۰۲
۱۰۳۲	اسفندیار	۱۶۲۳
۱۰۵۳	ابوالغازی اوّل	۱۶۴۳
۱۰۷۴	انوشہ	۱۶۶۳
تقریباً ۱۰۸۵	محمد ارنگ	۱۶۷۴ تقریباً
۱۰۹۹	اسحاق آقا شاہ نیاز	۱۶۸۷
۱۱۱۴	عرب محمد ثانی	۱۷۰۲
	حاجی محمد ثانی	
۱۱۲۶	یادگار	۱۷۱۴
۱۱۲۶	ارنگ	۱۷۱۴
۱۱۲۷	شیر غازی	۱۷۱۵
	ایلبرس ثانی	

ہجری	نام	عیسوی
۱۱۵۳	(نادر شاہ کا زمانہ)	۱۷۴۰
۱۱۵۴	تجر (نادر شاہ کا حاکم)	۱۷۴۱
۱۱۵۴	ابو محمد	۱۷۴۱
	ابو الغازی ثانی	
۱۱۵۸	کیپ	۱۷۴۵
تقریباً ۱۱۸۴	ابو الغازی ثالث	۱۷۷۰ تقریباً
۱۲۱۹	ایلتزر	۱۸۰۴
۱۲۲۱	محمد رحیم	۱۸۰۶
۱۲۴۱	التقلی	۱۸۲۵
۱۲۵۸	رحیم قلی	۱۸۴۲
۱۲۶۱	محمد امین	۱۸۴۵
۱۲۷۱	عبداللہ	۱۸۵۵
۱۲۷۲	قتلغ محمد	۱۸۵۵
۱۲۷۲	سید محمد	۱۸۵۶ ؟
۱۲۸۹—۱۲۸۲	سید محمد رحیم (اس سلسلے کو روسیوں نے ختم کیا)	۱۸۷۲—۱۸۶۵

۱۰۳- خانانِ خوقند

قریباً ۱۱۱۲ھ تا ۱۲۹۳ھ

(۱۷۰۰ء تا ۱۸۷۶ء)

اس سلسلہ کا بانی شاہرخ تھا جو اپنے آپ کو چنگیز کی نسل سے سمجھتا تھا اور جس نے قریباً ۱۱۱۲ھ (۱۷۰۰ء) میں فرغانہ میں اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا۔ ۱۲۱۵ھ (۱۸۰۰ء) میں تاشقند بھی قلمرو خوقند کا ایک حصہ بن گیا ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء) میں اس سلسلے کو روسیوں نے مٹا ڈالا۔

ہجری	نام	عیسوی
قریباً ۱۱۱۲	شاہرخ	۱۷۰۰ قریباً
	رحیم	
	عبدالکریم	
	اردنی	
۱۱۸۴	سلیمان	۱۷۷۰
۱۱۸۴	شاہرخ ثانی	۱۷۷۰
۱۱۸۴	نربوتہ	۱۷۷۰؟
۱۲۱۵	علیم	۱۸۰۰
۱۲۲۴	محمد عمر	۱۸۰۹
۱۲۳۷	محمد علی	۱۸۲۲
قریباً ۱۲۵۶	شیر علی	۱۸۴۰
۱۲۶۱	مراد	۱۸۴۱

ہجری	نام	عیسوی
قریباً ۱۲۶۱	خدایار	۱۸۴۵
۱۲۷۳	ملا	۱۸۵۷
۱۲۷۵	شاہ مراد	۱۸۵۹
قریباً ۱۲۷۷	خدایار (دوبارہ)	۱۸۶۱
قریباً ۱۲۸۰	سید سلطان	۱۸۶۴
۱۲۸۸	خدایار (سہ بارہ)	۱۸۷۱
۱۲۹۲-۱۲۹۳	ناصر الدین	۱۸۷۵-۱۸۷۶

(اس سلسلے کو روسیوں نے ختم کیا)

بابِ چہاردہم

ہندوستان و افغانستان

چوتھی صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک

(دسویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

باب چہاردہم

ہندوستان و افغانستان

چوتھی صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک

(دسویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک)

ہندوستان کا کوئی قابلِ ذکر حصہ خلفاء کے قبضے میں کبھی نہیں آیا۔ ہاں تاریخ میں بعض ایسے مسلمانوں کا ذکر ملتا ہے جو ۴۴ھ (۶۶۳ء) میں کابل سے گزر کر ملتان تک پہنچے لیکن ان کا قیام عارضی تھا۔ ہاں ہندوستان پر جو حملے دریا کی طرف سے ہوئے، ان کے نتائج زیادہ دوررس تھے۔ پہلی صدی ہجری میں کچھ مسلمان کراچی تک پہنچے اور ۹۲ھ (۷۱۱ء) میں حجاج بن یوسف (بصرہ کا مشہور حاکم) کے بھتیجے محمد بن قاسم نے سندھ کو ملتان تک مسخر کر لیا اور آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی۔ یہ علاقہ دو سو برس تک عرب فاتحین کے پاس رہا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ سمندر کی راہ سے مسلمان ہندوستان پر قبضہ نہ کر سکے۔ بلکہ تسخیر ہند کا خواب خشکی کے راستے سے پورا ہوا۔ بعض مسلمان حملہ آور کہستانِ ہندوکش کے جنوبی علاقوں تک نکل آئے تھے لیکن یہ صورتِ حال عارضی تھی۔ یعقوب بن لیث صفاری پہلا امیر ہے جس نے کابل کو فتح کر کے وہاں ایک مسلمان حاکم مقرر کیا۔ (پہلے وہاں ہندو راجاؤں کے عامل ہوا کرتے تھے ہرتق) صفاریوں کے بعد سامانی کابل پہ حکومت کرتے رہے۔ غزنوی خاندان کا بانیٔ اول البتگین سامانیوں ہی کا ایک غلام تھا۔ جسے کابل میں مامور کیا گیا تھا۔

غزنوی پہلا خاندان ہے جس نے ہندوستان پر کئی مرتبہ حملے کیے۔ اور لاہور کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ غزنویوں کے بعد غوری آئے، پھر سلاطین دہلی اور اس طرح نہ صرف تمام شمالی ہند مسلمانوں کے تصرف میں آگیا بلکہ اس ملک میں اشاعتِ اسلام کا دروازہ بھی کھُل گیا

جب سلاطینِ دہلی میں آثارِ ضعف نمودار ہو گئے اور یہ آپس میں لڑنے لگے تو بابر ہندوستان میں آ پہنچا۔ اُس نے تمام چھوٹے بڑے مسلسلوں کو ختم کر کے جھگڑوں کی بنیاد ہی اکھیڑ پھینکی اور بابر کے پوتے جلال الدین اکبر نے ہندوستان میں ایک ایسی شہنشاہت کی بنیاد ڈالی جو ۱۸۵۷ء تک باقی رہی۔

۱۰۴۔ غزنوی

(افغانستان و پنجاب)

۳۵۱ھ تا ۵۸۲ھ

(۹۶۲ء تا ۱۱۸۶ء)

الپتگین دربارِ سامانی میں ایک ترکی غلام تھا جسے عبد الملک سامانی نے خراسان میں سپہ سالار بنا کر بھیجا تھا۔ جب عبد الملک کی وفات ہو گئی تو ۳۵۱ھ (۹۶۲ء) میں الپتگین غزنی (جہاں وہ پہلے بحیثیت گورنر کام کرتا تھا) میں واپس چلا گیا۔ غزنی کوہِ سلیمان کے دامن میں ایک محفوظ شہر ہے جہاں الپتگین اعلانِ خود مختاری کے بعد اپنے آقاؤں کے حملوں سے بچ سکتا تھا۔ الپتگین جلد ہی فوت ہو گیا اور اپنی قلمرو میں کوئی خاص توسیع نہ کر سکا۔ اس کا لڑکا اسحٰق اور غلام بلکاتگین (جو الپتگین

کے بعد مسندِ امارت پہ جلوہ گر ہوئے تھے) بھی اس سمت میں کوئی قدم نہ اٹھا سکے۔ غزنوی خاندان کی شان و شہرت کا اصل بانی الپتگین کا ایک اور غلام سبکتگین تھا جو اس کا داماد بھی تھا۔ سبکتگین نے سلطنت کو دو طرف سے وسیع کیا۔ مشرق میں ہندوستان کے راجپوتوں کو شکست دی اور پشاور شہر پہ قبضہ کر لیا اور مغرب میں خراسان کو اپنی قلمرو کا حصہ بنا لیا۔ ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) میں نوح سامانی نے سبکتگین کو خراسان کا حاکم مقرر کر دیا اور یہ تقرری صلہ تھا اس کمک کا جو سبکتگین نے ماوراءالنہر کی بغاوت فرو کرنے کے سلسلے میں بھیجی تھی۔

سبکتگین بالو پرانے احسانات کی وجہ سے اور یا احتیاطاً بظاہر امرائے سامانی کی اطاعت کا دم بھرتا رہا۔ گو یہ اطاعت محض رسمی تھی۔ ۳۸۷ھ (۹۹۷ء) میں سبکتگین کی وفات ہوئی اور یہ وہ دن تھے جب اس کی طاقت امرائے سامانی سے کئی گنا بڑھ چکی تھی۔

سبکتگین کا بیٹا محمود غزنوی تاریخ اسلام میں ایک نہایت اہم شخصیت ہے۔ محمود نے اپنے چھوٹے بھائی اسمٰعیل کو مسندِ حکومت سے اتارنے کے بعد سامانی امرا کی اطاعت کا جوا اتار پھینکا اور خلیفۂ بغداد سے براہِ راست غزنی و خراسان کی حکومت کا فرمان حاصل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد محمود اس قدر طاقت ور ہو گیا کہ خلیفۂ بغداد بھی اس سے گھبرانے لگا۔

ایلخانیوں نے سامانیوں کو ختم کر دیا تھا۔ اُن سے صلح کرنے کے بعد محمود ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور ۳۹۲ھ سے ۴۱۵ھ (۱۰۰۱ء ۱۰۲۴ء) تک بارہ حملے کیے۔ کشمیر اور پنجاب کو روندنے کے بعد ۴۰۸ھ (۱۰۱۸ء) میں قنوج اور متھرا کو فتح کیا۔ ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء)

میں سومنات کو تباہ کیا اور اسی سال گجرات کے پایۂ تخت انہلواڑہ کو مسخر کیا۔

ان حملوں سے محمود کا مقصد دوگونہ تھا (اوّل) ہندوستان کا کچھ حصّہ حاصل کرنا اور (دوم) مشرکین ہند کو یہ بتانا کہ اُن کے بُت محض بے بس ہیں اور یہی وجہ ہے کہ دنیائے اسلام میں وہ بت شکن کے نام سے مشہور ہے۔ محمود سومنات و متھرا کے بتکدوں سے دولت کے انبارلے کر غزنی میں واپس آیا اور اسی تاریخ سے یہ تمام علاقے سلطنتِ غزنی کا حصّہ بن گئے۔ گجرات کا راجہ دراصل محمود کا ایک گورنر تھا۔

ہندوستان سے فارغ ہونے اور ایلخانیوں سے مطمئن ہونے کے بعد ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) میں بلادِ غور، ۴۰۲ھ (۱۰۱۱ء) میں سرِ غابِ علیا اور ۴۰۷ھ (۱۰۱۶ء) میں ترکستان کو اس کے دونوں مراکزِ حکومت یعنی بخارا و سمرقند سمیت فتح کر لیا۔

اپنے عہد حکومت کے آخری ایام میں محمود کو ایک بڑے خطرے کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ابتدا میں سلجوقیوں کے متعلق محمود نے بے اعتنائی اختیار کی لیکن طغرل بیگ اور جعزی بیگ کی بدولت سلجوقی بہت طاقت ور بن گئے تھے۔ گو ۴۱۸ھ (۱۰۲۷ء) میں محمود نے سلجوقیوں کو مطیع کر لیا لیکن ان کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو پوری طرح نہ دبا سکا۔

زندگی کے آخری ایام میں محمود خلفائے قدیم ممالک کی طرف نکل گیا اور دیلمیوں سے اصفہان چھین لیا۔ اس سفر کے بعد غزنی واپس آیا اور ۴۲۱ھ (۱۰۳۰ء) کے موسم بہار میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گیا۔

گو محمود کی شہرت علم پروری و معارف نوازی کی بدولت ہر طرف پھیل گئی تھی لیکن تاریخ میں جو مقام بلند اسے حاصل ہوا، وہ اس کی جہانگیری

اور جہانبانی کا نتیجہ تھا۔ اس کے عہد میں غزنی کا شہر ایک یونیورسٹی معلوم ہوتا تھا اور اس کے دربار میں جہان بھر کے بلند پایہ علماء و فلسفی جمع تھے۔ فردوسی جیسا عظیم المرتبت شاعر بھی یہیں تھا اور ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ محمود کا دربار ایشیا بھر میں اپنی مثال نہیں رکھتا تھا۔ یہاں شاندار عمارات، مساجد، فصیل اور دیگر خیراتی ادارے تھے یہ تمام چیزیں محمود نے ہندوستان سے سیکھی تھیں وہ ہندوستان سے دولت کے ہمراہ وہاں کا کچھ علم بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

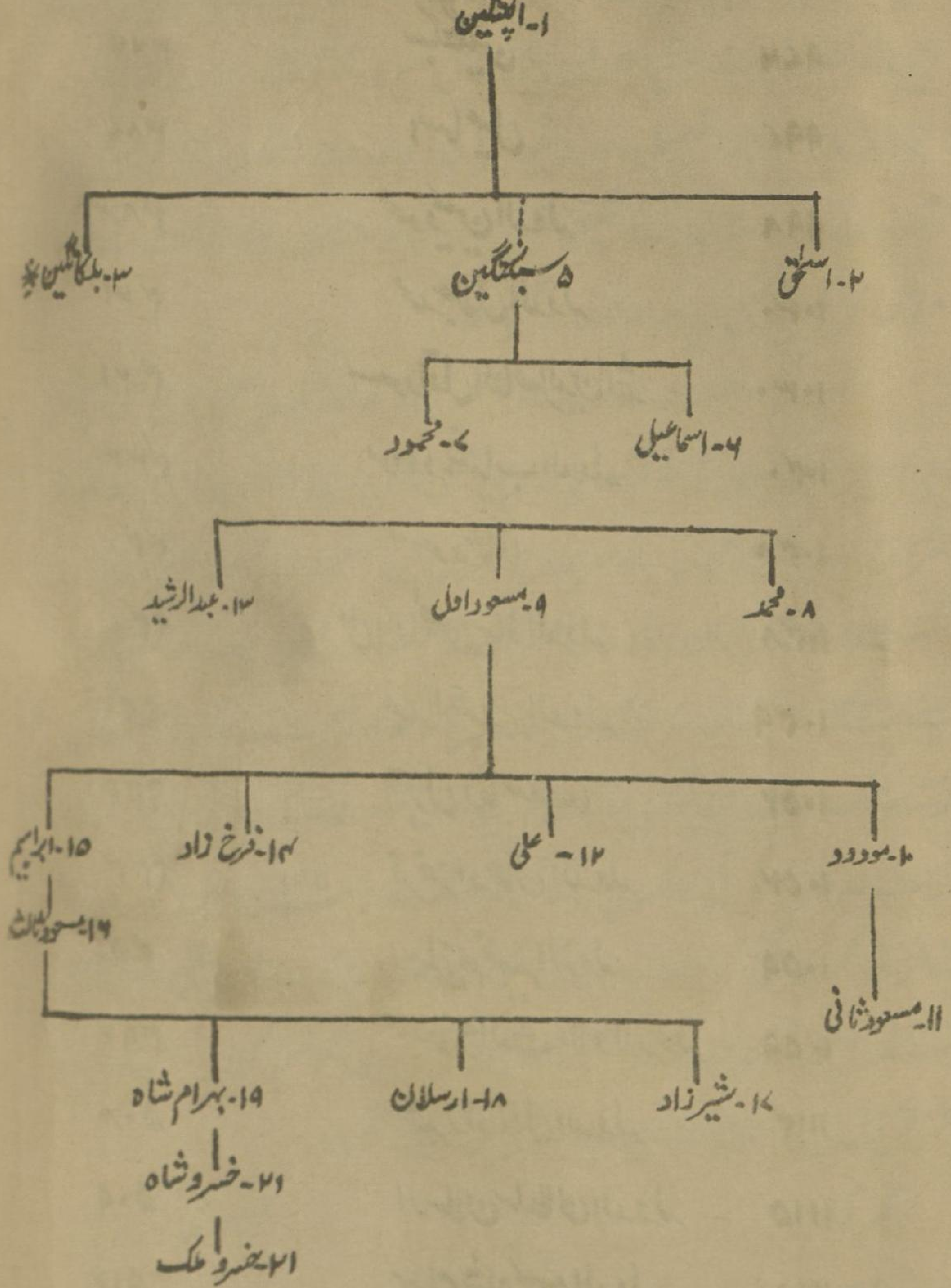
محمود کی سلطنت لاہور سے اصفہان و سمرقند تک پھیلی ہوئی تھی۔ چونکہ ایران میں سلجوقیوں کی طاقت بڑھ رہی تھی، اس لیے سلطنت غزنی نے گھٹنا شروع کر دیا۔ سلجوقیوں نے صرف چند سال میں مسعود بن محمود کو مرد کے پاس شکست دے کر ایران و ماوراءالنہر کے تمام علاقے چھین لیے اور سنہ ۴۲۹ھ سے ۴۳۷ھ (سنہ ۱۰۳۷ء سے ۱۰۴۵ء) تک بلخ و خوارزم سے لے کر اصفہان و رَے تک سب علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس شکست کے بعد شاہانِ غزنی کی حکومت صرف مشرقی ممالک پر رہ گئی۔ سنہ ۵۵۶ھ (سنہ ۱۱۶۱ء) میں غوریوں نے غزنی کو بھی فتح کر لیا۔ اب ان کی حکومت صرف ہندوستان پر تھی۔ سنہ ۵۸۲ھ (سنہ ۱۱۸۶ء) میں غوریوں نے یہاں سے بھی غزنویوں کو ختم کر دیا۔ اس لیے کہ غزنویوں میں صلاحیت حیات باقی نہیں رہی تھی۔

ہجری	نام	عیسوی
۳۵۱	الپتگین	۹۶۲
۳۵۲	اسحاق	۹۶۳
۳۵۵	بلکاتگین	۹۶۶

ہجری	نام	عیسوی
۳۶۳	پیری	۹۷۲
۳۶۶	سبکتگین	۹۷۶
۳۸۷	اسماعیل	۹۹۷
۳۸۸	محمود یمین الدولہ	۹۹۸
۴۲۱	محمد جلال الدولہ	۱۰۳۰
۴۲۱	مسعود اوّل الناصر الدین اللہ	۱۰۳۰
۴۳۲	مودود شہاب الدولہ	۱۰۴۰
۴۴۰	مسعود ثانی	۱۰۴۸
۴۴۰	علی ابوالحسن بہاؤ الدولہ	۱۰۴۸
۴۴۰	عبدالرشید عزّ الدولہ	۱۰۴۹
۴۴۴	طغرل (غاصب)	۱۰۵۲
۴۴۴	فرخزاد جمال الدولہ	۱۰۵۲
۴۵۱	ابراہیم ظہیر الدولہ	۱۰۵۹
۴۹۲	مسعود ثالث علاء الدولہ	۱۰۵۹
۵۰۸	شیرزاد کمال الدولہ	۱۱۱۴
۵۰۹	ارسلان سلطان الدولہ	۱۱۱۵
۵۱۲	بہرام شاہ یمین الدولہ	۱۱۱۸
۵۴۷	خسرو شاہ معز الدولہ	۱۱۵۲
۵۵۵-۵۸۲	خسرو ملک تاج الدولہ	۱۱۶۰-۱۱۸۶

(اس سلسلے کو غوریوں نے ختم کیا)

غزنوی



* سبکتگین اور بلکاتگین۔ الپتگین کے غلام تھے اور اسحاق بیٹا تھا۔

۱۰۵۔ غوری

(افغانستان و ہندوستان)

۵۴۳ھ تا ۶۱۲ھ

(۱۱۴۸ء تا ۱۲۱۵ء)

غور ہرات اور غزنی کے درمیان واقع ہے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے سے ایک چھوٹے سے خاندان کا پایۂ تخت چلا آتا ہے۔ غور میں ایک مشہور قلعہ تھا جس کا نام تھا فیروزکوہ۔ یہ خاندان اسی میں مقیم تھا۔ ۴۰۱ھ (۱۰۱۰ء) میں محمود غزنوی نے اس علاقے کو فتح کر لیا۔ اس وقت غوریوں کا سردار محمد بن سوری تھا۔ اس امیر کی اولاد کافی عرصے تک محمود غزنوی کی طرف سے فیروزکوہ اور بامیان کی حکمران نامزد ہوتی رہی۔ ان میں سے بعض امرا نے غزنویوں کے ساتھ ازدواجی رشتے بھی قائم کر لیے اور نتیجتہً دونوں خاندانوں میں پورا اتحاد قائم ہو گیا۔

بہرام شاہ غزنوی قطب الدین محمد غوری کا سسر تھا لیکن کسی بات پر بگڑ کر قطب الدین کو قتل کر ڈالا۔ قطب الدین کے بھائی سیف الدین سوری نے انتقام لینے کے لیے ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) میں غزنی پہ حملہ کیا اور سیف الدین سوری کو مار ڈالا۔ اس پر سیف الدین کے ایک اور بھائی علاؤالدین حسین جہانسوز نے غزنی کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا ڈالا اور خود غور میں واپس چلا گیا۔ کچھ مدت بعد جہانسوز کو سلطان سنجر نے گرفتار کر لیا اور ۵۵۶ھ (۱۱۶۱ء) میں فوت ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد خراسان و افغانستان میں بدامنی پھیل گئی اور غزو ترکوں کا ایک قبیلہ غوریوں

اور سلجوقیوں ہر دو پہ چھا گئے۔

غزوں کو بہت جلد زوال آگیا اور ان کے بعد علاؤ الدین جہانسوز کے دو بھتیجے غوریوں کے سردار بن گئے۔ غیاث الدین بن سام بڑا تھا، اس نے ۵۶۹ھ (۱۱۷۳ء) میں غزنی کو غزوں کے پنجے سے آزاد کرایا، دو سال بعد ہرات پہ قبضہ کر لیا اور اپنے سال وفات یعنی ۵۹۹ھ (۱۲۰۲ء) تک اپنے تمام جدّی ممالک پہ حکومت حاصل کر لی۔

غیاث الدین کا چھوٹا بھائی شہاب الدین تھا جس نے معز الدین کا لقب اختیار کر لیا اور محمد غوری کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے غوری سلطنت کو صحیح معنوں میں وسیع کیا۔ اس نے سلجوقیوں سے خراسان کا ایک حصہ اور ۵۷۱ھ (۱۱۷۶ء) میں عرب حکمرانانِ ہند سے سندھ اور ملتان چھین لیے۔ نیز لاہور کے غزنوی حکمران کو ۵۸۲ھ (۱۱۸۶ء) میں اپنا مطیع بنا لیا۔ اس کے بعد اجمیر کے مہاراجہ پرتھوی پر حملہ کیا جو ایک چوہان راجپوت تھا۔ ۵۸۷ھ میں محمد غوری نے ہندوستان کے پہلے حملے میں سخت شکست کھائی اور بے حد نقصان اٹھایا لیکن ایک برس بعد تھانیسر کی لڑائی میں راجپوتوں کو بُری طرح روندا۔ اس جنگ میں پرتھوی اور ڈیڑھ سو دیگر راجپوت راجے ہلاک ہوئے اور سارا شمالی ہندوستان محمد غوری کے قبضے میں آگیا۔ سنہ ۵۹۰ھ (۱۱۹۴ء) میں گوالیار، بندھیل کھنڈ، بہار اور بنگالہ پر مختلف غوری سپہ سالاروں نے قبضہ کر لیا اور اس طرح سارے ہندوستان میں اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔

جب تک محمد غوری کا بڑا بھائی زندہ رہا یہ اس کا وفادار رہا لیکن جب اس کی وفات ہو گئی ۵۹۹ھ (۱۲۰۳ء) تو یہ اس کا جانشین بن گیا اور تخت پر بیٹھتے ہی خوارزم شاہیوں سے جو ایران کو مطیع کرنے کے بعد

افغانستان پر بڑھ رہے تھے، اُلجھ پڑا اور غکّر قبیلہ کے ایک دستے نے سنہ ۶۰۲ھ (سنہ ۱۲۰۶ء) میں اسے قتل کر ڈالا۔ اس کی وفات کے بعد غوریوں کا سلسلہ درہم برہم ہوگیا۔

اگرچہ اس کا بھتیجا محمود اس کا جانشین بنا لیکن سلطنت کا شیرازہ بڑی تیزی سے بکھرنے لگا۔ محمود غوری کے فوجی سردار جو دراصل ترکی النسل غلام تھے، ہر جگہ خود مختار بن بیٹھے۔ قطب الدین ایبک نے دہلی میں خاندانِ غلاماں کی بنیاد ڈال دی۔ ناصر الدین قباچہ سندھ میں اور یلدز غزنی میں حکومت کرنے لگا۔ محمود کے پاس مغربی افغانستان سے بھی چھوٹا علاقہ رہ گیا۔ یعنی بلادِ غور، ہرات اور خراسان کا کچھ حصہ۔ سنہ ۶۱۲ھ (سنہ ۱۲۱۵ء) میں سلطان محمد خوارزم شاہ نے اس حصے پر بھی قبضہ کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد غوری نسل کے بعض امیروں نے اپنے آبائی ملک کا کچھ حصہ واپس لے لیا اور ملوک کرت یعنی امرائے ہرات بھی غوری تھے۔

۱۰۶۔ سلاطینِ دہلی

ہندوستان

سنہ ۶۰۲ھ تا سنہ ۹۶۲ھ

سنہ ۱۲۰۶ء تا سنہ ۱۵۵۴ء

جب سلطان محمد غوری شمالی ہندوستان کو خود یا اپنے سرداروں کی وساطت سے کنارِ گنگا تک فتح کر چکا تو اس نے دہلی میں اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کیا اور جب سنہ ۶۰۲ھ (سنہ ۱۲۰۶ء) میں محمد غوری قتل ہوگیا تو قطب الدین نے خود مختاری کا اعلان کر دیا اور یہ پہلا فرمانروا ہے جس نے

ہندوستان میں ایک باقاعدہ اسلامی سلسلے کی بنیاد ڈالی تھی۔ گو ہندوستان کا کچھ حصّہ پہلے بھی غزنویوں کے زیرِ نگیں رہ چکا تھا۔ لیکن ان کا مرکزِ حکومت غزنی ہی تھا اور ہندوستان کو وہ محض ایک نوآبادی سمجھتے تھے۔ مغلوں سے پہلے پانچ باقاعدہ سلسلے ہندوستان پہ حکمران رہے۔ جن میں یہ غلاموں کا سلسلہ پہلا تھا۔ ان کا سب سے بڑا بادشاہ التمش تھا۔ جس نے سندھ کے حاکم ناصر الدین قباچہ کو مغلوب کیا تھا اور حاکم بنگالہ کو شاہانِ دہلی کی سیادت تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ غزنی کے حاکم یلدز کا ارادہ یہ تھا کہ وہ سلطنت غزنی کو جسے خوارزم شاہیوں نے مٹا دیا تھا، پھر زندہ کرے۔ لیکن التمش نے یلدز کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا۔ اسی طرح سلطان جلال الدین خوارزم شاہ (جو مغلوں سے بھاگ کر ہندوستان میں آگیا تھا) کی خواہش تھی کہ وہ ہندوستان میں اپنے پاؤں جمائے اور یہیں حکومت قائم کرے لیکن التمش کی ہوشیاری نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا۔

اہلِ ہند کی خوش قسمتی سمجھیے کہ تاتاری (جو جلال الدین خوارزم کا پیچھا کر رہے تھے) لبِ سندھ پہ زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے اور واپس چلے گئے۔ ہاں لوگوں میں گھبراہٹ ضرور پھیلی رہی۔ التمش کوہ بندھیاچل کے شمالی علاقے پہ قابض تھا۔ التمش ہی کے عہد میں خلیفۂ بغداد نے حکومتِ دہلی کو سرکاری طور پر تسلیم کیا۔ رضیہ ملکۂ ہند اسی فرمانروا کی بیٹی تھی۔ رضیہ سے کئی سو برس بعد یعنی ۱۸۵۸ء میں ایک اور عورت یعنی ملکۂ وکٹوریہ کو ہندوستان میں یہی منصب نصیب ہوا۔

اس سلسلے کے آخری بادشاہ کے عہد میں ہندوؤں نے مل کر ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی جن سے محمد غوری اور التمش نے

انہیں محروم کیا تھا۔ چنانچہ بلبن کو چند ایک خطرناک بغاوتوں سے دوچار ہونا پڑتا۔ بلبن غلام گورنروں کو ہٹا کر باقی لوگوں کو مقرر کر رہا تھا اور یہ بغاوتیں اسی غلط پالیسی کا نتیجہ تھیں۔

غلاموں کے بعد خلجی آئے جن کی سلطنت کوہ بندھیاچل کے دوسری طرف بھی پھیلی ہوئی تھی اور دکن پر بھی قابض تھے۔

۶۹۷ھ (۱۲۹۷ء) میں علاؤالدین محمد نے گجرات کو دوبارہ فتح کیا۔ چتوڑ پر بھی قبضہ کر لیا اور ۷۰۲ھ (۱۳۰۳ء) میں راجپوتوں کو معمولی کوشش سے مطیع بنا لیا۔ اس کے خواجہ سرا اور سردار کافور نے دیوگری اور ورنگل پر بھی قبضہ کر لیا اور دکن کو دہلی کا ایک صوبہ بنا دیا۔

آخر سلطنت دہلی کی وسعت ہی اس زوال کا سبب بنی۔ تغلقی سلسلہ کے بانی محمد بن تغلق نے جب دیکھا کہ دہلی سے دکن پر حکومت نہیں کی جا سکتی تو چونکہ وہ ایک نہایت قابل سیاست دان تھا اس لیے اُس نے دیوگری کو اپنا دارالخلافہ بنا کر اس کا نام دولت آباد رکھ دیا لیکن اس تدبیر سے بھی وہ داخلی شورشوں کو نہ دبا سکا اور اس کا تمام وقت سلطنت کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک دوڑنے میں صرف ہو جاتا اس کے جانشینوں کے عہد میں صوبے مرکز سے جدا ہونے لگے اور سلاطین دہلی کی سلطنت سمٹ کر چھوٹی سی رہ گئی۔ ۸۰۱ھ (۹۹-۱۳۹۸ء) میں امیر تیمور کے حملوں نے باقیماندہ کسر بھی نکال دی اور سارا شمالی ہند ایک مقتل بن گیا گو تغلقوں کے بعد سادات اور لودھی برسراقتدار آئے۔ لیکن انکی حکومتیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ بنگال، جونپور، مالوہ اور گجرات پر مختلف اسلامی سلسلے حکومت کر رہے تھے اور دوسری طرف راجپوتوں اور دکن کے ہندوؤں نے

اپنے تمام علاقے واپس لے لیے تھے۔

اب مغلوں کا زمانہ آتا ہے۔ بابر نے ۹۳۲ھ اور ۹۳۷ھ (۱۵۲۶ء۔ ۱۵۳۰ء) کے درمیانی عرصے میں بنگال کے بغیر باقی سارے ہندوستان پہ قبضہ کر لیا اور اس نے علاؤالدین خلجی کی بکھری ہوئی سلطنت کو پھر ایک رشتے میں پرو دیا۔ بابر کی وفات کے بعد شیر شاہ اور بنگال کے افغان سرداروں نے ۹۴۶ھ۔۹۴۷ھ (۱۵۳۹ء۔۱۵۴۰ء) میں مغلوں کے لشکر کو شکست دی۔ شیر شاہ ایک ہوشیار اور مدبر افغان تھا۔ اس نے اسلامی سلطنت کو پھر زندہ کیا لیکن بعض علاقوں کے لوگ اس کی اطاعت سے انکار کرتے رہے اور جب ہمایوں نے ۹۶۲ھ (۱۵۵۴ء) میں ہندوستان پہ دوبارہ حملہ کیا تو یہ تمام لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مغلوں کا مشہور ترین فرمانروا اکبر تھا جس نے سلطنت کو محکم بنیادوں پر اٹھایا اور اس کی نسل ۱۸۵۷ء تک فرمانروا رہی۔

الف: سلاطینِ مملوک

ہجری	نام	عیسوی
۶۰۲	قطب الدین ایبک	۱۲۰۶
۶۰۷	آرام شاہ	۱۲۱۰
۶۰۷	التمش۔ شمس الدین	۱۲۱۰
۶۳۳	فیروز شاہ اوّل۔ رکن الدین	۱۲۳۵
۶۳۴	رضیہ	۱۲۳۶
۶۳۷	بہرام شاہ۔ معز الدین	۱۲۳۹

ہجری	نام	عیسوی
۶۳۹	مسعود شاہ علاء الدین	۱۲۴۱
۶۴۴	محمود شاہ اوّل۔ ناصر الدین	۱۲۴۶
۶۶۴	بلبن۔ غیاث الدین	۱۲۶۵
۶۸۶	کیقباد۔ معز الدین	۱۲۸۷

ب: سلاطینِ خلجی

ہجری	نام	عیسوی
۶۸۹	فیروز شاہ ثانی۔ جلال الدین	۱۲۹۰
۶۹۵	ابراہیم شاہ اوّل۔ رکن الدین	۱۲۹۵
۶۹۵	محمد شاہ اوّل۔ علاؤ الدین	۱۲۹۵
۷۱۵	عمر شاہ۔ شہاب الدین	۱۳۱۵
۷۱۶	مبارک شاہ اوّل۔ قطب الدین	۱۳۱۶
۷۲۰	خسرو شاہ۔ ناصر الدین	۱۳۲۰

ج: تغلق

ہجری	نام	عیسوی
۷۲۰	تغلق شاہ اوّل۔ غیاث الدین	۱۳۲۰
۷۲۵	محمد ثانی بن تغلق	۱۳۲۴
۷۵۲	فیروز شاہ ثالث	۱۳۵۱
۷۹۰	تغلق شاہ ثانی	۱۳۸۸
۷۹۱	ابو بکر شاہ	۱۳۸۸
۷۹۲	محمد شاہ ثالث	۱۳۸۹

ہجری	نام	عیسوی
۷۹۵	سکندر شاہ اوّل	۱۳۹۲
۷۹۵	محمود شاہ ثانی	۱۳۹۲
۷۹۷	نصرت شاہ	۱۳۹۴
۸۰۲	محمود شاہ (دوبارہ)	۱۳۹۹
۸۱۵	دولت خاں لودھی	۱۴۱۲

د۔ سادات

ہجری	نام	عیسوی
۸۱۷	خضر خان	۱۴۱۴
۸۲۴	مبارک شاہ ثانی معزالدین	۱۴۲۱
۸۳۷	محمد شاہ رابع	۱۴۳۳
۸۴۷	عالم شاہ	۱۴۴۳

ہ۔ لودھی

ہجری	نام	عیسوی
۸۵۵	بہلول لودھی	۱۴۵۱
۸۹۴	سکندر ثانی۔ ابن بہلول	۱۴۸۸
۹۲۳-۹۳۰	ابراہیم ثانی بن سکندر	۱۵۱۷-۱۵۲۶

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

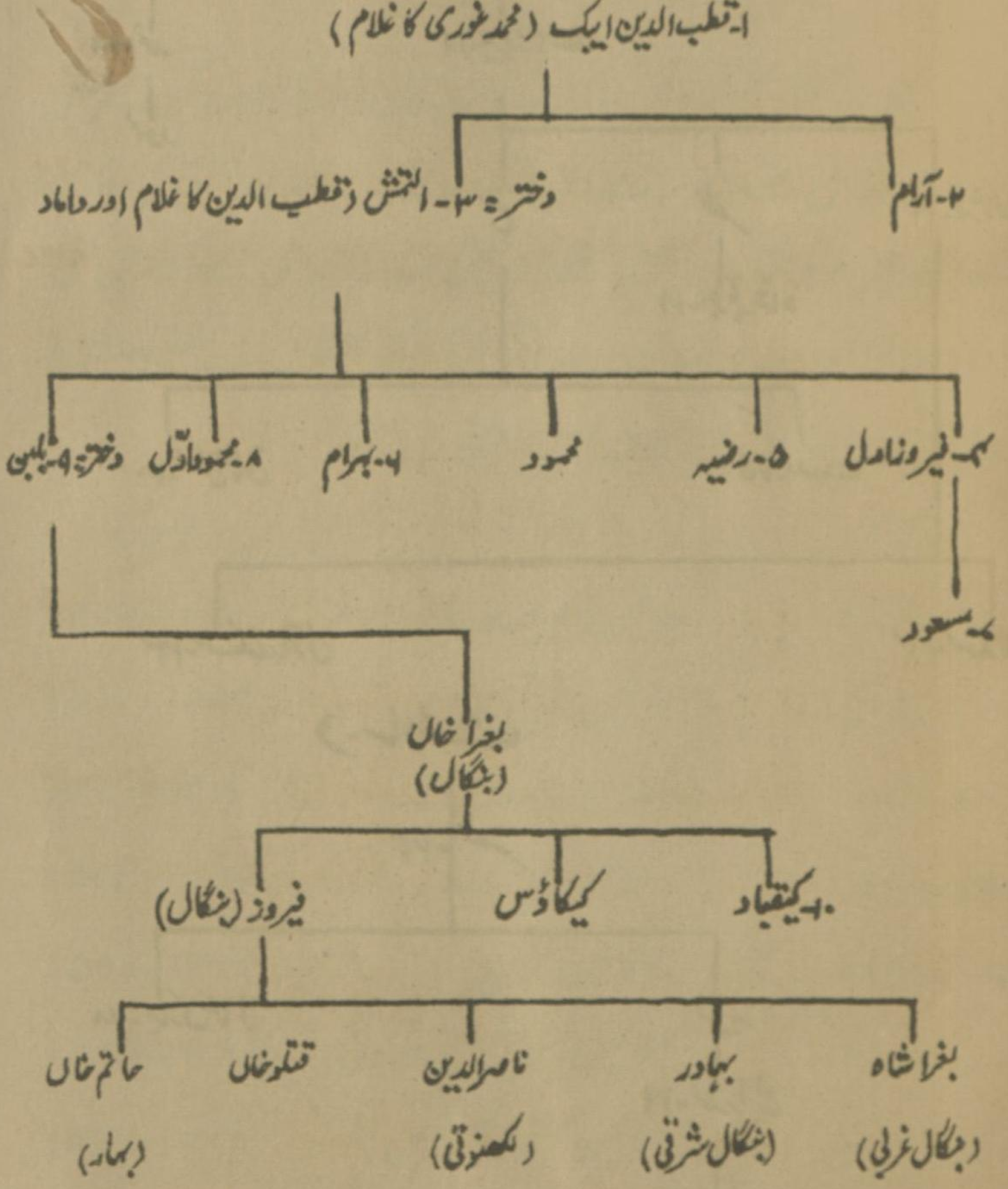
و۔ افغان

ہجری	نام	عیسوی
۹۴۶	شیر شاہ	۱۵۳۹

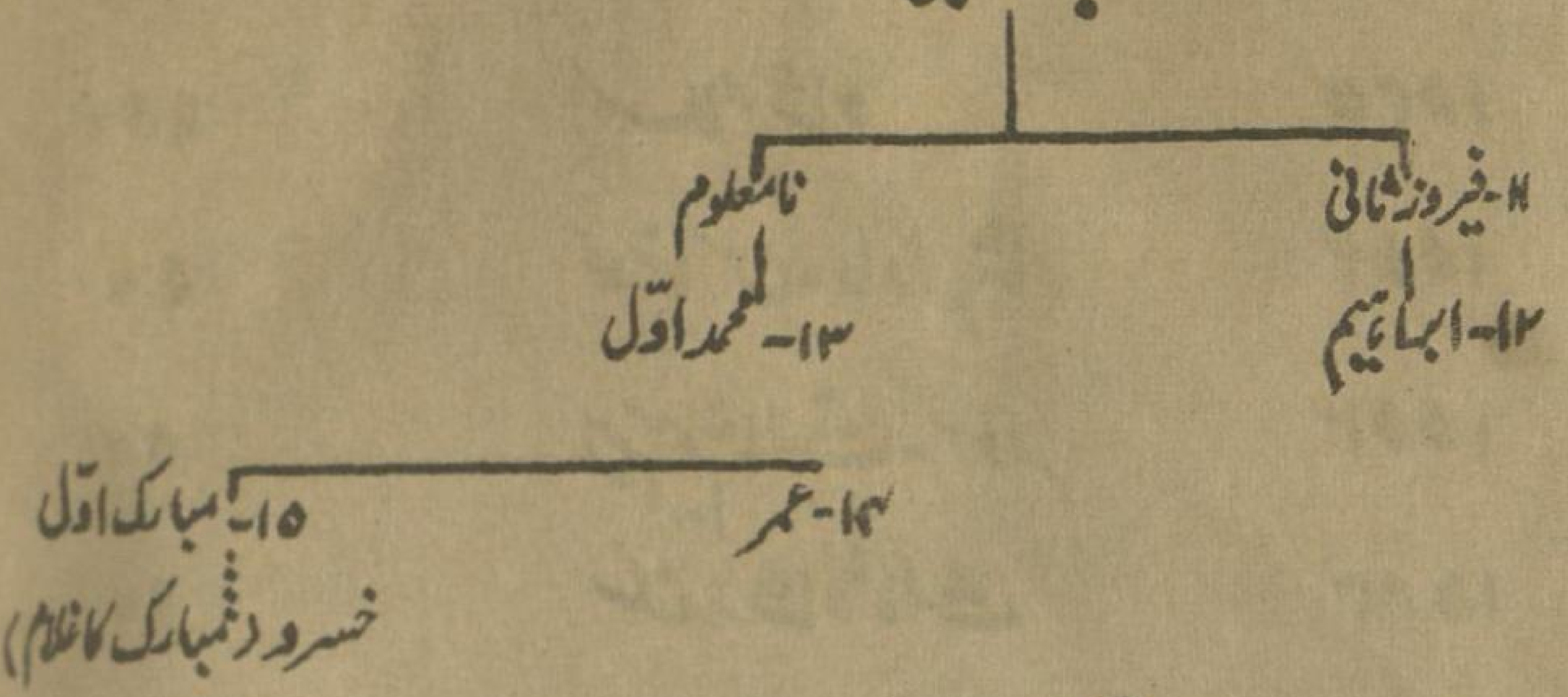
ہجری	نام	عیسوی
۹۵۲	اسلام شاہ	۱۵۴۵
۹۶۰	محمد خامس۔ عادل شاہ	۱۵۵۲
۹۶۱	ابراہیم ثالث۔ سور	۱۵۵۳
۹۶۲	سکندر شاہ ثالث	۱۵۵۴

(اس سلسلے کو مغلوں نے ختم کیا)

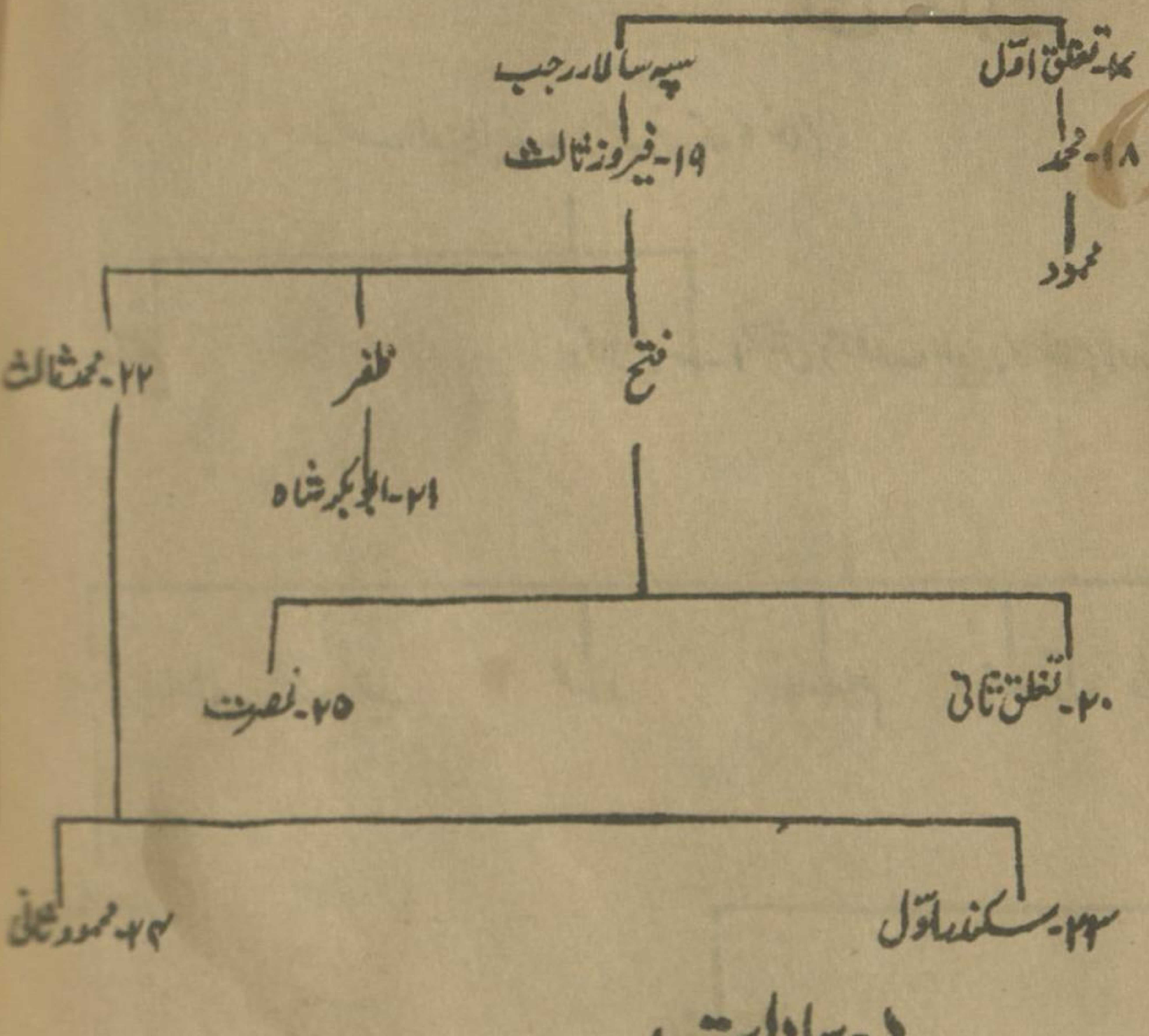
الف۔ مملوک



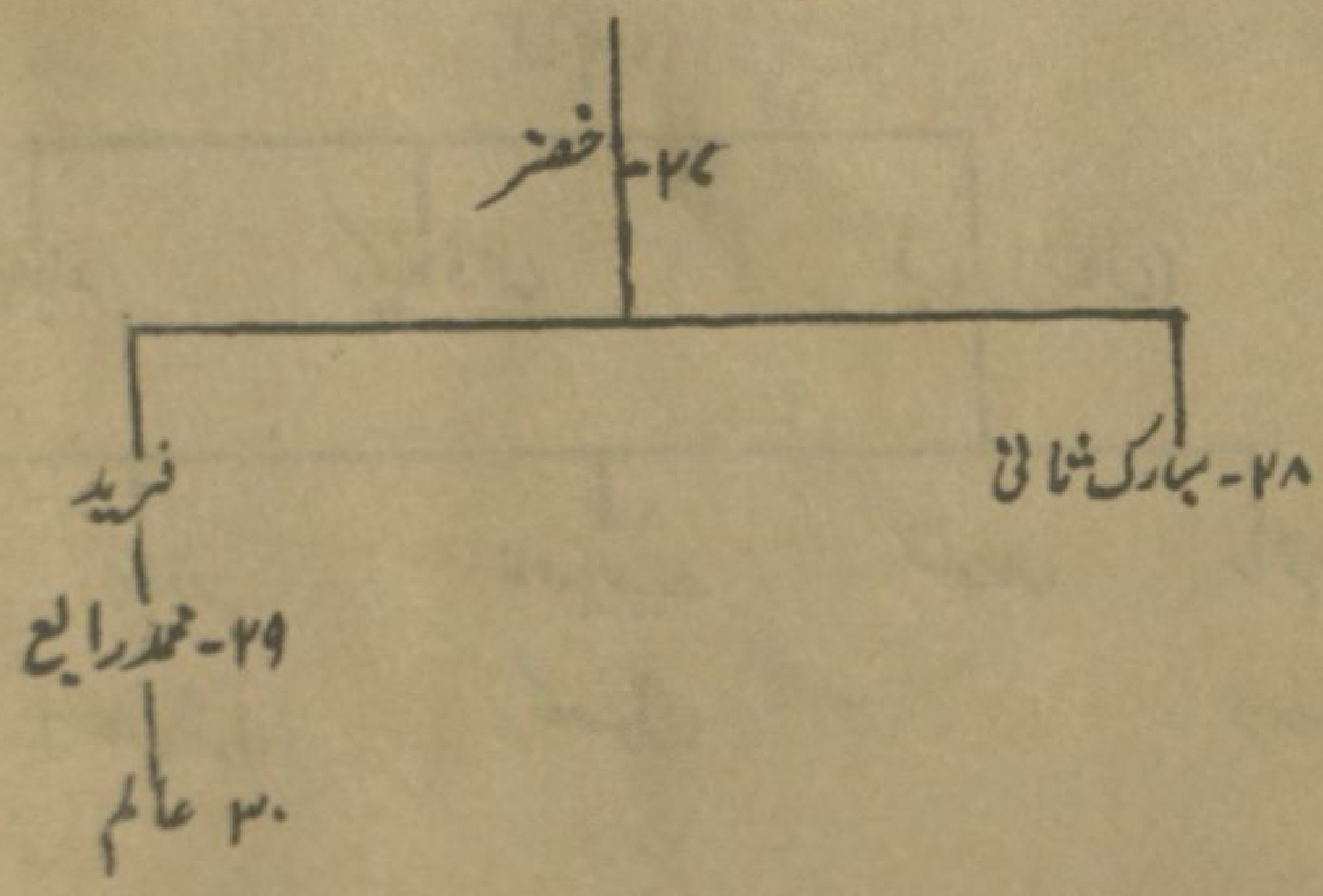
ب۔ غلجی



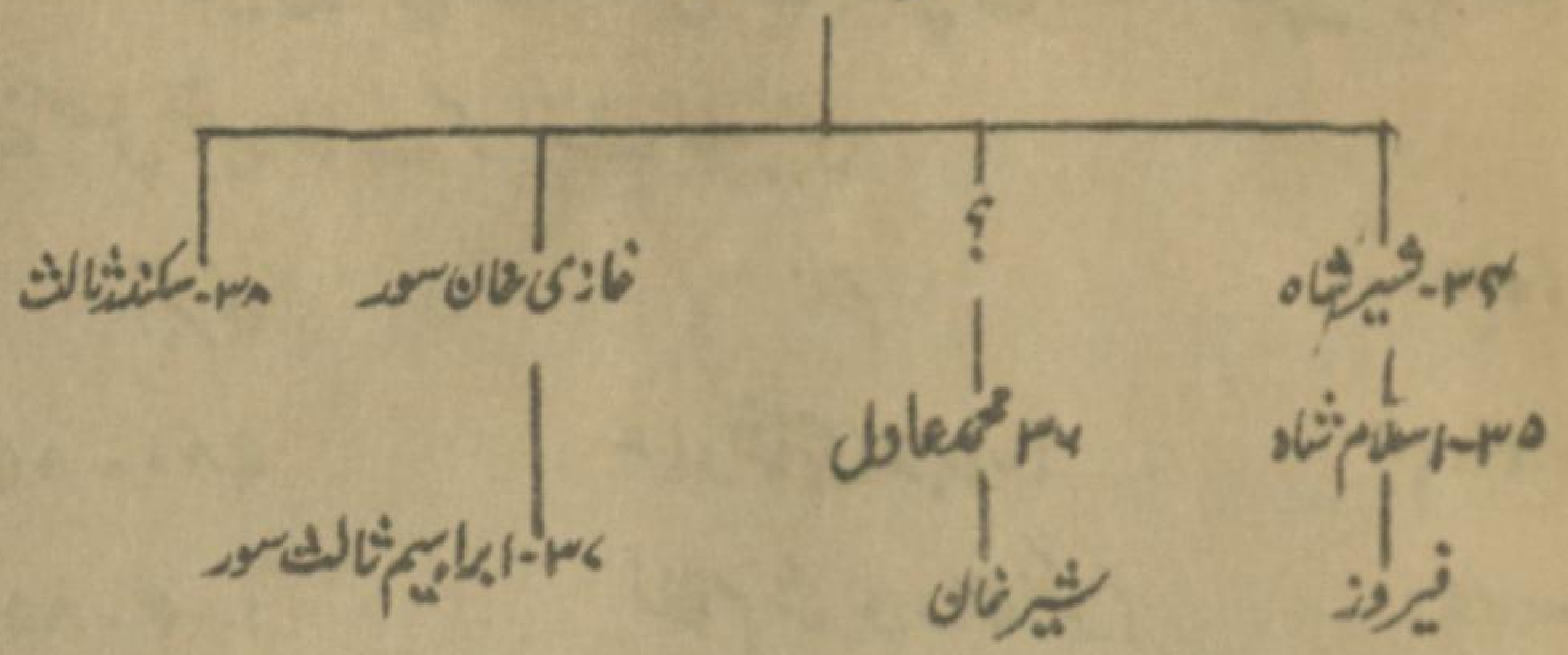
ج۔ تغلق



د۔ سادات



و۔ افاغنہ



ہندوستان کے علاقائی سلسلے

محمد بن تغلق کی قلمرو میں سارا ہندوستان، تلنگانہ اور دکن کے بعض علاقے بھی شامل تھے۔ جو علاقے دور افتادہ تھے۔ وہ محمد بن تغلق کی وفات سے پہلے ہی خود مختار بن بیٹھے تھے اور چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں کئی اور اسلامی اور ہندو خاندان برسر اقتدار آ گئے جنھوں نے تغلقی سلطنت کو اپنی اپنی سلطنتوں میں شامل کر لیا۔ مثلاً

ہجری	نام	عیسوی
۵۹۹-۹۸۴	سلاطین و امرائے بنگال	۱۲۰۲-۱۵۷۶
۷۹۶-۹۰۵	سلاطینِ شرقی جونپور	۱۳۹۴-۱۵۰۰
۸۰۴-۹۳۷	سلاطین مالوہ	۱۴۰۱-۱۵۳۰
۷۹۹-۹۸۰	سلاطین گجرات	۱۳۹۶-۱۵۷۲
۷۳۵-۹۹۵	سلاطینِ کشمیر	۱۳۳۴-۱۵۸۷
۸۰۱-۱۰۰۸	سلاطین خاندیش یعنی فاروقی	۱۳۹۹-۱۵۹۹
۷۴۸-۹۳۳	سلاطین بہمنی (گلبرگہ میں)	۱۳۴۷-۱۵۲۶

سلاطین بہمنی کے زوال کے بعد پانچ اور سلسلے پیدا ہو گئے جنہوں نے بہمنی مقبوضات کو بانٹ لیا۔ یعنی

ہجری	نام	عیسوی
٨٩٠-٩٨٠	عماد شاہی (برار)	١٤٨٤-١٥٧٢
٨٩٦-١٠٠٤	نظام شاہی (احمد نگر)	١٤٩٠-١٥٩٥
٨٩٧-١٠١٨	برید شاہی (بیدر)	١٤٩٢-١٦٠٩
٨٩٥-١٠٩٧	عادل شاہی (بیجاپور)	١٤٨٩-١٦٨٦
٩١٨-١٠٩٨	قطب شاہی (گولکنڈہ)	١٥١٢-١٦٨٧

ہندوستان کے سلسلوں کو اکبر نے اور دکن کے سلسلوں کو اورنگ زیب نے ختم کر کے ان کے متصرفات کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

١٠٧- امرائے سلاطینِ بنگال

سنہ ٥٩٩ھ تا سنہ ٩٨٤ھ

(سنہ ١٢٠٢ء تا سنہ ١٥٧٦ء)

بنگال کا پہلا فاتح محمد بختیار تھا۔ جس نے لکھنوتی کو اپنا دارالخلافہ بنایا اور بنگال کے ایک حصے کے ساتھ اردگرد کا کچھ علاقہ ملا کر ایک چھوٹی سی سلطنت قائم کر لی۔ ساتویں صدی ہجری کے نصف اول میں حکام بنگال کا پایۂ تخت سونارگاؤں تھا اور بنگال کے صوبے میں لکھنوتی اور سونارگاؤں بھی شامل تھے۔ ان تینوں علاقوں کا ایک مشترکہ دارالخلافہ بھی تھا یعنی فیروزآباد یا پنڈوہ۔ سنہ ٨٥٠ھ (١٤٤٦ء) میں لکھنوتی پایۂ تخت قرار پایا۔ لکھنوتی کا دوسرا نام گور تھا۔ سنہ ٩٧٢ھ (١٥٦٤ء) میں ٹانڈہ مرکز

حکومت بن گیا۔

حکامِ بنگال کی حکومت کچھ عرصہ کے لیے صوبۂ بہار، چاٹگانگ اور اڑیسہ پر بھی رہی ہے۔ جب سلاطینِ دہلی کی طاقت گھٹنے لگی تو امرائے بنگال نے خود مختار ہونے کی ٹھان لی۔ چنانچہ کئی آزاد خاندان برسرِ اقتدار آ گئے۔ سنہ ۹۴۴ھ اور سنہ ۹۴۶ھ کے درمیانی عرصہ میں ہمایوں نے بنگال پر قبضہ کر لیا اور جب سنہ ۹۴۶ھ (سنہ ۱۵۳۹ء) میں شیر شاہ نے ہمایوں کو شکست دی تو بنگال میں دوبارہ حکّام مقرر ہونے لگے اور انھیں حکام نے سنہ ۹۶۰ھ میں کئی مستقل سلسلے کھڑے کر دیے۔

الف، حکّامِ بنگال

ہجری	نام	عیسوی
۴۹۹	محمد بختیار خلجی	۱۲۰۲
۵۰۲	عزّ الدین محمد شیران	۱۲۰۵
۵۰۵	علاء الدین مردان	۱۲۰۸
۵۰۸	غیاث الدین عوض	۱۲۱۱
۵۲۴	ناصر الدین محمود	۱۲۲۶
۵۲۷	علاؤ الدین جانی	۱۲۲۹
۵۲۷	سیف الدین ایبک	۱۲۲۹
۵۳۱	عز الدین طغرل طغان خان	۱۲۳۳
۵۴۲	قمر الدین تمر خان قیران	۱۲۴۴
۵۴۴	اختیار الدین (مغیث الدین) ایوزبک	۱۲۴۶

ہجری	نام	عیسوی
؟ ۵۵۶	جلال الدین مسعود ملک جانی	۱۲۵۸
۵۵۷	عز الدین بلبن	۱۲۵۸
؟ ۵۵۹	محمد ارسلان تتار خان	؟ ۱۲۶۰
	شبیر خان	
	امین خان	
۶۷۷	مغیث الدین طغرل	۱۲۷۸
۶۸۱	ناصر الدین بغرا خان	۱۲۸۲
۶۹۱	رکن الدین کیکاؤس	۱۲۹۱
۷۰۲	شمس الدین فیروز شاہ	۱۳۰۲
۷۱۸	شہاب الدین بغرا شاہ (مغربی بنگال)	۱۳۱۸
۷۱۰	غیاث الدین بہادر شاہ (مشرقی بنگال)	۱۳۱۰
۷۱۹	غیاث الدین بہادر شاہ (تمام بنگال)	۱۳۱۹
۷۲۳-۷۲۶	ناصر الدین لکھنوتی	۱۳۲۳-۱۳۲۵
۷۲۵-۷۳۱	بہادر شاہ دوبارہ بہرام کے ساتھ (مشرقی بنگال)	۱۳۲۴-۱۳۳۰
۷۳۱-۷۳۹	بہرام شاہ (اکیلا)	۱۳۳۰-۱۳۳۸
۷۲۶-۷۴۰	قدر خان	۱۳۲۵-۱۳۳۹
۷۲۴-۷۴۰	عز الدین اعظم الملک (ست گاؤں)	۱۳۲۳-۱۳۳۹

ب: سلاطین بنگالہ

۷۳۹-۷۵۰	فخر الدین مبارک شاہ (مشرقی بنگال)	۱۳۳۸-۱۳۴۹

ہجری	نام	عیسوی
۷۵۰-۷۵۳	اختیار الدین غازی شاہ (مشرقی بنگال)	۱۳۴۹-۱۳۵۲
۷۴۰-۷۴۶	علاؤ الدین علی شاہ (مغربی بنگال)	۱۳۳۹-۱۳۴۵

خاندانِ الیاس

ہجری	نام	عیسوی
۷۴۶	شمس الدین الیاس شاہ (مغربی بنگال)	۱۳۴۵
۷۵۳-۷۵۹	" " " (تمام بنگال)	۱۳۵۲-۱۳۵۸
۷۵۹-۷۹۲	سکندر شاہ اوّل بن الیاس	۱۳۵۸-۱۳۸۹
	غیاث الدین اعظم شاہ بن سکندر (۷۷۲ میں بغاوت کی)	
۷۹۲	" " " (سلطنت مل گئی)	۱۳۸۹
۷۹۹	سیف الدین حمزہ شاہ بن اعظم شاہ	۱۳۹۶
۸۰۹	شمس الدین بن حمزہ شاہ	۱۴۰۶

خاندانِ راجہ کانس

ہجری	نام	عیسوی
۸۱۲	شہاب الدین بایزید شاہ (راجہ کانس کے ساتھ)	۱۴۰۹
۸۱۷	جلال الدین محمد شاہ بن راجہ کانس	۱۴۱۴
۸۳۵	شمس الدین احمد شاہ بن محمد	۱۴۳۱

خاندانِ الیاس (دوبارہ)

ہجری	نام	عیسوی
۸۴۶	ناصر الدین محمود شاہ اوّل	۱۴۴۲
۸۶۴	رکن الدین باربک شاہ بن محمود	۱۴۵۹

ہجری	نام	عیسوی
۸۷۹	شمس الدین یوسف شاہ بن باربک	۱۴۷۴
۸۸۶	سکندر شاہ ثانی بن یوسف	۱۴۸۱
۸۸۶	جلال الدین فتح شاہ بن محمود اوّل	۱۴۸۱

سلاطینِ حبشی

ہجری	نام	عیسوی
۸۹۲	سلطان شاہزادہ باربک	۱۴۸۶
۸۹۲	سیف الدین فیروز شاہ اوّل	۱۴۸۶
۸۹۵	ناصر الدین محمود شاہ ثانی بن فتح شاہ (از خاندانِ الیاس)	۱۴۸۹
۸۹۶	شمس الدین ابوالنصر مظفر شاہ	۱۴۹۰

خاندانِ حسین شاہ

ہجری	نام	عیسوی
۸۹۹	علاء الدین حسین شاہ	۱۴۹۳
۹۲۵	ناصر الدین نصرت شاہ بن حسین	۱۵۱۸
۹۳۹	علاء الدین فیروز شاہ بن نصرت	۱۵۳۲
۹۳۹-۹۴۴	غیاث الدین محمود شاہ ثالث بن حسین	۱۵۳۲-۱۵۳۷

(سنہ ۹۴۳ھ میں ایک چھوٹے علاقے کا حاکم تھا)

(اس خاندان کو ہمایوں نے ختم کیا تھا)

خاندانِ سور

ہجری	نام	عیسوی
۹۶۰	شمس الدین محمد سور غازی شاہ	۱۵۵۲
۹۶۲	بہادر شاہ خضر بن محمد سور	۱۵۵۴

ہجری	نام	عیسوی
۹۶۸	غیاث الدین جلال شاہ بن محمد سور	۱۵۶۰
۹۷۱	پسرِ غیاث الدین	۱۵۶۳

خاندانِ سلیمان قرارانی

۹۷۱	سلیمان خان قرارانی (بہار و بنگال)	۱۵۶۳
۹۸۰	بایزید شاہ بن سلیمان	۱۵۷۲
۹۸۰-۹۸۴	داؤد شاہ بن سلیمان	۱۵۷۲-۱۵۷۶

(اس خاندان کو مغلوں نے ختم کیا)

۸۰۱۔ سلاطینِ شرقی جونپور

خواجہ جہان (محمود تغلقی کا وزیر) وزارت کو چھوڑ کر جونپور چلا گیا۔ جہاں اس نے ایک مستقل سلسلے کی بنیاد ڈال دی۔ اس کی قلمرو میں بہار، قنوج اور بھڑائچ بھی شامل تھے۔ اس خاندان نے نہایت دانش مندی سے حکومت کی۔ یہ لوگ اپنے پہلے آقاؤں یعنی سلاطینِ دہلی سے کئی مرتبہ الجھے اور دو دفعہ فتح بھی حاصل کی۔ اسی طرح سلاطینِ مالوہ سے بھی لڑتے جھگڑتے رہے۔ آخر سنہ ۸۸۱ھ اور بقول بعض سنہ ۸۷۹ھ میں جونپور پر سکندر شاہ بن بہلول نے قبضہ کر لیا لیکن حسین شاہ جونپوری کے بعض طرفدار شاہانِ دہلی کی اطاعت سے منحرف رہے اور مدتوں اپنے خاندان کو برسرِ اقتدار لانے کی کوشش کرتے رہے۔

ہجری	نام	عیسوی
۷۹۶	خواجہ جہان	۱۳۹۴
۸۰۲	مبارک شاہ	۱۳۹۹
۸۰۳	شمس الدین ابراہیم شاہ شرقی بن مبارک شاہ	۱۴۰۰
۸۴۴	محمود شاہ بن ابراہیم	۱۴۴۰
۸۶۱	محمد شاہ بن محمود (اپنے والد کے ساتھ)	۱۴۵۶
۸۶۳ - ۹۰۵	حسین شاہ بن محمود (۸۸۱ھ میں بنگال بھاگ گیا اور ۹۰۵ھ میں فوت ہوگیا)	۱۴۵۸ - ۱۵۰۰

(اس سلسلے کو سلاطینِ دہلی نے ختم کیا)

۱۰۹۔ شاہانِ مالوہ

مالوہ راجپوتوں کا پرانا مرکز تھا۔ یہ راجپوت تین سو برس تک مسلمانوں کا مقابلہ کرتے رہے لیکن آخر سلطان بلبن کے عہد میں سلاطینِ دہلی کے سامنے ہتھیار ڈالنے پہ مجبور ہو گئے۔ مالوہ کا پایۂ تخت اوجین تھا۔ جسے راجپوتوں نے علم و ادب کا مرکز بنا رکھا تھا اور ہر مورّخ اس کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا ہے۔ اس قلمرو کی حدود یہ تھیں۔ شمال میں چمبل، جنوب میں دریائے نربدا، مشرق میں بندھیل کھنڈ اور مغرب میں گجرات۔ سلاطینِ خلجی کے عہد میں ہوشنگ آباد، رنتھمبور اور ایلچ بھی اسی قلمرو کا حصہ تھے اور امرائے چتوڑ بھی کچھ مدت مالوہ کے خراج گزار رہے۔

اسلامی مالوہ کا پایۂ تخت مندو قرار پایا جسے ہوشنگ غوری نے پہاڑی دروں میں ایک وسیع جگہ پہ تعمیر کیا تھا۔

مالوہ میں دو اسلامی سلسلے فرمانروا رہے۔ پہلے سلسلے کا بانی دہلی کا ایک حاکم دلاور خان غوری تھا جس کے پوتے پر یہ خاندان ختم ہوگیا تھا پوتے کا نام محمد غزنی خان تھا۔ اس کا وزیر محمود خلجی تھا جس نے اپنے آقا کے زوال کے بعد خلجیوں کا سلسلہ شروع کیا جو ۹۳۷ھ (۱۵۳۰ء) تک جاری رہا۔ اس سلسلے کو گجرات کے فرمانرواؤں نے ختم کیا جو شاہان مالوہ سے ہمیشہ برسرپیکار رہتے تھے۔

یہ خلجی فن جنگ کے ماہر تھے۔ ان کے عہد میں مالوہ کے لشکر ایک طرف دہلی کے دروازے تک اور دوسری طرف بیدر تک پہنچ گئے تھے اور چتوڑ نیز چندیری کے راجپوتوں سے ہمیشہ لڑتے رہتے تھے۔

۱۔ غوری

ہجری	نام	عیسوی
۸۰۴	دلاور خان غوری	۱۴۰۱
۸۰۸	ہوشنگ الپ خان بن دلاور	۱۴۰۵
۸۳۸	محمد غزنی خان بن ہوشنگ	۱۴۳۴

۲۔ خلجی

۸۳۹	محمود شاہ اوّل خلجی	۱۴۳۵
۸۸۰	غیاث شاہ بن محمود	۱۴۷۵
۹۰۶	ناصر شاہ بن غیاث شاہ	۱۵۰۰
۹۱۶-۹۳۷	محمود شاہ ثانی بن ناصر شاہ	۱۵۱۰-۱۵۳۰

۱۱۰۔ سلاطینِ گجرات

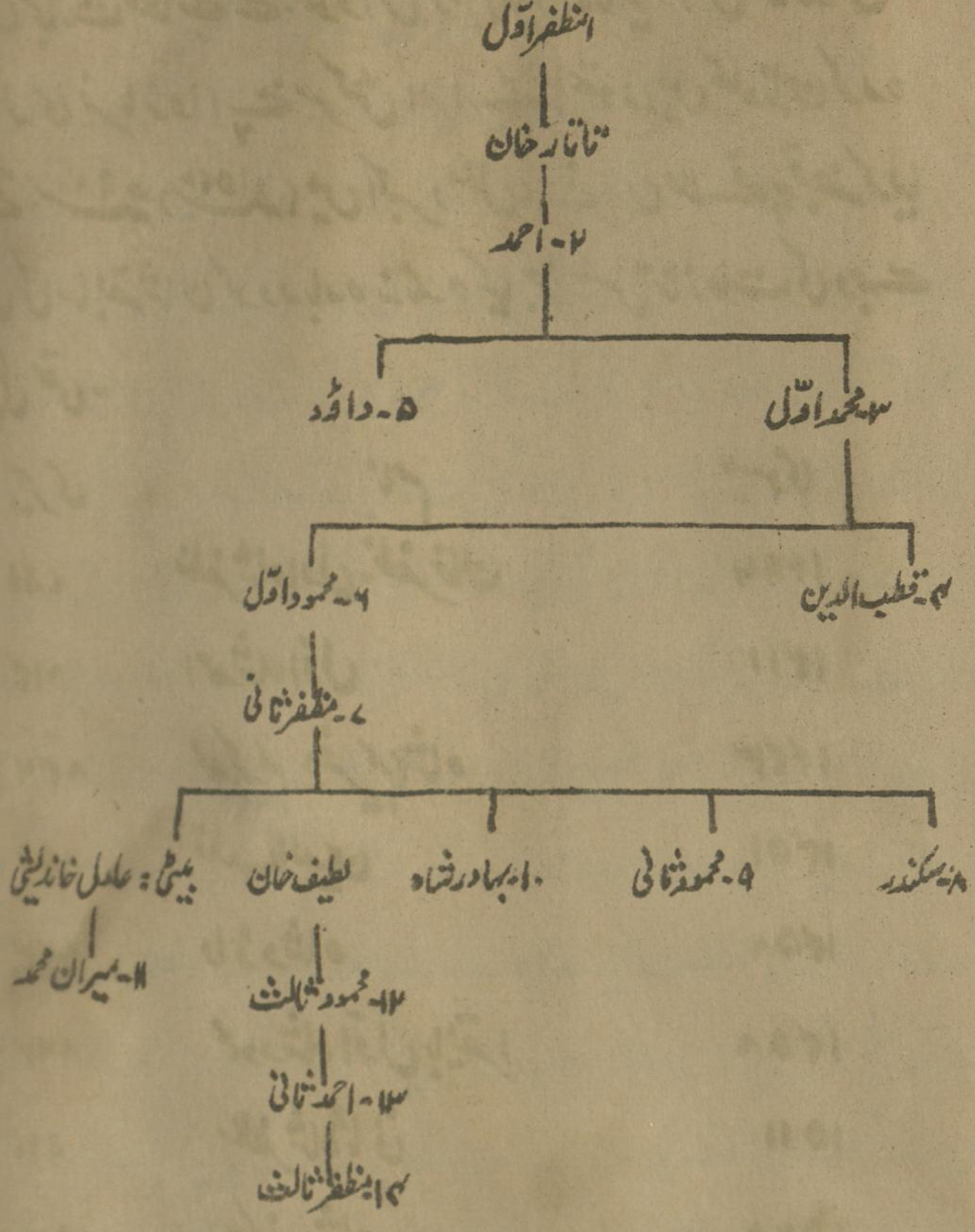
گجرات جغرافیائی تحفظات کی وجہ سے مدتوں اسلامی حملوں سے محفوظ رہا اس کے سامنے صحرائے عظیم، کوہ وندھیا کے سلسلے اور آراوآلی کے پہاڑ واقع تھے اور اس لیے اس علاقے پر دریائی راستے کے بغیر چڑھائی مشکل تھی۔ آٹھویں صدی ہجری کے آخر میں دہلی کے فرمانروا علاؤالدین نے گجرات پر قبضہ کر لیا۔ سو برس بعد گجرات دوبارہ خود مختار ہو گیا لیکن اس مرتبہ اس کے فرمانروا ہندوؤں کی بجائے مسلمان تھے سنہ ۷۹۴ھ میں ایک ہندو راجپوت مسلمان ہو گیا۔ اس کا اسلامی نام ظفر خان تھا۔ اسے سلطان دہلی نے گجرات کا حاکم بنا کر بھیجا۔ لیکن سنہ ۷۹۹ھ (سنہ ۱۲۹۶ء) میں اس نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ راجپوت راجے اور بھیل کے وحشی قبائل اس کے خلاف اُٹھ پڑے اور اس کی سلطنت ایک چھوٹے سے علاقے تک محدود ہو گئی جو ساحل دریا کی سطح مرتفع پہ واقع ہے۔ بایں ہمہ جزیرہ نمائے سورت تک کا ساحل اس کے قبضے میں تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایدر اور دیو پہ قبضہ کر لیا۔ جالور کو برباد کر ڈالا اور سنہ ۸۱۰ھ (سنہ ۱۴۰۷ء) میں مالوہ کو مسخر کر لیا۔ احمد شاہ اوّل اس کا جانشین تھا جس نے احمد آباد کی بنیاد ڈالی اور اس کے بعد اس شہر کو پایہ تخت بنا لیا۔ مغلوں کے عہد میں بھی یہی شہر گجرات کا دارالخلافہ رہا آج تک اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔

محمود شاہ اوّل نے مالوہ (جو بعد میں اس خاندان کے قبضے سے نکل گیا تھا) اور خاندیش کے ساتھ لڑائیاں شروع کر دیں۔ چمپانیر اور کاٹھیاوار کے ایک مشہور مقام جونگڑھ کو فتح کر لیا۔ سمندری بیڑے کے زور سے دریائی ڈاکوؤں

کو مسلسل شکستیں دیں اور اُن پرتگالیوں سے بھی لڑا جنھیں بہادر شاہ نے دیو میں حقوقِ تجارت عطا کیے تھے۔ محمود اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس خاندان کے آخری فرمانروا اپنے سرکش امرا کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گئے تھے۔ سنہ ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) میں اکبر (مغل) نے اس علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس کی سابقہ شان کو دوبارہ زندہ کیا جو مسلسل تنازعات کی وجہ سے مٹ چکی تھی۔

ہجری	نام	عیسوی
۷۹۹	مظفر شاہ اول۔ ظفر خان	۱۳۹۶
۸۱۴	احمد شاہ اوّل	۱۴۱۱
۸۴۶	محمد کریم (قریم) شاہ	۱۴۴۳
۸۵۵	قطب الدین	۱۴۵۱
۸۶۳	داؤد شاہ	۱۴۵۸
۸۶۳	محمود شاہ اوّل بایقرا	۱۴۵۸
۹۱۷	مظفر شاہ ثانی	۱۵۱۱
۹۳۲	سکندر شاہ	۱۵۲۵
۹۳۲	ناصر خان محمود ثانی	۱۵۲۵
۹۳۲	بہادر شاہ	۱۵۲۶
۹۴۳	میران محمد شاہ فاروقی (از خاندانِ خاندیش)	۱۵۳۶
۹۴۴	محمود شاہ ثالث	۱۵۳۷
۹۶۱	احمد شاہ ثانی	۱۵۵۴
۹۶۹ - ۹۸۰	مظفر شاہ ثالث حبیب	۱۵۶۱ - ۱۵۷۲

(اس سلسلے کو شہنشاہانِ مغلیہ نے ختم کیا۔



۱۱۱۔ سلاطینِ خاندیش

اس سلسلے کا بانی ناصر خان ہے جس نے سلاطینِ دہلی کی اطاعت کا جُوا اتار پھینکا تھا اور یہ اپنے آپ کو عمر فاروق رضؓ کی پشت سے سمجھتا تھا۔ شاہانِ گجرات سے بھی رشتہ تھا۔ دریائے تپتی کا نشیبی علاقہ اس کی قلمرو میں شامل تھا۔ گجرات اور اس کی سلطنت کے درمیان ایک جنگل حدِ فارق کا کام دیتا

تھا۔اس کا پایۂ تخت قلعۂ اسیر گڑھ کے پاس ایک شہر برہان پور تھا۔

اکبر بادشاہ نے برہان پور پر قبضہ جمانے کے بعد سنہ ۹۷۰ھ (۱۵۶۲ء) میں ناصر خان کو اپنی طرف سے یہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ سنہ ۱۰۰۸ھ میں مغلوں نے خاندیش کو مسخر کر لیا اور چھ ماہ کے محاصرے کے بعد قلعۂ اسیر گڑھ بھی مغلیہ سلطنت کا ایک حصہ بن گیا اور اس طرح یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۷۷۲	ملک راجہ	۱۳۷۰
۸۰۱	ناصر خان	۱۳۹۹
۸۴۱	میران عادل خان اوّل	۱۴۳۷
۸۴۴	میران مبارک اوّل	۱۴۴۱
۸۶۱	عادل خان ثانی	۱۴۵۷
۹۰۹	داؤد خان	۱۵۰۳
۹۱۶	عادل خان ثالث	۱۵۱۰
۹۲۶	میران محمد شاہ اوّل	۱۵۲۰
۹۴۲	میران مبارک ثانی	۱۵۳۵
۹۷۴	میران محمد ثانی	۱۵۶۶
۹۸۴	علی خان	۱۵۷۶
۱۰۰۵ - ۱۰۰۸	بہادر شاہ	۱۵۹۶ - ۱۵۹۹

(اس سلسلے کو بھی شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

دکن

۱۲۔ سلاطینِ بہمنی

مسلمانوں نے دکن کے ایک حصّے پر علاءُ الدین (شاہ دہلی) کے عہد میں قبضہ کیا تھا۔ ہم اوراق گزشتہ میں بتلا چکے ہیں کہ علاءُ الدین نے سنہ ۱۲۹۴ء میں دیوگری اور ایلچ پور کو مسخر کر لیا تھا اور سات پوڑہ پہاڑ کے جنوب میں اپنی نئی سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔

سنہ ۱۳۲۲ء میں محمد بن تغلق نے تلینگانہ کو فتح کر کے اس نئی سلطنت اسلامی کی حدود کو اور وسیع کر لیا اور کچھ عرصے تک دیوگری ہی کو جو بعد میں دولت آباد کے نام سے مشہور ہو گیا تھا، اپنا پایۂ تخت بنائے رکھا۔ محمد بن تغلق کے زمانے میں کافی انقلابات آئے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ دکن کی یہ نئی سلطنت آزاد ہو گئی۔ سنہ ۷۴۷ھ (۱۳۴۷ء) سے دو سو برس بعد تک شاہانِ بہمنی گلبرگہ، ورنگال اور بیدار (شمالی دکن) پر دریائے کیستنہ کے کناروں تک حکومت کرتے رہے۔

بہمنی سلسلے کا بانی ایک افغان حسن گانگو تھا جو پہلے دہلی کے ایک برہمن کے ہاں ملازم تھا۔ تغلقی شاہوں کے دربار میں بلند مناصب پر فائز ہوا اور اپنا لقب ظفر خاں رکھ لیا۔

جب اہلِ دکن نے محمد بن تغلق کے خلاف بغاوت کی تو حسن گانگو باغیوں کا سردار بن گیا۔ شاہی افواج کو دکن سے نکال دیا۔ گلبرگہ کے تخت پر

سلطان بن کر بیٹھ گیا اور اپنا پورا نام علاءُالدین حسن گانگو ظفر خان بہمنی رکھ لیا۔

اس کی قلمرو شمال میں برار، جنوب میں دریائے کیستنہ، مشرق میں تلینگانہ، اور مغرب میں سمندر تک پھیلی ہوتی تھی۔ موجودہ بمبئی کا کانی علاقہ، دکن کا بیشتر حصّہ اور سورت اس قلمرو میں شامل تھے۔ تلینگانہ اور وجے نگر کے راجوں کو بزورِ شمشیر اپنا باجگذار بنا لیا تھا۔

علاءُالدین احمد ثانی کے عہد میں کنکن کا علاقہ بھی اس سلطنت میں شامل ہو گیا۔ خاندیش اور گجرات کے فرمانروا بھی مغلوب ہو گئے۔ ۸۷۵ھ (۱۴۷۱ء) میں محمد شاہ ثانی نے اڑیسہ پر حملہ کیا اور شہر کنجورآم پہ قبضہ کر لیا۔ جنوب میں بلگاریوں کے راجے پر حملہ کر دیا اور اس طرح سلطنتِ بہمنی سمندر کے مشرقی ساحل سے مغربی ساحل تک پھیل گئی جس میں سارا دکن اور میسور بھی شامل تھے۔

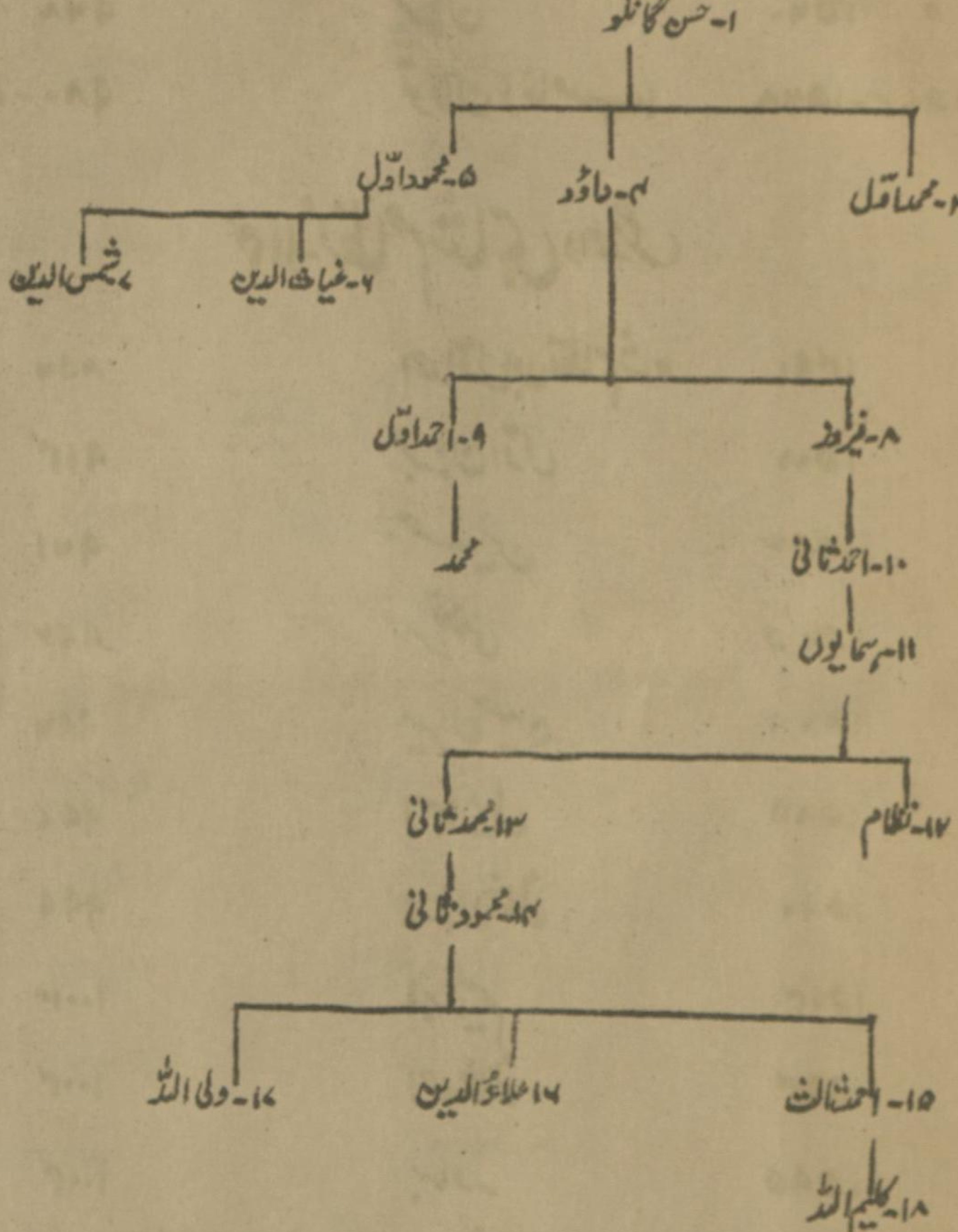
قلمروِ بہمنی کی یہی توسیع اس کے زوال کا باعث بنی۔ محمد شاہ ثانی کے ایک سردار یوسف عادل شاہ نے بیجاپور کو آزاد کرا لیا۔ نظام الملک جنیر میں خود مختار بن بیٹھا اور عماد الملک نے برار میں علمِ استقلال بلند کر دیا۔ اور رفتہ رفتہ ساری سلطنت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ ان جدید سلسلوں کے نام یہ ہیں، برار کے عماد شاہی، بیدر کے برید شاہی، احمد نگر کے نظام شاہی بیجاپور کے عادل شاہی اور گولکنڈہ کے قطب شاہی۔ ان ہی سلسلوں نے بہمنی قلمرو کو آپس میں بانٹ لیا تھا۔

ہجری	نام	عیسوی
۷۴۸	حسن گانگو علاءُالدین ظفر خان	۱۳۴۷
۷۵۹	محمد شاہ اوّل	۱۳۵۸

ہجری	نام	عیسوی
۷۷۶	مجاہد شاہ	۱۳۷۵
۷۸۰	داؤد شاہ	۱۳۷۸
۷۸۰	محمود شاہ اوّل	۱۳۷۸
۷۹۹	غیاث الدین	۱۳۹۷
۷۹۹	شمس الدین	۱۳۹۷
۸۰۰	تاج الدین فیروز شاہ	۱۳۹۷
۸۲۵	احمد شاہ اول	۱۴۲۱
۸۳۸	علاءُ الدین احمد شاہ ثانی	۱۴۳۵
۸۶۲	علاءُ الدین ہمایوں شاہ	۱۴۵۷
۸۶۵	نظام شاہ	۱۴۶۱
۸۶۷	محمد شاہ ثانی	۱۴۶۳
۸۸۷	محمود شاہ ثانی	۱۴۸۲
۹۲۴	احمد شاہ ثالث	۱۵۱۸
۹۲۷	علاءُ الدین شاہ	۱۵۲۰
۹۲۹	ولی اللہ شاہ	۱۵۲۲
۹۳۲-۹۳۳	کلیم اللہ شاہ	۱۵۲۵-۱۵۲۶

(اس سلسلے کی سلطنت کو دکن کے نئے پانچ سلسلوں نے بانٹ لیا)

سلاطینِ بہمنی



۱۱۳- عماد شاہی (برار)

ہجری	نام	عیسوی
۸۹۰	فتح اللہ	۱۴۸۴
۹۱۰	علاء الدین	۱۵۰۴

ہجری	نام	عیسوی
قریباً ۹۳۶	دریار	۱۵۲۹ قریباً
" ۹۶۸	برہان	۱۵۶۰ "
۹۷۷-۹۸۰	توفان (غاصب)	۱۵۶۸-۱۵۷۲

۱۱۴- نظام شاہی (احمد نگر)

۸۹۶	احمد اوّل بن نظام شاہ	۱۴۹۰
۹۱۴	برہان اوّل	۱۵۰۸
۹۶۱	حسین	۱۵۵۳
۹۷۲	مرتضیٰ	۱۵۶۵
۹۹۶	میران حسین	۱۵۸۸
۹۹۷	اسماعیل	۱۵۸۹
۹۹۹	برہان ثانی	۱۵۹۰
۱۰۰۳	ابراہیم	۱۵۹۴
۱۰۰۴	احمد ثانی	۱۵۹۴
۱۰۰۴	بہادر	۱۵۹۵

(اس سلسلے کو شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

۱۱۵- بریدشاہی (بیدر)

۸۹۷	قاسم اوّل	۱۴۹۲
۹۱۰	امیر اوّل	۱۵۰۴

ہجری	نام	عیسوی
۹۴۵	علی	۱۵۳۹
۹۹۰	ابراہیم	۱۵۶۲
۹۹۷	قاسم ثانی	۱۵۶۹
۱۰۰۰	مرزا علی	۱۵۷۲
قریباً ۱۰۱۸	امیر ثانی	۱۶۰۹ قریباً

۱۱۶- عادل شاہی (بیجاپور)

۸۹۵	یوسف عادل شاہ	۱۴۸۹
۹۱۶	اسماعیل	۱۵۱۱
۹۴۱	ملو	۱۵۳۴
۹۴۱	ابراہیم اوّل	۱۵۳۵
۹۶۵	علی اوّل	۱۵۵۷
۹۸۷	ابراہیم ثانی	۱۵۷۹
۱۰۳۵	محمد	۱۶۲۶
۱۰۷۰-۱۰۹۷	علی ثانی	۱۶۶۰-۱۶۸۶

(اس سلسلے کو بھی شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

۱۱۷- قطب شاہی (گولکنڈہ)

۹۱۸	سلطان قلی	۱۵۱۲
۹۵۰	جمشید	۱۵۴۳

ہجری	نام	عیسوی
۹۵۷	سبحان قلی	۱۵۵۰
۹۵۷	ابراہیم	۱۵۵۰
۹۸۹	محمد قلی	۱۵۸۱
۱۰۲۰	عبداللہ	۱۶۱۱
۱۰۸۳-۱۰۹۸	ابوالحسن	۱۶۷۲-۱۶۸۸

(اس سلسلے کو بھی شاہانِ مغلیہ نے ختم کیا)

۱۱۸۔ سلاطینِ مغلیہ

سنہ ۹۲۳ھ تا سنہ ۱۲۷۵ھ

سنہ ۱۵۲۵ء تا سنہ ۱۸۵۷ء

ہندوستان کے مغل فاتح بابر کا رشتۂ نسب[۱] پانچویں پشت میں امیر تیمور سے جا ملتا ہے۔ سنہ ۸۸۸ھ (سنہ ۱۴۸۲ء) میں بابر فرغانہ میں پیدا ہوا۔ جہاں اس کا والد حکمران تھا جب شیبانی ازبکوں نے سنہ ۹۱۰ھ (سنہ ۱۵۰۴ء) میں فرغانہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا تو بابر افغانستان میں بھاگ آیا اور یہیں حکومت قائم کر لی۔ سنہ ۹۰۹ھ (سنہ ۱۵۰۳ء) میں بدخشاں۔ سنہ ۹۱۰ھ میں کابل اور سنہ ۹۱۳ھ (سنہ ۱۵۰۷ء) میں قندھار پر قابض ہو گیا۔ سنہ ۹۳۲ھ (سنہ ۱۵۲۵ء) میں ترک فوج ہمراہ لے کر پنجاب پر حملہ کر دیا اور لاہور پر قابض ہو گیا۔ ۷؍ رجب سنہ ۹۳۲ھ ۲۰؍ اپریل سنہ ۱۵۲۶ء کو پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دی معاً بعد دہلی اور آگرہ کو مسخر کر لیا اور اس کی حکومت کا دامن دریائے اٹک

---

[۱] بابر بن عمر شیخ بن سلطان ابوسعید بن محمد جلال الدین میراں شاہ بن تیمور۔

سے بنگال تک وسیع ہو گیا۔ بابر کا ارادہ یہ تھا کہ بنگال، گجرات اور مالوہ کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کر لے لیکن ۹۳۷ھ (۱۵۳۰ء) میں فوت ہو گیا۔

گو بابر کے انتقال کے وقت ہمایوں کی عمر صرف انیس برس کی تھی لیکن اس نے پختہ ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے والد کی تجاویز جہانگیری کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا۔ چنانچہ اس نے گجرات اور مالوہ پر حملہ کیا لیکن ناکامیاب رہا۔ بنگال کے افغانوں نے شیر شاہ سوری (جس نے برار کی حکومت دھوکے سے حاصل کی تھی) کی سپہ سالاری میں مغل افواج کو شکست پہ شکست دینا شروع کی۔ چوکنسا کے مقام پر ۹۴۶ھ (۱۵۳۹ء) میں شیر شاہ نے ہمایوں پہ ایک ناگہانی حملہ کر کے مغل افواج کو بنگال کی حدود سے باہر نکال دیا اور قنوج میں ہمایوں کو ایک اور شکست دے کر گجرات کے بغیر باقی سارے ہندوستان پر قبضہ کر لیا۔ ہمایوں پہلے سندھ میں پناہ گزین ہوا پھر ایران چلا گیا۔

پندرہ سال بعد ہمایوں نے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ شیر شاہ فوت ہو چکا تھا اور اس کے نااہل جانشینوں کی وجہ سے ملک میں بدامنی پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ ایک ہی حملے میں ہمایوں نے ۹۶۲ھ (۱۵۵۵ء) میں دہلی پہ قبضہ کر لیا۔ ۱۵۵۶ء میں ہمایوں کا انتقال ہو گیا اور جلال الدین اکبر چودہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔

اکبر کے ایک سردار بیرم خاں (ترکی النسل) نے ۲ محرم ۹۶۴ھ (۵ نومبر ۱۵۵۶ء) کو پانی پت کے تاریخی میدان میں ہندو افواج کو جو ہیمو کی کمان میں تھیں شکستِ فاش دی۔ اس شکست کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر ہندوستان کے بہت بڑے حصے کا مالک بن گیا۔ دہلی اور آگرہ کی فتح بھی اسی لڑائی کا نتیجہ تھی۔ ۹۶۶ھ (۱۵۵۷ء) میں گوالیار ۹۶۷ھ (۱۵۵۹ء) میں جونپور اور

سنہ ۹۶۹ھ (۱۵۶۱ء) و سنہ ۹۷۰ھ (۱۵۶۲ء) کے درمیانی عرصہ میں مالوہ اور خاندیش پہ قابض ہو گیا چتوڑ پر حملہ کرنے کے بعد سنہ ۹۷۵ھ (۱۵۶۷ء) میں راجپوتانہ اور سنہ ۹۸۰ھ (۱۵۷۲ء) میں گجرات پہ قبضہ کر لیا۔ بنگال نے شاہانِ مغلیہ کی اطاعت کا اعلان کرنے کے بعد بغاوت کر دی۔ چنانچہ سنہ ۹۸۲ھ۔۹۸۴ھ (۱۵۷۵ء۔۱۵۷۷ء) کے درمیانی عرصے میں اکبر نے بنگال کو دوبارہ مطیع بنایا۔ سنہ ۹۹۴ھ (۱۵۸۶ء) میں کشمیر اور چھ برس بعد قندھار کو مسخر کر لیا۔

اکبر کو معلوم ہو گیا کہ دکن کے داخلی معاملات میں دخل دینا قرین مصلحت نہیں۔ اس لیے اس نے دکن کو نظر انداز کر کے ساری توجہ سلطنت کی مدافعت پہ مرکوز کر دی۔ چونکہ خاندیش کے ساحلی علاقہ کی طرف سے لئے پورا اطمینان حاصل نہیں تھا۔ اس لیے اسے مسخر کر لیا اور اس کے پایۂ تخت یعنی برہان پور اور اسیر گڑھ کے قلعہ کو جسے سنہ ۱۰۰۸ھ (۱۶۰۱ء) میں اکبر نے انگریز توپ اندازوں سے چھ ماہ کے مقابلے کے بعد حاصل کیا تھا۔ فوجی چھاؤنی بنا لیا۔ مزید برآں برار کو قلعہ احمد نگر سمیت سنہ ۱۰۰۷ھ (۱۶۰۰ء) میں فتح کر لیا اور شاہانِ بیجاپور اور گولکنڈہ کو اپنا خراج گزار بنایا جب تک کہ اکبر اپنی جنوبی سرحدات کی حفاظت سے فارغ نہ ہوا۔ اُس نے دکن کی طرف توجہ نہ دی اور جب فارغ ہو گیا تو اس طرف متوجہ ہوا لیکن اس کی وفات سنہ ۱۰۱۴ھ (۱۶۰۵ء) تک خاص دکن کا علاقہ اس کے تصرف میں نہ آسکا۔

جہاں تک فتح دکن کا تعلق ہے۔ محمد بن تغلق کا صحیح جانشین اورنگ زیب عالمگیر تھا۔ اپنے والد شاہجہان کے زمانے میں عالمگیر سنہ ۱۰۴۵ھ سے سنہ ۱۰۵۲ھ (۱۶۳۶ء۔ ۱۶۴۳ء) تک دکن کے مفتوحہ علاقے کا حاکم رہا۔ اس علاقے

کو اس نے چار قسمتوں میں بانٹ رکھا تھا۔ اوّل دولت آباد اور احمد نگر۔ دوم: خاندیش۔ سوم تلینگانہ اور چہارم برار۔ سنہ ۱۰۶۶ھ (۱۶۵۶ء) میں شاہ گولکنڈہ کو بھی اپنا باجگذار بنا لیا۔

چونکہ عالمگیر کے بھائیوں نے تختِ دہلی کے متعلق فتنہ بپا کر دیا تھا اس لیے عالمگیر دکن کی طرف پوری طرح متوجہ نہ ہو سکا۔ جب تخت نشینی سنہ ۱۰۶۹ھ (۱۶۵۹ء) کے بعد ان جھگڑوں سے فارغ ہوا۔ تو سنہ ۱۰۹۱ھ (۱۶۸۱ء) میں جنوبی علاقوں میں مہمات کا وہ طویل سلسلہ شروع کیا جو بائیس برس بعد اس کی موت کے ساتھ ہی ختم ہوا۔ اس نے سنہ ۱۰۹۶ھ (۱۶۸۶ء) میں بیجاپور سنہ ۱۰۹۷ھ (۱۶۸۷ء) میں گولکنڈہ کی تسخیر کے ساتھ عادلشاہی اور قطب شاہی سلسلوں کو ختم کر ڈالا لیکن دکنی مرہٹوں کے نوخیز اقتدار کے سامنے اس کی ایک نہ چل سکی۔ ہر چند کہ اورنگ زیبی لشکر دکن کی ساری سرزمین کو روندتے رہے اور کئی ایک مستحکم مقامات پر قبضہ بھی کر لیا لیکن خاص دکن اور اس کے گرد و نواح کے پہاڑوں پہ وہ ایک مرتبہ بھی قبضہ نہ جما سکے۔

عالمگیر کی وفات سنہ ۱۱۱۸ھ (۱۷۰۷ء) میں ہوئی۔ اس وقت تک اس کی سلطنت کابل سے دریائے ہگلی کے دہانے تک اور سورت سے ماسولی پٹن اور مدراس تک وسیع ہو چکی تھی۔ جزیرہ نمائے دکن کے بغیر باقی سارا ہندوستان اس کے زیرِ نگین تھا۔ ہاں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جنوبی علاقوں میں عالمگیر کا تسلط محض برائے نام تھا اور جنوبی فرمانرواؤں کا اظہار اطاعت رسمی تھا۔

عالمگیر کے بعد سلطنت مغلیہ میں آثار ضعف نظر آنے لگے اس لیے کہ اس کے جانشین عموماً عیاش، ضعیف الارادہ اور فاسق تھے اور چند

نئی اقوام مثلاً سکھوں، جاٹوں اور مرہٹوں کے مقابلہ سے ڈرتے تھے۔ اسی کمزوری کا نتیجہ تھا کہ سنہ ۱۱۵۱ھ (سنہ ۱۷۳۸ء) میں نادر شاہ اور سنہ ۱۱۶۲ھ (سنہ ۱۷۴۸ء) نیز سنہ ۱۱۷۱ھ (سنہ ۱۷۵۷ء) میں احمد شاہ درّانی نے ہندوستان کو روند ڈالا۔ عالمگیر کی وفات سے پچاس برس بعد جنوب میں مرہٹوں نے وہ طاقت حاصل کر لی کہ ان کی فوجیں گجرات سے ہوتی ہوئی دہلی تک نکل آئیں یہ نظام ہی تھا۔ جس نے دکن میں مرہٹوں کو مشغول رکھا اور وہ باقی ہندوستان کی طرف پوری توجہ نہ دے سکے۔ راجپوت بھی مغل سیادت سے آزاد ہو چکے تھے دوسری طرف سکھوں نے پٹھانوں سے پنجاب چھین لیا تھا۔ آگرہ میں جاٹوں نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اودھ اور بنگال میں نئے سلسلے بروے کار آ گئے۔ کلکتہ، مدراس اور بمبئی پر ایسٹ انڈیا کمپنی نے قبضہ کر لیا تھا۔ سنہ ۱۱۷۰ھ ۱۷۵۷ء میں پلاسی Plassey کی لڑائی اور سنہ ۱۱۷۸ھ (سنہ ۱۷۶۴ء) میں بکسر Buxer کی جنگ کے بعد مغلوں کی طاقت ٹوٹ چکی تھی۔ گو بظاہر ان کی سلطنت سنہ ۱۲۷۵ھ (سنہ ۱۸۵۷ء) تک باقی رہی۔ لیکن آخری تین بادشاہ انگریزوں کے وظیفہ خوار تھے۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں مغلوں کا آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر گرفتار ہو کر رنگون کے جیل میں ڈال دیا گیا جہاں سنہ ۱۲۷۰ھ (سنہ ۱۷۸۲ء) میں اس کی وفات ہو گئی۔

ہجری	نام	عیسوی
۹۳۲	بابر۔ ظہیر الدین	۱۵۲۶
۹۳۷	ہمایوں۔ ناصر الدین	۱۵۳۰
۹۶۳	اکبر۔ جلال الدین	۱۵۵۶
۱۰۱۴	جہانگیر۔ نور الدین	۱۶۰۵

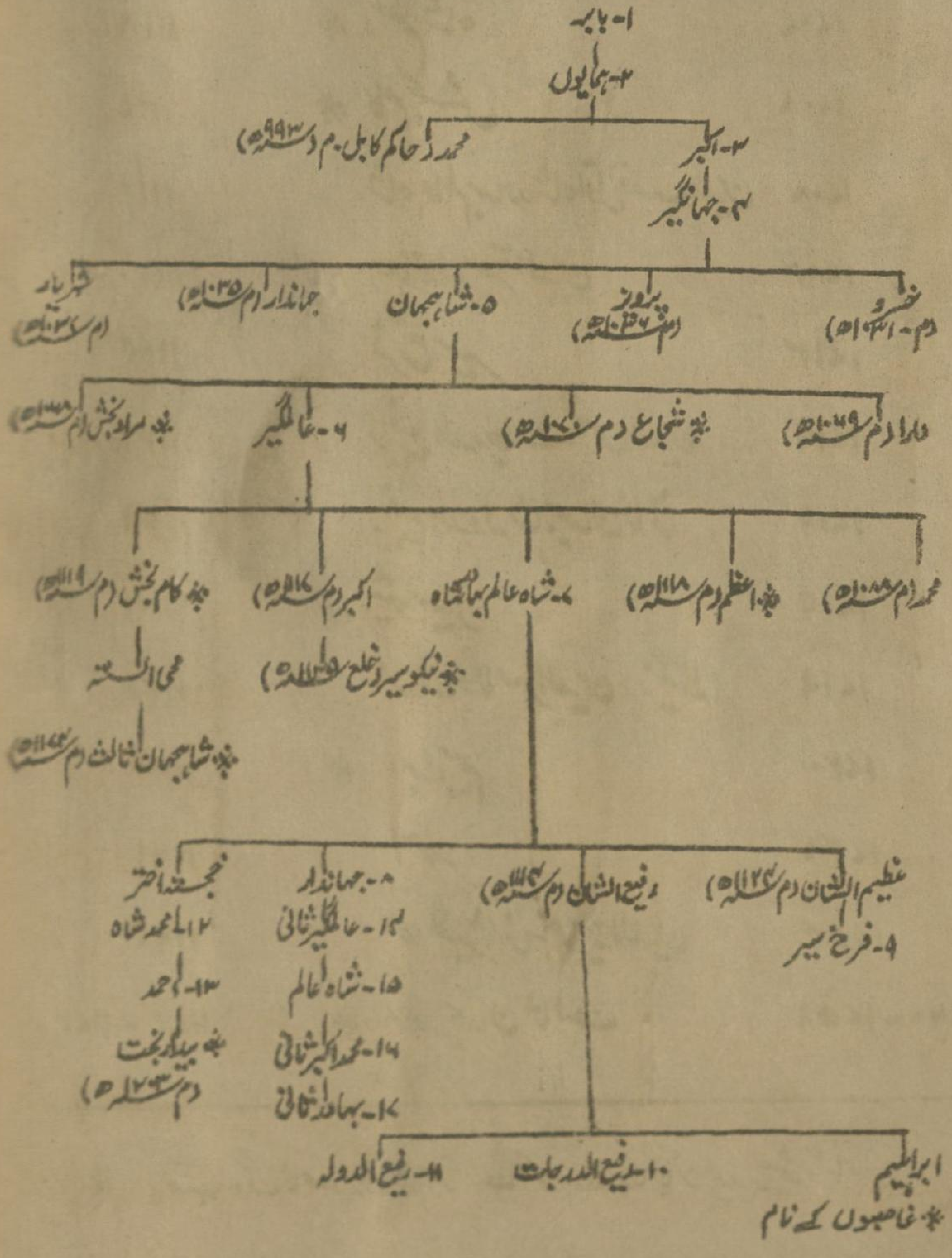
ہجری	نام	عیسوی
۱۰۳۷	* داور بخش	۱۶۲۷-۱۶۲۸
۱۰۳۷	شاہجہان۔ شہاب الدین	۱۶۲۸
۱۰۶۸	* مراد بخش (گجرات میں	۱۶۵۸
۱۰۶۸-۱۰۷۰	* شجاع (بنگال)	۱۶۵۸-۱۶۶۰
۱۰۶۹	اورنگ زیب عالمگیر۔ محی الدین	۱۶۵۹
۱۱۱۸	* اعظم شاہ	۱۷۰۷
۱۱۱۹	* کام بخش	۱۷۰۸
۱۱۱۹	شاہ عالم بہادر شاہ اوّل قطب الدین	۱۷۰۸
۱۱۲۴	جہاندار معزّ الدین	۱۷۱۲
۱۱۲۴	فرخ سیر	۱۷۱۳
۱۱۳۱	رفیع الدرجات۔ شمس الدین	۱۷۱۹
۱۱۳۱	رفیع الدولہ شاہجہان ثانی	۱۷۱۹
۱۱۳۱	* نیکوسیر	۱۷۱۹
۱۱۳۱	محمد شاہ ناصر الدین (رنگیلا)	۱۷۱۹
۱۱۳۲	* ابراہیم	۱۷۲۰
۱۱۶۱	احمد	۱۷۴۸
۱۱۶۷	عالمگیر ثانی۔ عزیز الدین	۱۷۵۴
۱۱۷۳-۱۱۷۴	* شاہجہان ثالث	۱۷۵۹-۱۷۶۰

---

* یہ سب لوگ غاصب تھے۔ جو تختِ حکومت پر ناجائز طور پر بیٹھ گیا۔

ہجری	نام	عیسوی
۱۱۷۳	شاہ عالم جلال الدین	۱۷۵۹
۱۲۰۲-۱۲۰۳	* بیدار بخت	۱۷۸۸
۱۲۲۱	محمد اکبر شاہ ثانی	۱۸۰۶
۱۲۵۳-۱۲۷۵	بہادر شاہ ثانی	۱۸۳۷-۱۸۵۷

(اس سلسلے کو برطانیہ نے ختم کیا)



۱۱۹۔ امرائے افغانستان

سنہ ۱۱۶۰ھ تا سنہ ۱۳۱۱ھ

(سنہ ۱۷۴۷ء تا سنہ ۱۸۹۳ء)

نئے افغانستان کی مستقل حکومت سنہ ۱۱۶۰ھ (سنہ ۱۷۴۷ء) سے شروع ہوئی ہے۔ غوریوں کے خاتمہ کے بعد افغانستان میں پھر کوئی مستقل سلسلہ قائم نہ ہو سکا اور یہ ملک کسی نہ کسی بڑی سلطنت کا حصّہ بنا رہا۔ شروع میں یہ ایلخانانِ ایران کی قلمرو کا حصہ تھا۔ پھر سلطنت تیموری کا جزو بن گیا اور جب مغلوں نے ہندوستان میں پاؤں جما لیے تو اس کے بعد افغانستان کبھی ایران میں شامل ہو جاتا اور کبھی ہندوستان میں اور کبھی اس کے حصّے بخرے ہو جاتے چنانچہ اورنگ زیب کی وفات سے کچھ عرصہ بعد تک کابل اور قندھار دولت ہند کا حصّہ رہے اور ہرات ایران کا۔ سنہ ۱۱۵۰ھ (سنہ ۱۷۳۷ء) میں نادر شاہ افشار نے قندھار، کابل پر قبضہ کر لیا اور یہیں سے وہ دہلی کی طرف بڑھا۔

سنہ ۱۱۶۰ھ (سنہ ۱۷۴۷ء) میں نادر قتل ہو گیا اور احمد خان نے جو ابدالی قبیلہ کا سردار تھا۔ قندھار و کابل پہ قبضہ کر کے باقاعدہ بادشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ ابدالی (یا درّانی) نے ازراہِ مصلحت بارکزئی قبیلہ (یہ قبیلہ درّانیوں کا مدِّ مقابل تھا) کے سردار جمال کو اپنا وزیر مقرر کر لیا۔ پورے سو برس تک بادشاہ درّانی خاندان سے اور وزیر بارکزئی قبیلہ سے ہوتا رہا۔

احمد خان (یا احمد شاہ) نے سارے افغانستان پہ قبضہ کر لیا۔ کئی مرتبہ ہندوستان پہ حملہ کیا اور کچھ مدت کے لیے دہلی پر بھی قابض رہا۔ کشمیر، سندھ اور پنجاب کے کچھ حصّے کو بھی قلمرو افغانستان میں شامل کر لیا۔ سکھوں نے جو بارھویں

صدی ہجری سے کچھ پہلے پنجاب میں اقتدار حاصل کر چکے تھے۔ احمد شاہ کو اس کے ہندی مقبوضات سے محروم کر دیا۔

احمد شاہ کے پوتے زمان شاہ نے بارکزیوں کا قتل عام شروع کر دیا اور اس کے ظالمانہ اقدام نے بارکزیوں کی طاقت میں مزید اضافہ کر دیا۔ چنانچہ محمود شاہ کے برائے نام عہد حکومت اور شاہ شجاع کی حکومت کے آغاز میں بارک زئی وزرا نے عنانِ حکومت عملاً اپنے ہاتھ میں لے لی۔ گو درّانیوں نے طاقت واپس لینے کے لیے ہاتھ پاؤں مارے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ جب ایوب شاہ درّانی نے مغلوب الغضب ہو کر ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) میں فتح خان بارک زئی کی آنکھیں نکال ڈالیں تو معاً درّانیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ آٹھ برس ملک میں بدامنی رہی اور ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۶ء) میں فتح خان مقتول کا بھائی دوست محمد خان تختِ افغانستان پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا اور یہ افغانستان کا پہلا بارک زئی فرمانروا تھا۔

درّانی عہد کے آخری ایام میں حکومتِ ایران نے ہرات کو واپس لینے کے لیے حملہ کیا۔ ان دنوں ہرات افغانی امراء کے قبضے میں تھا جو مرکز کی اطاعت محض برائے نام کیا کرتے تھے۔ یہ حملہ ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۶ء) میں کیا گیا لیکن ناکام رہا۔ فتح خان بارک زئی نے قشونِ ایران کا منہ پھیر دیا۔ چونکہ ہرات افغانستان کا دروازہ شمار ہوتا ہے اس لیے ایران نے حکومتِ روس کی ترغیب پر ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) میں دوبارہ حملہ کیا اور دس ماہ تک اس شہر کا محاصرہ جاری رکھا لیکن برطانیہ کے مشہور سپہ سالار الڈرڈ پوٹن گر Eldred Pottinger نے اس شہر کی یوں مدافعت کی کہ ایرانی محاصرہ اٹھا کر چلتے بنے۔

جب برطانیہ کو یقین ہو گیا کہ دوست محمد خان روسیوں کے ساتھ مل گیا ہے اور ہرات خطرے میں ہے تو انگریزوں نے دوست محمد خان کے خلاف اعلانِ جنگ

کر دیا۔ یہ جنگ تھوڑے تھوڑے وقفوں کے ساتھ ۱۲۵۵ھ سے ۱۲۵۸ھ (۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۲ء) تک جاری رہی اور برطانیہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگیا چنانچہ درانی خاندان کے ایک سابق فرمانروا یعنی شاہ شجاع کو تخت پر بٹھا دیا گیا۔ اور سر ولیم میگناٹن Sir William MacNaughtan برطانیہ کی طرف سے کابل میں سفیر مقرر ہوا۔

گو دوست محمد خان کو نظر بند کر دیا گیا تھا لیکن اس کا چھوٹا بھائی اکبر خان حصولِ اقتدار کی کوشش میں مصروف رہا۔ شوال ۱۲۵۷ھ (نومبر ۱۸۴۱ء) میں گمناٹن اور برنس Burnes قتل کر دیئے گئے اور انگریزی فوج کے ۱۶۰۰۰ سپاہی جو کابل میں مقیم تھے اور جنھیں وعدۂ حفاظت دے کر کابل سے ہندوستان جانے کی اجازت دے دی گئی تھی، اثنائے سفر میں قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے صرف ایک سپاہی زندہ بچ کر ہندوستان پہنچا۔

اس حرکت کا انتقام لینے کے لیے ۱۲۵۸ھ (۱۸۴۲ء) میں برطانیہ نے ایک فوج پولک Palick کے زیر کمان بھیجی اور اس حملے کے بعد افغان داخلی طور پر چالیس برس تک انتشار کا شکار رہے۔

۱۲۸۰ھ (۱۸۶۳ء) میں دوست محمد خان کی وفات ہو گئی۔ زندگی کے آخری سالوں میں وہ انگریز کا وظیفہ خوار تھا۔ اس کے انتقال کے بعد تاج و تخت کے متعلق اس کے لڑکوں اور پوتوں میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ چنانچہ شیر علی خان کامیاب ہوا۔ چونکہ شیر علی خان کا رجحان روس کی طرف تھا اس لئے انگریزوں نے کابل پر پھر چڑھائی کر دی اور شیر علی کو تخت سے اتار دیا اس کشمکش میں کاوگزی Cavagoari قتل ہو گیا اور ۱۲۹۶ھ اور ۱۲۹۸ھ (۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۳ء) کے درمیان دو مرتبہ انگریزوں نے فوجیں بھیجیں۔ پہلی مرتبہ سٹورٹ Stewart کی

کمان میں اور دوسری مرتبہ رابرٹس Roberts کی سپہ سالاری میں۔ ان حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں نے تخت کابل پہ عبدالرحمٰن کو بٹھا دیا اور اسے امن قائم کرنے میں ہر قسم کی مدد دی۔

درانی خاندان

۱۱۶۰	احمد شاہ	۱۷۴۷
۱۱۸۷	تیمور شاہ	۱۷۷۳
۱۲۰۷	زمان شاہ	۱۷۹۳
۱۲۱۶	شاہ شجاع (شجاع الملک)	۱۸۰۱
۱۲۱۶	محمود شاہ	۱۸۰۱
۱۲۱۸	شجاع (دوسری مرتبہ)	۱۸۰۳
۱۲۲۴	محمود شاہ (دوبارہ اور آخر کار ہرات میں ۱۲۴۵ھ تک)	۱۸۰۹
۱۲۳۳	علی شاہ (کابل)	۱۸۱۷
۱۲۳۳	ایوب شاہ (پشاور و کشمیر)	۱۸۱۷
۱۲۴۵	کامران (ہرات ۱۲۵۹ھ تک)	۱۸۲۹
۱۲۵۵	شجاع (سہ بارہ)	۱۸۳۹
۱۲۵۸	فتح جنگ (اسی سال بھاگ گیا)	۱۸۴۲

بارک زئی خاندان

۱۲۴۲	دوست محمد خان	۱۸۲۶
۱۲۵۵-۱۲۵۸	شجاع (چوتھی مرتبہ)	۱۸۳۹-۱۸۴۲
۱۲۸۰	شیر علی خان	۱۸۶۳
۱۲۸۲-۱۲۸۴	افضل اور اعظم (بلخ اور کابل میں)	۱۸۶۵-۱۸۶۷
۱۲۹۷	یعقوب خان	۱۸۷۹

۱۲۹۶ عبدالرحمٰن خانؒ ۱۸۷۹

درّانی

۱۔ احمد

۲۔ تیمور

۳۔ زمان — قیصر (کشمیر ۱۲۲۳-۱۲۲۳ھ)
۴۔ شجاع — ۹۔ فتح جنگ
۶۔ سلطان علی شاہ
۷۔ ایوب
فیروز
۵۔ محمود — ۸۔ کامران

بارک زئی

پائندہ خاں وزیر

فتح خاں (سنہ ۱۲۳۳ھ میں قتل)

۱۔ دوست محمد

اعظم
۲۔ شیر علی — ۳۔ یعقوب خان، عبداللہ خان، ایوب
افضل (م سنہ ۱۲۸۳ھ) — ۴۔ امیر عبدالرحمٰن خان — ۵۔ حبیب اللہ خان — ۶۔ امان اللہ خان

لہ عبدالرحمٰن خان کے بعد مندرجہ ذیل امراء تخت نشین ہوئے

۱۳۱۹	حبیب اللہ خان	۱۹۰۱
۱۳۳۷	امان اللہ خان	۱۹۱۹
۱۳۴۸	بچہ سقّا	۱۹۳۰
۱۳۴۸	نادر خان	۱۹۳۰
۱۳۵۲	ظاہر شاہ (آج سنہ ۱۹۶۲ء میں بھی یہی فرمانروا ہے)	۱۹۳۴

مترجم

معہ حوالہ جات تواریخ وکتب احادیث مندرج ہیں۔ امیر المومنین کی ولادت، عہد طفولیت، دعوتِ اسلام کے وقت آپ کی شمولیت، ہجرت، کارنامے، جہادِ اسلامی اور فتوحات، زندگی کے نمونے، اخلاق وعادات، ادب، شاعری، فلسفہ، علمِ کلام اور تصوف سے متعلق آپ کے ارشادات گرامی اور آپ کی دعائیں۔ اصول اسلام اور عامۃ المسلمین کی خدمات کے واقعات۔ نیز آپ کے منتخب خطبات وخطوط کے اقتباسات۔ یہ سب کچھ اس کتاب میں موجود ہے۔ انشاء اللہ اس کتاب سے تشنگانِ معرفت مستفیض ہوسکیں گے۔

امام مالکؒ

تالیف: ابوزہرہ (مصر) ترجمہ: عبید اللہ قدسی

تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۴۸۶ صفحات قیمت -/۱۲ روپے

امام مالکؒ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے حدیث کی کتاب مرتب کی اور آج تک عالم اسلام اس سے مستفیض ہو رہا ہے۔ صحاح ستہ کی تمام کتابیں بھی آپ کی کتاب مؤطا کے بعد مرتب ہوئی ہیں۔ آپ کی سوانح اب تک نہ ہونے سے اچھا خاصا افسوس ہوتا تھا موجودہ کتاب میں آپ کے ہر قسم کے حالات اور آپ کی دینیات، نیز آپ کے مرتبہ اصول کو مفصل طریقے پر لکھا گیا ہے۔ کاغذ سفید، عمدہ طباعت۔

آثار امام شافعیؒ

تصنیف: ابوزہرہ ترجمہ: رئیس احمد جعفری

تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت ۷۹۴ صفحات قیمت ۱۳/۵۰ روپے

عہد امام شافعیؒ کے فقہی رجحانات، عہد بہ عہد کے فقہی انقلابات وتصورات، فقہ اسلامی کے تدریجی ارتقاء اور امام شافعیؒ کے فضائل وکمالات اور مجتہدات پر ایک تحقیقی اور تنقیدی نظریہ۔

امام شافعیؒ کی دینیات اور فقہ پر سیر حاصل مجلہ

طباعت وکتابت خوبصورت اور جاذبِ نظر

رئیس احمد جعفری (ندوی)　　تقطیع ½۵ × ½۸

سیرت ائمہ اربعہ

ضخامت ۶۲۰ صفحات　　قیمت ۱۲/۰۰ روپے

ائمہ اربعہ کے مکمل حالات اور سوانح کی انسائیکلوپیڈیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رح امام مالک رح امام شافعی رح اور امام احمد بن حنبل رح کے مکمل حالات۔ آپ کی الگ الگ فقہ و دینیات نیز اصول کا جائزہ۔ اگر بیک وقت چاہتے ہیں تو اس کتاب میں مل سکتا ہے۔ ان چاروں ائمہ کے نظریات کی تعلیم کو اس خوبی سے یکجا کیا ہے، جو ایک تاریخی کارنامے کی حیثیت رکھتا ہے۔

تصنیف: ابوزہرہ (مصر)　　ترجمہ: رئیس احمد جعفری

حضرت امام جعفر صادق

تقطیع ½۶" × ۱۰"　ضخامت ۵۶۸ صفحات　قیمت ۱۲/۵۰

(بقول ابوزہرہ) یہ کتاب امام جعفر صادق کی باقاعدہ ایک ملت ہے، ایک دینیات ہے۔ آپ کی فقہ اور دینیات کی اسلام میں ترویج و تدوین، ان کے اسباب تقویٰ، پرہیزگاری علم، درس و تدریس، اشاعت دین محمدی کا طریق کار۔ یہ سب کچھ اس کتاب میں ملے گا رئیس احمد جعفری نے اس کا ترجمہ بھی نہایت محنت و جانفشانی سے اپنی خاص زبان میں پیش کیا ہے۔ بہترین طباعت و کتابت۔

مولانا غلام رسول مہر　　تقطیع ½۶" × ۱۰"

سید احمد شہید رح

ضخامت ۵۸۰ صفحات　　قیمت ۸/۰۰ روپے

مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہید بریلوی رح کے مفصل سوانح حیات اور ان کی تحریک احیاء دین کی مکمل سرگزشت۔ اردو زبان میں اپنے موضوع پر واحد تصنیف۔ نادر اور مفید نقشوں سے مزین۔ کاغذ سفید کرنافلی

کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ رنگین گردپوش۔

شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ پبلشرز۔ لاہور۔ حیدرآباد۔ کراچی